سید الشہدا

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

محمد الیاس عادل

Marfat.com

سید الشہداء

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

محمد الیاس عادل

مشتاق بک کارنر
الکریم مارکیٹ۔ اردو بازار، لاہور

Marfat.com

ناشر: مشتاق احمد
اہتمام: سلمان منیر

ہماری کتابیں · معیاری کتابیں
خوبصورت اور کم قیمت کتابیں

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	—	سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ
مصنف	—	محمد الیاس عادل
پروف ریڈنگ	—	قاری نجم الصبیح
مطبع	—	آر آر پرنٹرز، لاہور
ڈیزائن	—	عاطف بٹ
کمپوزنگ	—	گُل گرافکس
اشاعت	—	2014
قیمت	—	150 روپے

استدعا

پروردگار عالم کے فضل، کرم اور مہربانی سے، انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کمپوزنگ، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔
بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہ کرم مطلع فرما دیں۔ ان شاء اللہ ازالہ کیا جائے گا۔ نشاندہی کے لیے ہم آپ کے بے حد مشکور ہوں گے۔ (ناشر)

Marfat.com

فہرست

☆ ابتدائیہ ---------------- 9
☆ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ---------------- 13
☆ ولادت باسعادت ---------------- 13
☆ سلسلہ نسب ---------------- 13
☆ کنیت ---------------- 13
☆ القاب ---------------- 13
☆ والد ماجد ---------------- 14
☆ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ---------------- 15
☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی ---------------- 15
☆ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بہن بھائی ---------------- 16
☆ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ---------------- 18
☆ عاتکہ بنت عبدالمطلب ---------------- 20
☆ اروی بنت عبدالمطلب ---------------- 23
☆ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام ---------------- 28
☆ سال قبول اسلام ---------------- 28
☆ واقعہ قبول اسلام ---------------- 29
☆ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ واقعات کے آئینہ میں ---------------- 35
☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں شرکت ---------------- 35
☆ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ دارارقم میں ---------------- 35

Marfat.com

☆ شراب کی حرمت کا حکم نازل ہونے سے قبل ---------- 40
☆ شعب ابی طالب میں محصوری ---------- 41
☆ زرہ پہننا ترک کردی ---------- 42
☆ مواخات ---------- 43
☆ جبریل امین کو دیکھنا ---------- 43
☆ ہجرت مدینہ ---------- 43
☆ ایک روایت ---------- 44
☆ سرایا و غزوات میں شرکت ---------- 45
☆ سریہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ---------- 45
☆ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اشعار کا جواب ---------- 48
☆ غزوہ ابواء میں شرکت ---------- 49
☆ غزوہ ذی العشیرہ میں شرکت ---------- 50
☆ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ علمبردار بنے ---------- 51
☆ غزوہ بدر ---------- 52
☆ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ میدان جنگ میں ---------- 54
☆ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے کی بہادری ---------- 55
☆ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اشعار ---------- 58
☆ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اشعار کا جواب ---------- 60
☆ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور دیگر بہادروں کا تذکرہ ---------- 63
☆ حضرت کعب بن رضی اللہ عنہ مالک کا جواب ---------- 68
☆ ہندہ بنت عتبہ کا غم و غصہ ---------- 68
☆ انتقام لینے کی قسم ---------- 72
☆ حضرت حمزہ کے رضی اللہ عنہ ہاتھوں مرنے والے کفار ---------- 72

Marfat.com

✡ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہادری کا اعتراف	74
✡ جنگ کا نتیجہ	74
✡ غزوہ قینقاع میں شرکت	75
✡ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی علمبرداری	77
✡ غزوہ احد	78
✡ جنگ کے لیے صف بندی	80
✡ جنگ کا آغاز	82
✡ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا بے جگری سے لڑنا	84
✡ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت	85
✡ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا منظوم واقعہ	86
✡ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا شوق شہادت	89
✡ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت	90
✡ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کفار پر رعب	92
✡ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور ابو شیبہ	93
✡ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور ابو شیبہ کی جنگ	94
✡ ابو شیبہ کے مددگاروں کا آنا	96
✡ ابو شیبہ کا قتل	96
✡ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر مقتول کے مددگاروں کا حملہ	98
✡ احد میں پہلی جنگ مغلوبہ	99
✡ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جلال	99
✡ وحشی کا حربہ پھینکنا	100
✡ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا وحشی کا تعاقب کرنا	101
✡ شہادت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ	101

Marfat.com

- حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت وحشی کی زبانی ---------------- 102
- حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ چاک کیا گیا ---------------- 103
- ہند جگر خوار ---------------- 105
- حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا ردعمل ---------------- 107
- حضرت حمزہ کا رضی اللہ عنہ مثلہ ---------------- 107
- ہند کے لیے ہدیہ ---------------- 108
- حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسد پاک پر ہند ---------------- 110
- ہند کے گلے کا ہار ---------------- 111
- حضرت حمزہ کا رضی اللہ عنہ جسد پاک اور ابوسفیان ---------------- 112
- حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسد اطہر کی تلاش ---------------- 112
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسد اطہر پر ---------------- 112
- حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے لیے دُعا ---------------- 113
- حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی قوتِ صبر ---------------- 114
- حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی میت پر ---------------- 116
- حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کفن ---------------- 117
- حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ ---------------- 118
- حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا غم ---------------- 118
- حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بھانجی کا غم ---------------- 119
- مُشک جیسی خوشبو ---------------- 120
- خواتین کا رونا ---------------- 120
- حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور دیگر شہداء کا غم ---------------- 121
- کفار کا بدلہ لینے کا دعویٰ ---------------- 125
- حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر کفار کی خوشی ---------------- 127

- حمزہ رضی اللہ عنہ اللہ کی راہ میں مارے گئے ---------------------- 130
- حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی جدائی کا غم ---------------------- 133
- حمزہ رضی اللہ عنہ جلد غلبہ حاصل کر لیتے تھے ---------------------- 136
- حمزہ رضی اللہ عنہ کی جدائی سے ہم تنہا ہو گئے ---------------------- 138
- حمزہ رضی اللہ عنہ کے جانے سے زمین تاریک ہو گئی ---------------------- 140
- حمزہ کو کھو کر میں بوڑھا ہو گیا ---------------------- 142
- حمزہ رضی اللہ عنہ شیر تھے ---------------------- 143
- حمزہ رضی اللہ عنہ جنگ میں کود جانے والے شیر تھے ---------------------- 145
- حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت صدمہ ہوا ---------------------- 151
- حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ---------------------- 51
- حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل کی آمد ---------------------- 151
- وحشی کا بیان ---------------------- 151
- مسیلمہ کذاب کا قتل ---------------------- 152
- حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی ازواج و اولاد ---------------------- 153
- حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی ---------------------- 153
- ہند بنت عتبہ کی آمد ---------------------- 154
- بعد از شہادت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی کرامات ---------------------- 157
- فرشتوں نے غسل دیا ---------------------- 157
- حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے حفاظت فرمائی ---------------------- 157
- قبر کے اندر سے سلام کا جواب ---------------------- 158
- حضرت حمزہ نے مدد فرمائی ---------------------- 160
- بلند آواز سے سلام کا جواب ---------------------- 162
- قبر مبارک میں تر و تازہ جسم اطہر ---------------------- 162

Marfat.com

☆ شہدائے احد کی زیارت ---------------------------------- 163

☆ احد کی فضیلت ---------------------------------- 163

☆ شہدائے احد کی قبور ---------------------------------- 164

☆ آغا شورش کاشمیری کے جذبات ---------------------------------- 164

☆☆☆

Marfat.com

ابتدائیہ

اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شیر سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی حیات طیبہ جرأت، دلیری بہادری اور جانثاری کے بہت سے درخشاں واقعات سے عبارت ہے آپ کی دلیری اور بہادری کی تعریف جہاں مسلمانوں نے کی وہاں پر دشمنوں نے بھی تسلیم کیا اور کفار بھی آپ کی جرأت و بہادری سراہتے تھے۔ آپ جنگ کے میدانوں میں اس بے جگری اور ثابت قدمی سے لڑتے کہ دشمن آپ کے مقابلے کی تاب نہ لا سکتے۔ آپ دین اسلام کی صداقت میں ہمیشہ پیش پیش اور سر گرم رہتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر محبت رکھتے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معمولی سی تکلیف بھی برداشت نہ کر سکتے تھے۔ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی کو مدنظر رکھتے ہوئے دین اسلام کو قبول کر کے اسلام کو تقویت پہنچائی آپ کے قبول اسلام سے کفار کے بڑے بڑے سرداروں کے حوصلے پست ہو گئے ان کے دلوں پر آپ کی دھاک بیٹھ گئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے قبول اسلام کے باعث قریش پر غالب وقوی ہو گئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چچا اور رضاعی بھائی سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے سے بہت زیادہ خوشی ہوئی۔ اسلام میں سب سے پہلے جو علم تیار ہوا وہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے لیے تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس پیارے اور بہادر چچا سے بہت لگاؤ اور محبت رکھتے تھے۔ غزوہ بدر میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے بہادری کے جوہر دکھائے اور کفار کے نامی گرامی لوگوں کو اپنی تلوار کے وار سے جہنم واصل کیا اس جنگ میں آپ کی شجاعت اور ثابت قدمی کے باعث کفا

قریش کا بہت جانی نقصان ہوا بڑے بڑے سردار اور سورمے اس معرکے میں مارے گئے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی طاقت و بہادری کی شہرت ہر طرف ہوگئی کفار مکہ کے سینوں میں آگ لگ گئی اور وہ انتقام کی آگ میں جلنے لگے۔

پھر غزوہ احد کا معرکہ پیش آیا اس جنگ میں بھی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسلام کی خاطر لڑنے کا حق ادا کر دیا دشمنوں سے دیوانہ وار لڑتے رہے۔ وہ کفار جو غزوہ بدر میں اپنے لوگوں کے مارے جانے کا بدلہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کر کے لینے کے لیے انتقام کی آگ میں جل رہے تھے تاک میں تھے بے خبری میں وار کر کے شہید کر دیا اور ان کے انتقام کی آگ پھر بھی ٹھنڈی نہ ہوئی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسم کے اعضاء ناک کان وغیرہ کاٹ کے مثلہ کیا گیا۔ روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیارے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہادت کے بعد اس حال میں دیکھا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چیخ نکل گئی اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں جتنا مصیبت زدہ ہوں کبھی تمہاری مانند مصیبت نہ ہوگی اور نہ کسی اور مقام میں اس جگہ کی مانند غضبناک کھڑا ہوں گا۔ جیسا کہ آج اس جگہ پر کھڑا ہوں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر رونے کی مانند کبھی روتا نہیں دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جنازہ پر کھڑے تھے اور رو رہے تھے اور فرمایا' اے حمزہ (رضی اللہ عنہ) اے عم رسول اللہ! اے اسد اللہ و اسد رسولہ! اے نیکیاں کرنے والے، اے سختیوں کے جھیلنے والے۔ اے حمزہ (رضی اللہ عنہ) اے رسول اللہ کے روئے انور کو گھلانے والے۔

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے آخرت میں مقام کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں گزشہ رات جنت میں داخل ہوا تو دیکھا کہ جعفر (رضی اللہ عنہ) ملائکہ کے ساتھ اڑ رہے ہیں اور حمزہ (رضی اللہ عنہ) ایک تخت کے اوپر تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ (مستدرک حاکم)

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے کفار کے ساتھ معرکہ میں بہادری اور شجاعت کی جو

Marfat.com

داستان رقم کی وہ اسلامی تاریخ کا ولولہ انگیز اور جوش و جذبہ سے بھرپور باب ہے اور جہاد فی سبیل اللہ کے سلسلہ میں قربانی کی ایک عظیم مثال ہے اگرچہ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ کے بارے میں بہت زیادہ حالات کتب میں نہیں ملتے مگر پھر بھی جس قدر حالات واقعات آپ رضی اللہ عنہ کی شخصیت کے حوالے سے میسر آ سکے ان کو صحت و جامعیت کے ساتھ کتاب ہذا کی زینت بنا دیا ہے اور یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ حضرت حمزہ کی رضی اللہ عنہ حیات مبارکہ کے موضوع پر یہ ایک مستند اور جامع کتاب ہے۔

(محمد الیاس عادل)

☆......☆......☆

Marfat.com

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

ولادت باسعادت:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت کے سال کے متعلق مختلف روایات ہیں بعض ارباب سیر کی تحقیق کے مطابق آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دو برس قبل پیدا ہوئے بعض نے لکھا ہے کہ چار سال قبل پیدا ہوئے البتہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت مکہ مکرمہ میں ہوئی۔

سلسلہ نسب:

آپ کا سلسلہ نسب اس طرح سے بیان کیا جاتا ہے حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان (سیرت ابن ہشام جلد اول)

کنیت:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عمارہ بھی تھی اور ابو یعلیٰ بھی۔

القاب:

آپ کے مشہور القاب سید الشہداء، اسد اللہ اور اسد الرسول ہیں۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قسم ہے اللہ تعالیٰ کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ساتویں آسمان میں لکھا ہوا ہے کہ "حمزہ اَسَدُ اللّٰه وَاَسَدُ رَسُوْلِه

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

والد ماجد:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد جناب عبدالمطلب قبیلہ بنو ہاشم کے سردار اور صاحب فضل و کمال بزرگ تھے مستجاب الدعوات تھے اور انہوں نے شراب اپنے اوپر حرام کر رکھی تھی۔ابن کثیر کا کہنا ہے کہ یہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے غار حرا میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی، مسکینوں کو کھانا کھلایا کرتے تھے۔ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ پرندوں اور وحشی جانوروں کے لیے بھی دستر خوان بچھا رہتا تھا اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر اُن کے کھانے کا سامان رکھا کرتے تھے اسی لیے انہیں ''فیاض'' کہا جاتا تھا اور ''پرندوں کو کھانا دینے والا'' کے نام سے مشہور تھے کیونکہ ان کا دستر خوان پرندوں کے لیے بھی تیار رہتا تھا۔ان کا نام شیبۃ الحمد تھا۔علی کہتے ہیں کہ شیبۃ الحمد نام کی وجہ یہ تھی کہ یہ نام اس شخص کا اس دور میں رکھا جاتا جس کے چہرے کی خوبصورتی چودھویں رات کے چاند کی طرح اندھیرے کو ختم کردے اور روشنی پھیلا دے۔(زرقانی جلد اول ص 71)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد جناب عبدالمطلب کی شان اور فضل وکمال کے بارے میں جناب کعب الاحبار کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ جناب عبدالمطلب نے حالت خواب میں حطیم میں دیکھا کہ کوئی شخص انہیں سُرمہ لگا گیا۔سر میں تیل بھی لگایا گیا اور خوبصورت لباس بھی پہنا گیا اُٹھے تو یہ سب کچھ قائم تھا۔بڑا تعجب کیا کہ یہ کس کا کام ہوسکتا ہے چنانچہ ان کے والد نے ان کو ساتھ لیا اور قریشی کاہنوں کے پاس لے آئے انہوں نے دیکھ کر کہا کہ اس کی شادی کردو۔چنانچہ شادی کردی گئی۔ان کے جسم سے خالص کستوری کی خوشبو آتی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک ان کی پیشانی میں چمکتا تھا اور قریش کی یہ عادت تھی کہ جب بھی انہیں خشک سالی کا سامنا ہوتا تو وہ جناب عبدالمطلب کو اپنے ساتھ لے کر جبل ثبیر کی طرف نکل پڑتے وہاں انہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قربت کا ذریعہ بناتے اور ان کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے بارش طلب کرتے تو اللہ تعالیٰ انہیں بارش عطا فرماتا اور سیراب کردیتا تھا۔(انوار محمدیہ ص 18 زرقانی جلد اول ص 82)

جناب عبدالمطلب پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل وکرم تھا مروی ہے کہ زمزم کا کنواں جناب عبدالمطلب سے پہلے کا بند ہوچکا تھا ان کو الہام کے ذریعے اسے کھودنے کا حکم ملا لیکن یہ جگہ چونکہ

اساف اور نائلہ بتوں کے درمیان واقع تھی اس لیے ان بتوں کے نقصان کے پیش نظر قریش نے ان کی مخالفت کی۔ اس پر جناب عبدالمطلب دعا کے لیے بارگاہ الٰہی میں کھڑے ہوئے اور یہ دعائیہ اشعار پڑھے (ترجمہ)

1۔ اے اللہ! تو بادشاہ اور قابل تعریف ہے میرے پروردگار تو ہی ابتداء میں سب کو پیدا کرنے والا اور پھر دوبارہ ان کا اعادہ کرنے والا ہے۔

2۔ تو چاہے تو جیسے بھی مجھے الہام سے نواز دے اور اس جگہ اگرچہ لوہا اور سونا رکاوٹ کیوں نہ ہو۔

3۔ اور آج کے دن تو اپنے ارادہ کو واضح کردے۔ میں نے پختہ نذر مانی ہوئی ہے اور مجھے اس سے پھر جانے کی ہمت نہ عطا کرنا۔ (البدایہ والنہایہ جلد دوم ص 246)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے۔ ارباب سیر نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے علاتی بھائی تھے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا جناب مقدم اور جناب حجل ایک ماں سے ہیں جن کا نام ہالہ بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ ہے ہالہ بن وہب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ بنت وہب زہری کی چچازاد بہن تھیں اس نسبت سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خالہ زاد بھائی بھی تھے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نسبت رضاعی بھائی کی بھی ہے کیونکہ ابولہب کی لونڈی حضرت ثوبیہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رضائی بھائی:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو ابولہب کی باندی حضرت ثوبیہ نے دو چار سال کے فرق سے دودھ پلایا تھا یعنی پہلے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا ان کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اپنے بیٹے مسروح کو پلایا ان کے بعد ابوسلمہ رضی اللہ عنہما بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ کو جو کہ حضرت اُم سلمہ کے شوہر تھے ان کی والدہ برہ بنت عبدالمطلب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں۔

Marfat.com

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بہن بھائی:

مواہب لدنیہ میں تحریر ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے گیارہ بھائی تھے جبکہ بعض کا کہنا ہے کہ بارہ بھائی تھے جن کے نام یہ ہیں (1) جناب حارث (2) جناب ابو طالب (3) جناب زبیر (4) ابولہب (5) غیداق (6) مقوم (7) ضرار (8) حضرت عباس رضی اللہ عنہ (9) قثم (10) عبدالکعبہ (11) جحل (12) حضرت عبداللہ جو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد ہیں۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی چھ بہنیں تھیں (1) اُم حکیم ان کا نام بیضا ہے۔ (2) برہ (3) عاتکہ۔ یہ ایک ماں کے بطن سے ہیں جن کا نام فاطمہ بنت عمرو بن عایذ بن عمران بن مخزوم ہے (4) امیمہ جو کہ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا اور حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کی والدہ ہیں اور صاحب علم و فضل تھیں ابن ہشام نے لکھا ہے کہ اپنے والد جناب عبدالمطلب کی وفات پر انہوں نے غمزدہ حالت میں جو اشعار کہے وہ یہ ہیں (ترجمہ)

1۔ سُن لو کہ خاندان کا محافظ، خاندان والوں کو ڈھونڈھ نکالنے والا حاجیوں کا ساقی عزت و شان کی حمایت کرنے والا چل بسا۔

2۔ جس گھر کا مسافر مہمانوں کو اس وقت جمع کر لیتا تھا جب لوگوں کا آسمان گرج کے باوجود بھی بخل کرتا تھا۔

3۔ ایک جوانمرد جو خوبیاں حاصل کیا کرتا ہے اے قابل ستائش شیبہ! تو نے ان خوبیوں کی بہترین صفات کمسنی میں ہی حاصل کر لی تھیں اور تو ان میں ہمیشہ ترقی ہی کرتا رہا۔

4۔ ایک فیاض شیر نے اپنی جگہ خالی کر دی پس تو (اسے اپنے دل سے) دُور نہ کر کہ ہر زندہ دور ہونے والا ہے۔

5۔ میں تو جب تک رہوں گی آبدیدہ و غمگین ہی رہوں گی اور میری محبت کے لحاظ سے وہ اسی کا حقدار تھا۔

6۔ حجر میں تمام لوگوں کی سرپرستی کرنے والا (اللہ تعالیٰ) تجھے (اپنی رحمت کی) بارش

سے سیراب رکھے، میں تو اس پر روتی ہی رہوں گی اگر چہ وہ قبر ہی میں رہے۔

7۔ وہ اپنے پورے گھرانے کی زینت تھا اور جہاں کہیں جو تعریف بھی ہو وہ اس تعریف کا حقدار تھا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہن اُم حکیم بیضا بھی صاحب علم خاتون تھیں انہوں نے بھی اپنے والد جناب عبدالمطلب کی وفات پر جو غمزدہ اشعار کہے اُن سے پتہ چلتا ہے کہ شعروادب کے حوالے سے ان کی نگاہ کس قدر وسعت رکھتی تھی ان کے چند اشعار کا ترجمہ یہ ہے۔

1۔ ہاں! اے آنکھ! سخاوت اور آہ وفغاں کر اور بزرگیوں والے اور سخاوت والے پر رو۔

2۔ ہاں اے آنکھ! مسلسل برسنے والے آنسوؤں سے میری امداد کر۔

3۔ سواریوں پر سوار ہونے والوں میں جو سب سے اچھا تھا اس پر آہ وفغاں کر اپنے اچھے باپ پر جو میٹھے پانی کا موجزن دریا تھا۔

4۔ شیبہ پر جو بڑا سخی اور بلند رتبوں والا، نیک سیرت، سخاوت میں قابل مدح وستائش تھا۔

5۔ صلہ رحمی کرنے والے پر اس پر جس کے چہرے سے شرافت و جمال ظاہر ہوتا تھا جو قحط سالیوں میں برستا ہوا بادل تھا۔

6۔ جو نیزوں کے ایک دوسرے سے مل کر جھاڑی کی طرح بن جانے کے وقت کا شیر تھا جس کے لیے دیکھنے والوں کی آنکھیں بہہ جاتی ہیں۔

7۔ جو بنی کنانہ کا سردار تھا اور زمانے کے اقسام کی آفات سر پر پڑنے کے وقت اُمیدوں کا سہارا تھا۔

8۔ جب کوئی سخت آفت آتی تو اس کا خوف وہ دور کر دینے والا اور مشکلات کا مقابلہ کرنے والا تھا۔

9۔ پس ایسے شخص پر آہ وفغاں کر، غم کرنے میں سستی نہ کر اور دوسری رونے والیوں کو اس وقت تک رلاتی رہ جب تک کہ تو باقی رہے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہن برہ بھی نیک کردار خاتون تھیں شعروادب میں خاصا شغف رکھتی

Marfat.com

تھیں اور فصاحت و بلاغت میں خصوصی درجہ کمال حاصل تھا اپنے والد جناب عبدالمطلب کی وفات پر غمزدہ حالت میں انہوں نے بھی چند اشعار کہے تھے جن کا ترجمہ اس طرح سے ہے۔

1۔ اے میری آنکھو! نیک سیرت اور سخی پر موتیوں جیسے آنسوؤں سے سخاوت کرو۔

2۔ اعلیٰ شان والے پر لوگوں کی ضروریات پوری کرنے والے پر حسین چہرے اور بلند مرتبے والے پر۔

3۔ بزرگیوں والے قابل تعریف شیبہ پر، عزت وشان والے اور افتخار والے پر۔

4۔ آفتاب میں فضل وعطاو حلم کرنے والے پر، بہت خوبیوں والے بہت سخی مالدار پر۔

5۔ اسے اپنی قوم پر بڑی فضیلت حاصل تھی وہ ایسا نور والا تھا کہ چاند کی مانند چمکتا رہتا تھا۔

6۔ زمانے کی گردشوں اور مکروہات تقدیر کو لیے ہوئے اموات ان کے پاس آئیں اور اس پر اچٹتی ہوئی ضرب نہیں (بلکہ) کاری وار کیا۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی ایک بہن حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے بھائی کی طرح نہایت دلیر اور بہادر خاتون تھیں یہ غزوہ احد میں بھی شریک تھیں اور اس جنگ میں انہوں نے نہایت ثابت قدمی دکھائی ارباب سیر لکھتے ہیں کہ غزوہ احد میں جب ایک موقع پر مسلمانوں کے قدم ان کی اپنی ہی غلطی کی وجہ سے اکھڑ گئے اور وہ ادھر اُدھر بھاگنے لگے تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نیزہ پکڑ کر راستے میں کھڑی ہو گئیں بھاگنے والوں اور میدانِ جنگ سے باہر جانے والوں کی طرف نیزہ لہراتے ہوئے پکار پکار کر کہتی تھیں کہ تم میدان جنگ سے بھاگ رہے ہو حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں موجود ہیں تمہیں ندامت کا احساس نہیں ہوتا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میدان میں چھوڑ کر فرار کی راہیں تلاش کر رہے ہو۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی دلیری اور بہادری کے بہت سے واقعات ہیں ان میں سے ایک واقعہ غزوہ خندق کا ہے۔ غزوہ خندق کے موقع پر مسلمانوں نے خواتین کو انصار کے ایک قلعہ میں ٹھہرایا تھا اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت کو ان کا محافظ ونگران مقرر کیا گیا تھا تاکہ کوئی دشمن اس

قلعہ پر حملہ آور نہ ہو اس قلعہ میں چونکہ خواتین اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ اس لیے یہودیوں نے قلعہ پر حملہ کرنے کی غرض سے ایک یہودی کو جائزہ لینے کے لیے بھیجا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ ایک یہودی قلعے کی دیوار کے اردگرد چکر لگا رہا ہے انہوں نے یہودیوں کے اس مکروہ ارادے کو بھانپ لیا اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس یہودی کی نقل و حرکت خطرے سے خالی نہیں۔ یہ اپنے ساتھیوں کو بلا کر قلعے پر حملہ کرنے کے درپے ہے تلوار لے کر اس کا سر قلم کر دو۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ایک بیماری کے باعث دل کی تکلیف میں مبتلا ہو گئے تھے اور جنگ و جہاد میں کچھ نہ کر سکتے تھے اس لیے کہا کہ یہ کام مجھ سے تو نہیں ہو سکے گا۔ یہودی ابھی نقل و حرکت کر رہا تھا چنانچہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اُٹھیں خیمے کی چوب نکالی اور یہودی کے سر پر دے ماری ضرب اس قدر شدید تھی یہودی وہیں پر ڈھیر ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے حسان سے کہا کہ اس یہودی کا سر کاٹ کر قلعے کے باہر موجود یہودیوں کے ہجوم میں پھینک دو تاکہ وہ اسے دیکھ کر دوبارہ ادھر حملے کی جرأت نہ کر سکیں۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ سے تو یہ کام بھی نہیں ہو گا اس پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آگے بڑھیں اور یہودی کا سر اس کے جسم سے الگ کر کے یہودیوں کی طرف پھینک دیا جسے دیکھ کر یہودی، خوف و دہشت سے بھاگ گئے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا شعر و ادب کے میدان میں بھی اپنی علمی و ادبی قابلیت کے جوہر دکھاتی تھیں بہت سے مواقع پر انہوں نے شاعری کی زبان میں اپنے مافی الضمیر کا اظہار کیا چنانچہ انہوں نے اپنے والد ماجد جناب عبدالمطلب کی وفات پر چند اشعار کہے۔ اس ضمن میں ابن اسحاق کا کہنا ہے کہ جب عبدالمطلب کے انتقال کا وقت قریب آیا اور انہیں اپنی موت کا یقین ہو گیا تو انہوں نے اپنی چھ بیٹیوں، صفیہ، برہ، عاتکہ، اُم حکیم بیضا، امیمہ اور اروی کو جمع کر کے ان سے کہا کہ تم سب مجھ پر گریہ وزاری کرو تاکہ میں اپنے مرنے سے قبل سُن لوں کہ تم کیا کہو گی۔ اس پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے گریہ کرتے ہوئے یہ اشعار کہے۔ (ترجمہ)

Marfat.com

1۔ رات کو ایک رونے والی کی آواز سے میری نیند اچٹ گئی جو بالکل راستے پر کھڑے ایک شخص پر رو رہی تھی۔

2۔ اسی وقت میرے آنسو میرے رخساروں پر ڈھلکنے والے موتیوں کی طرح بہنے لگے۔

3۔ اس شریف شخص پر جو دوسروں کے نسب میں ملنے کا جھوٹا دعویدار نہ تھا جسے اللہ تعالیٰ کے بندوں پر نمایاں فضیلت حاصل تھیں۔

4۔ شیبہ پر جو بڑا فیاض اور بلند مرتبے والا تھا اپنے اچھے باپ پر جو ہر قسم کی سخاوت کرنے والا تھا۔

5۔ اس پر جو جنگ کے میدانوں میں خوب لڑنے والا اپنے ہمسروں سے کسی بات میں پیچھے نہ رہنے والا، نہ کم رتبہ اور نہ دوسروں کے نسب میں مل جانے والا تھا۔

6۔ اس پر جو بہت ہی کشادہ دست، عجیب حسن و شجاعت والا بھاری بھرکم گھرانے کا قابل تعریف سردار تھا۔

7۔ اس پر جو عالی خاندان روشن چہرہ، قسم قسم کے فضائل والا اور قحط سالی میں لوگوں کا فریاد رس تھا۔

8۔ اس پر جو اعلیٰ شان والا ننگ و عار سے بری سرداروں اور خادموں پر فضل و انعام کرنے والا تھا۔

9۔ اس پر جو بڑے علم والا اور سخی لوگوں میں کا ایک فرد دوسروں کے بوجھ اٹھانے والا سردار شیروں کے لیے پشت پناہ تھا۔

10۔ اگر کوئی شخص اپنی دیرینہ عزت و شان کے سبب ہمیشہ رہ سکتا تو ضرور وہ اپنی فضیلت و شان اور دیرینہ خاندانی وقار کے سبب زمانے کی انتہا تک رہتا لیکن بقا کی طرف تو کوئی راستہ ہی نہیں۔

عاتکہ بنت عبدالمطلب:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہن عاتکہ بنت عبدالمطلب کے قبول اسلام کے بارے میں مؤرخین

Marfat.com

اسلام اور ارباب سیرت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔اس ضمن میں علامہ ابن عبد البر الاستیعاب فی معرفتہ الاصحاب میں رقم طراز ہیں کہ عاتکہ کا اسلام مختلف فیہ مسئلہ ہے یہ ایک جلیل القدر اور عظیم المرتبت خاتون تھیں۔ سیرت و تاریخ کی کتابوں میں ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً ابن سعد نے طبقات میں، ابن عبد البر نے الاستیعاب میں، حافظ ابن حجر نے الاصابہ میں، ابن ہشام نے اپنی تصنیف میں اور طیفور نے بلاغات النساء میں ان کے متعلق بیان کیا ہے اور اچھے الفاظ میں ان کا تذکرہ فرمایا ہے۔

ان کے اسلام کے ثبوت میں یہ دلیل پیش کی جاتی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت بڑی مداح تھیں اور اپنے اشعار میں متعدد مقامات پر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی طرف سے نبوت و رسالت کا جو منصب عظیم عطا کیا گیا تھا، اس پر انتہائی مسرت کا اظہار کیا ہے اور آپ کو نبی برحق قرار دیا ہے۔

ابن سعد نے طبقات میں بتایا ہے کہ حضرت عاتکہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ میں دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں اور پھر ہجرت مدینہ کا شرف حاصل کیا۔

ابن مندہ نے ان کو جماعت صحابہ میں شمار کیا ہے اور لکھا ہے کہ ان سے حضرت ام کلثوم بنت عقبہ نے روایت حدیث کی۔

امام دار قطنی کتاب الاخوہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت عاتکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو بہت سے اشعار میں نبی صادق کہا ہے اور ان کے یہ اشعار ان کے اسلام کی شہادت دیتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کرتے ہوئے کہتی ہیں۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جس طرح حسن و جمال میں بے مثال ہیں، اسی طرح عمل و اخلاق میں بھی عدیم النظیر ہیں۔

یہ چاند کی طرح چمکتے ہوئے چہرے والا خوب رو جوان عاقل و فہیم بھی ہے اور بہادر و

Marfat.com

شجاع بھی

ان کا باطن بھی اسی طرح پاک اور صاف ہے جس طرح ان کا ظاہر اجلا ہوا اور بے داغ ہے۔

سخاوت اور جود ان کی فطرت میں داخل ہے اور کم زور کی اعانت اور مسکین کی دست گیری ان کا معمول۔

اللہ نے ان کو نبوت کے لیے چن لیا ہے، اس لیے کہ یہی اس منصب بلند کے حق دار تھے۔

ان کی مجلس میں اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور فرشتے ان پر صلات بھیجتے ہیں۔

وہ خوش قسمت لوگ ہیں جنھوں نے ان کی رفاقت اختیار کی اور ان کی ہم نشینی کو اپنے لیے ضروری ٹھہرایا۔

تم دیکھتے نہیں کہ ان کے لیے فوز وفلاح مقدر ہو چکی ہے اور انجام کار انہی کی جیت ہو گی۔

یہ اللہ کے سچے نبی ہیں اور یہ ایک ایسا اعزاز ہے جس میں بے شمار برکتیں پنہاں ہیں۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مخالف یقیناً ناکام رہیں گے، انبیاء کے مخالف ہمیشہ ذلیل ہوتے ہیں۔

اگر کامیابی چاہتے ہو تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تابعدری کرو، ان کی تابعداری میں ہی کامیابی کا راز مضمر ہے۔

لوگو! خیرات وحسنات کی طرف دوڑو کہ تمہارے پیغمبر کا یہی ارشاد ہے۔

تم اللہ کو سجدہ کرو، اس کے رسول اسی کے سامنے سر جھکاتے ہیں۔

جس کا دل رسول اللہ کی محبت سے خالی ہے، وہ دنیا اور آخرت دونوں میں ناکام رہے گا۔

عاتکہ بنت عبدالمطلب نے بھی اپنے والد ماجد جناب عبدالمطلب کی وفات کے وقت چند غمزدہ اشعار کہے تھے ان اشعار کا ترجمہ اس طرح ہے۔

1۔ اے میر آنکھو! سونے والوں کے سو جانے کے بعد اپنے آنسوؤں کی سخاوت کرو اور بخل سے کام نہ لو۔

2۔ اے میری آنکھو! عبرت حاصل کرو جس شخص کو تم دیکھتی رہی ہو اب تمہیں اس کا بدل نہیں مل سکے گا۔

3۔ اے میری آنکھو! خوب جم کر رو لو اور ایسے شخص پر آنسو بہاؤ جو نہ پیچھے رہنے والا تھا اور نہ کمزور۔

4۔ بزرگ سردار پر، آفات میں اپنے احسانات میں ڈبو لینے والے پر۔ بزرگانہ کوششوں والے پر، ذمہ داری کو پورا کرنے والے پر۔

5۔ مہمان نواز قابل تعریف شیبہ پر اور (اپنے) مقام پر جم کر سخت حملہ کرنے والے پر۔

6۔ اس پر جو جنگ کے وقت خم نہ ہونے والی تلوار اور جھگڑے کے وقت دشمن کو ہلاک کرنے والا تھا۔

7۔ نرم سیرت والے کشادہ ہاتھوں والے وفادار سخت پختہ ارادے والے کثیر الخیر شخص پر۔

8۔ اس شخص پر جس کے گھر کی بنیاد اعلیٰ شان پر مستحکم تھی بلند مرتبے والے اعلیٰ مقاصد والے پر۔

اروی بنت عبدالمطلب:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہن اروی بنت عبدالمطلب کے بارے میں بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے اسلام قبول کیا تھا اور مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی سعادت بھی حاصل کی تھی ان کے خاوند کا نام عمیر تھا جبکہ ایک بیٹا طلیب رضی اللہ عنہ تھا۔ اروی بنت عبدالمطلب

Marfat.com

کے قبول اسلام کا واقعہ اس طرح سے ہے کہ ان کے بیٹے طلیب بن عمیر نے دارارقم میں اسلام قبول کیا اور پھر قبول اسلام کے فوراً بعد والدہ محترمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: امی میں نے محمد ﷺ کی اتباع اختیار کر لی اور آپ ﷺ کی صداقت کو تسلیم کر کے مسلمان ہو گیا ہوں۔

والدہ محترمہ نے جواب دیا:

بیٹا! تم نے عمر میں جو بہتر اور حقیقت پسندانہ کام کیا ہے وہ یہ ہے کہ اپنے ماموں زاد (یعنی آنحضرت) کے معاون ہو گئے ہو اور آپ ﷺ کے دست حق پرست پر ایمان لے آئے ہو اور اسلام کی دولت بے پایاں سے مالا مال ہو گئے ہو۔ اگر ہم بھی مردوں کی سی قوت و طاقت کے مالک ہوتے اور وہ اقدام کر سکتے جو مرد کر سکتے ہیں تو ضرور محمد کی اتباع پر کمربستہ ہو جاتے اور آپ کا پورا پورا دفاع کرتے۔ (ﷺ)

سعادت مند بیٹے نے نہایت ادب سے عرض کیا:

امی! آپ کو قبول اسلام اور اتباع محمدؐ سے کس نے روکا ہے اور کون سا مانع پیش آ گیا ہے جس کی وجہ سے آپ مسلمان ہونے سے ہچکچاہٹ محسوس کرتی ہیں، آپ کو معلوم ہے آپ کے برادر مکرم حضرت حمزہ بھی مسلمان ہو گئے ہیں اور محمدؐ کی اتباع کا اقرار کر چکے ہیں۔

اروی نے نہایت متانت سے جواب دیا:

اچھا بیٹا یوں کرو کہ اپنی دیگر خالاؤں کا پتا کرو، محمدؐ کے بارے میں جو ان کا رویہ ہے، وہی میں اختیار کر لوں گی، میرا وہی نقطہ نظر ہوگا جو عبدالمطلب کی دوسری بیٹیوں کا ہوگا۔

بیٹے نے عجز و نیاز مندی کے انداز میں عرض کیا:

امی! میں آپ سے اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپ محمد ﷺ کے پاس تشریف لے جائیں، انہیں سلام کریں، ان کی تصدیق کریں، ان کے پیغام کو صحیح قرار دیں اور زبان سے یہ الفاظ ادا کریں۔

اشھد ان لاالٰہ الا اللّٰہ واشھد ان محمدا رسول اللّٰہ

Marfat.com

مخلص و نیاز مند بیٹے کے یہ الفاظ پاک طینت ماں کے دل میں اتر گئے۔ اب وہ اپنے بھتیجے محمد رسول اللہ ﷺ کی بہت بڑی مددگار تھیں۔ زبان سے آپ کی دعوت اور پیغام کی صحت کا اقرار کرتیں اور اپنے بیٹے طلیب کو آپ کی امداد پر آمادہ کرتیں اور آپ کے لائحہ عمل پر کامل طور سے کار بند رہنے کی تلقین فرماتیں۔

ایک روز رسول اللہ ﷺ کہیں تشریف لے جارہے تھے کہ ابو جہل اور کفار کے ایک گروہ سے آمنا سامنا ہو گیا۔ انہوں نے آنحضرت کو دیکھا تو سخت غضب ناک ہوئے اور آپ کو اذیت پہنچائی۔ اتنے میں طلیب بن عمیر کا بھی ادھر سے گزر ہوا۔ طلیب، ابو جہل کی اس گستاخانہ حرکت کو دیکھ کر تڑپ اٹھے اور ابو جہل کو پکڑ کر خوب زدو کوب کیا، لیکن چونکہ یہ اکیلے تھے اور مخالفین خاصی بڑی تعداد میں تھے، اس لیے وہ ان پر غالب آ گئے اور انہیں پکڑ کر رسیوں سے باندھ دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہاں ابولہب آ گیا، اس نے طلیب کو نجات دلائی۔

رسول اللہ ﷺ کے بارے میں حضرت اروٰی بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہا کے جذبات نہایت نازک تھے، وہ ہر آن آپ کی مدد میں رہتی تھیں اور کسی لمحے بھی آپ کو نہ بھولتی تھیں۔ جب ابو جہل اور اس کے ساتھیوں نے حضرت اروٰی رضی اللہ عنہا کے بیٹے طلیب کو پکڑ کر رسیوں سے باندھ دیا تو کچھ لوگ حضرت اروٰی کے پاس آئے اور کہا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کا بیٹا طلیب محمد (ﷺ) کا پشت پناہ بنا ہوا ہے اور ان کی امداد کے لیے اس نے جان کی بازی لگا رکھی ہے؟

فرمایا: مجھے معلوم ہے، میرا بیٹا یہ خدمت سرانجام دے رہا ہے میرے نزدیک طلیب کی زندگی کے بہترین دن وہی ہیں جو اس کے ماموں زاد (یعنی حضرت محمد ﷺ) کی حمایت میں گزریں گے۔ محمد (ﷺ) اللہ کی طرف سے حق و صداقت کا پیغام لے کر آئے ہیں، ان کی امداد اور ان کا دفاع ہمارا بنیادی فرض ہے۔

یہ سن کر لوگوں نے سوال کیا:

کیا آپ نے محمد ﷺ کی اتباع اختیار کر لی ہے؟

کہاہاں مجھے ان کے حلقہ متبعین میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہے۔

کسی نے یہی بات جا کر ابولہب سے کہہ دی۔ ابولہب اسی وقت حضرت اروئی کے پاس آیا اور کہا بڑے تعجب کی بات ہے تم نے محمد کی اتباع اختیار کر لی اور اپنے باپ عبدالمطلب کے دین کو ترک کر دیا ہے، حالانکہ میرے نزدیک تم ایک عقل مند خاتون ہو۔

حضرت اروئی رضی اللہ عنہا نے نہایت جرأت سے جواب دیا:

یہ تیرے بھتیجے کے غلبے، اس کی امداد و اعانت اور مدافعت کا سوال ہے۔ اگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے تو تمہیں اختیار ہے چاہے ان کے دین میں داخل ہو جاؤ اور چاہے اپنے مذہب پر قائم رہو، لیکن ایک بات یاد رکھو اگر انہیں کسی طرف سے تکلیف پہنچائی گئی تو تم اپنے بھتیجے کے بارے میں قابل ملامت قرار پاؤ گے۔

ابولہب نے کہا: ہمیں عرب میں فیصلہ کن اور قطعی قوت حاصل ہے، لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ یہ ایک نیا دین لے کر آئے ہیں۔ یہ کہا اور چلا گیا۔

اروئی بنت عبدالمطلب شعر بھی اچھے کہہ لیتی تھیں اور اس معاملے میں ان کو درجہ کمال اور ممتاز مقام حاصل تھا انہوں نے بھی اپنے والد ماجد جناب عبدالمطلب کی وفات کے وقت چند اشعار کہے تھے جن کا ترجمہ اس طرح سے ہے۔

1۔ میری آنکھ ایک سرتاپا سخاوت اور حیا شعار پر روتی ہے اور اس آنکھ کے لیے رونا ہی سزا وار ہے۔

2۔ نرم خو وادی بطحا کے رہنے والے، بزرگانہ سیرت والے پر جس کی نیت عروج حاصل کرنے کی تھی۔

3۔ بلند رتبوں والے فیاض شیبہ پر جو تیرا بہترین باپ تھا جس کا کوئی ہمسر نہیں۔

4۔ کشادہ اور نرم ہاتھ والے بھاری بھر کم سفید پیشانی والے پر جس کی سفیدی ایسی تھی گویا ایک روشنی ہے۔

Marfat.com

5۔ پتلی کمر والے، عجیب، حسن وشجاعت والے، بہت سی فضیلتوں والے پر جو قدیم سے عزت و بزرگی اور مدح وثنا کا مالک ہے۔

6۔ ظلم کو برداشت نہ کرنے والے، روشن چہرے والے پر، جس کے چہرے سے شرافت اور جمال ظاہر ہوتا تھا۔ جس کی بزرگی اور شرافت قدیم ہے جس میں کسی قسم کی پوشیدہ بات نہیں۔

7۔ جو بنی مالک کے لیے پناہ کی جگہ اور بنی فہر کے لیے بہار کی بارش تھا جب جھگڑوں کے فیصلے کے لیے تلاش ہوتی تو وہی ان میں فیصلہ کرنے والا ہوتا تھا۔

8۔ جود وسخا میں وہ ایک جوان مرد تھا اور دبدبے میں بھی وہی یکتا تھا جب خون بہتے تھے۔

9۔ اور جب زرہ پوش بہادر موت سے یہاں تک ڈرتے کہ ان میں سے بیشتر کے دلوں کا یہ حال ہوتا گویا وہ ہوا ہیں۔

10۔ قدیم سے اس کا یہ حال رہا ہے کہ جب تو اسے جوہر والی صیقل کی ہوئی (تلوار) کے ساتھ دیکھتا تو اس پر رونق دکھائی دیتی تھی۔

☆☆☆

Marfat.com

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

سال قبول اسلام:

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کے بارے میں مؤرخین اسلام اور ارباب سیر کے مختلف اقوال ہیں مگر زیادہ تر ارباب سیر کا کہنا ہے کہ آپ نے اعلان نبوت کے دوسرے برس اسلام قبول فرمایا اس حوالے سے فضیلۃ الشیخ محمد الصادق العرجون رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں۔

فقد جذبت الیٰ ساحتها فی السنة الثانية من بدء وحی الرسالة كما قطع الحافظ ابن حجر به فی الاصابة و صدر به ابو عمر بن عبدالبرّ فی الاستيعاب وتبعهما القسطلانی في المواهب اعزّفتًی فی قريش واشدّ شكيمة اسد اللّٰه واسد رسوله سيدالشهداء مرعبل كتائب الشرك والوثنية فی بدر و رافع راية الاسلام والتوحيد الفارس المعلم ابو عمارة حمزه بن عبدالمطلب

”اسلام کی دعوت نے وحی رسالت کے آغاز کے دوسرے برس اپنی آغوش میں قریش کے معزز ترین جوان، بڑے طاقتور، اللہ اور اس کے رسول کے شیر، سارے شہیدوں کے سردار، میدان بدر میں شرک اور بت پرستی کے لشکروں کو تہس نہس کر دینے والے، اسلام اور توحید کے پرچم بلند کرنے والے مشہور شہسوار ابو عمارہ حمزہ بن عبد المطلب کو کھینچ لیا۔“

علامہ ابن حجر کی یہی قطعی رائے ہے۔ علامہ ابن عبد البر نے استیعاب میں اور علامہ قسطلانی

Marfat.com

نے ''مواہب'' میں اسی قول کو ترجیح دی ہے۔

اس ضمن میں علامہ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

واسلم فی السّنة الثانية من البعثه ولازم نصر رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم وھاجر معهٗ

''آپ نے بعثت کے دوسرے سال اسلام قبول فرمایا۔ دم واپسیں تک رسول اللہ ﷺ کی نصرت پر کمر بستہ رہے اور مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ ہجرت فرمائی۔

علامہ ابن اثیر رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اسلم فی السنة الثانيه من المبعث

''آپ نے بعثت کے دوسرے سال اسلام قبول فرمایا

علامہ احمد بن زینی دحلان رحمتہ اللہ علیہ ''السیرۃ النبویۃ'' میں تحریر کرتے ہیں کہ **کان اسلام حمزہ فی السّنة الثانية من النبوة على الصحيح و قيل فی السنة السادسة۔**

''صحیح قول یہ ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے نبوت کے دوسرے سال اسلام قبول فرمایا اور بعض نے چھٹا سال لکھا ہے۔''

واقعہ قبول اسلام:

اس ضمن میں ارباب سیر لکھتے ہیں کہ حضرت حمزہ بچپن سے ہی تیر اندازی، شمشیر زنی اور پہلوانی میں دلچسپی لیتے تھے طبیعت میں کوئی فکر وغم نہیں تھا زیادہ تر شکار کے شوقین تھے اور اکثر شکار کی غرض سے دور نکل جایا کرتے تھے جوانی میں بھی آپ کا یہی شوق تھا آپ کا شمار قریش کے مشہور بہادروں میں ہوتا تھا۔ اپنے بھتیجے حضرت محمد ﷺ سے بڑی محبت کرتے تھے اس کے باوجود جب حضور ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا اور دین اسلام کی اعلانیہ تبلیغ کرنا شروع کی تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس دعوت حق کی طرف کوئی توجہ نہ دی شب وروز اسی طرح گزرتے جارہے تھے حتیٰ کہ

Marfat.com

دو برس ہونے کو آ گئے اور پھر ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ ان کے دل کی دنیا میں یکدم انقلاب پیدا ہو گیا اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا ہوا یوں کہ ایک دن حضور نبی کریم ﷺ دار ارقم سے نکل کر صفا (یا بروایت دیگر حجون) کے قریب سے گزر رہے تھے۔ (یا بعض روایات کے مطابق اسی جگہ کے قریب لوگوں کو دعوت دے رہے تھے) کہ ابو جہل کا گزر اس طرف ہوا، اس کے ساتھ عدی بن حمراء اور ابن الاصداء بھی تھے۔ ابو جہل نے حضور ﷺ کو دیکھا تو اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی اور آپ کو بے تحاشا گالیاں دینے لگا اور ساتھ ہی دین حق کے بارے میں بھی نہایت رکیک الفاظ استعمال کیے۔ بعض روایات میں ہے کہ اس نے حضورؐ پر مٹی اور گوبر پھینکا اور آپ ﷺ پر ہاتھ بھی اٹھایا۔ رسول کریم ﷺ نے اپنے خُلقِ عظیم کے اقتضا سے نہایت صبر و تحمل سے کام لیا اور ابو جہل کی کسی بات کا کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ وہ تھک ہار کر بکتا جھکتا چلا گیا اور حضور ﷺ بھی تشریف لے گئے۔ اتفاق سے بنو تیم کے رئیس عبداللہ بن جدعان کی (آزاد کردہ) لونڈی کوہ صفا پر اپنے گھر میں بیٹھی یہ سارا واقعہ دیکھ رہی تھی۔ حضرت حمزہؓ شکار سے واپس آتے ہوئے اس کے گھر کی طرف سے گزرے تو اس نے ان سے مخاطب ہو کر کہا:

''ابو عمارہ! کاش تھوڑی دیر پہلے تم یہاں موجود ہوتے تو دیکھتے کہ عمرو بن ہشام (ابو جہل) نے تمہارے بھتیجے کے ساتھ کیسا ناروا سلوک کیا، نہایت سخت گالیاں بھی دیں اور بری طرح ستایا بھی لیکن ابن عبداللہ نے کچھ جواب نہیں دیا اور بے بسی کے ساتھ واپس چلے گئے۔''

یہ سننا تھا کہ حضرت حمزہؓ کی رگِ حمیت پھڑک اٹھی غصہ سے بے قابو ہو کر سیدھا خانہ کعبہ کا رخ کیا، جہاں ابو جہل مشرکین قریش کی مجلس میں بیٹھ کر لاف زنی کر رہا تھا۔ حضرت حمزہؓ نے وہاں پہنچ کر اپنی کمان اس زور سے ابو جہل کے سر پر ماری کہ خون نکل آیا اور ایک بڑا زخم ہو گیا۔ پھر کڑک کر کہا تو محمدؐ کو گالیاں دیتا ہے، میں بھی انہی کے دین پر ہوں، جو کچھ وہ کہتے ہیں میں بھی وہی کہتا ہوں، اگر تجھ میں ہمت ہے تو ذرا مجھے بھی گالیاں دے کر دیکھ۔''

ابو جہل کو لہولہان دیکھ کر اس کے قبیلہ بنو مخزوم کے کچھ لوگ اس کی حمایت میں کھڑے ہو گئے اور حضرت حمزہؓ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا لیکن ابو جہل نے انہیں یہ کہہ کر روک دیا کہ ابو عمارہ کو چھوڑ

دو۔ میں نے اس کے بھتیجے کو گالیاں دی تھیں جن کی وجہ سے اس کو غصہ آ گیا ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ ابوجہل کے حامی مخزومیوں نے حضرت حمزہؓ سے کہا: ''حمزہ شاید تم بھی صابی (بے دین) ہو گئے ہو۔''

حضرت حمزہؓ نے بے باکانہ جواب دیا۔ ''میرا دین بھی وہی ہے جو محمدؐ کا ہے، جب مجھ پر حق واضح ہو چکا ہے تو مجھے قبول اسلام سے کون باز رکھ سکتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور جو کچھ وہ کہتے ہیں وہ سراسر حق ہے اللہ کی قسم میں اب اس بات سے ہرگز نہیں پھر سکتا تم سچے ہو تو مجھے روک کر دیکھ لو۔''

حضرت حمزہؓ کا جواب سن کر مخزومیوں نے ان سے لڑنا چاہا تو ابوجہل کو خدشہ پیدا ہوا کہ اس طرح بنو مخزوم اور بنو ہاشم کے درمیان خونریزی کی ایسی آگ بھڑک اٹھے گی جو کسی کے بجھائے سے نہ بجھے گی۔ چنانچہ اس نے مخزومیوں سے کہہ دیا کہ وہ حضرت حمزہؓ سے کچھ تعرض نہ کریں۔

حضرت حمزہؓ نے جوشِ حمیت میں اپنے اسلام کا اعلان تو کر دیا لیکن جب گھر پہنچے تو دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ ''میں نے قریش کا سردار ہوتے ہوئے محمدؐ کا نیا دین قبول کر لیا اور اپنے آبائی دین سے پھر گیا۔ یہ بڑی شرم کی بات ہے اس سے تو مر جانا اچھا ہے۔'' اسی وسوسہ اور تردد کے عالم میں انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔

''اے اللہ! یہ راستہ جو میں نے اختیار کیا ہے اگر اس میں کوئی بھلائی ہے تو میرے دل کو اس کی تصدیق سے سکون و تسلی بخش ورنہ جس چیز کے اندر میں مبتلا ہوں میرے لیے اس سے نکلنے کی کوئی صورت پیدا کر دے۔''

ایک روایت میں ہے کہ ابوجہل کو زخمی کرنے کے بعد حضرت حمزہؓ حضور ﷺ کے پاس گئے اور کہنے لگے ''بھتیجے تمہیں خوش ہونا چاہیے کہ میں نے ابوجہل سے تمہارا بدلہ لیا ہے۔''

حضور ﷺ نے فرمایا ''چچا جان! میں ایسی باتوں سے خوش نہیں ہوتا، میری خوشی تو اس میں ہے کہ آپ غیر اللہ سے منقطع ہو کر دینِ حق کی پیروی کریں۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعوتِ حق کے بعد وہ سخت ذہنی الجھن میں بتلا ہو گئے اور اسی حالت میں انہوں نے اس الجھن سے نجات پانے کی دُعا کی۔ رات اسی شش و پنج میں گزر گئی، صبح ہوئی تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی ذہنی الجھن کا حال بیان کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نہایت بلیغ پیرائے میں اسلام کی حقانیت سمجھائی، اللہ کا خوف دلایا اور قبول حق کے صلے میں جنت کی بشارت دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سُن کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا دل یقین اور ایمان کے نور سے معمور ہو گیا اور وہ پکار اٹھے

''میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ صادق ہیں آپ اپنے دین کا خوب اظہار کیجیے۔ واللہ مجھے یہ بات بالکل پسند نہیں کہ میرے اوپر آسمان سایہ فگن ہو اور میں اپنے پہلے دین پر قائم رہوں۔''

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے پروردگار عالم کی حمد و ثناء بیان فرمائی اور چند اشعار کہے جو درج ذیل ہیں۔

حمدت اللہ حین ھدی فؤادی الی الاسلام و الدین الحنیف

میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں جب اس نے میرے دل کو ہدایت دی اسلام قبول کرنے کے لیے جو دین حنیف ہے۔

لدین جاء من ربّ عزیز خبیر بالعباد بھم لطیف

وہ دین جو اس رب عزیز کی طرف سے آیا ہے جو کہ عزت والا ہے اپنے بندوں کے حالات سے باخبر اور ان کے ساتھ لطف و احسان فرمانے والا ہے۔

اذا تلیت رسائلہ علینا تحدّر دمع ذی اللّب الحصیف

جب اس کے پیغاموں کی ہم پر تلاوت کی جاتی ہے تو ہر عقلمند اور زیرک انسان کے آنسو ٹپکنے لگتے ہیں۔

رسائل جاء احمد من ھداھا بآیات مبینۃ الحروف

Marfat.com

یہ ایسے پیغامات ہیں جو احمد مجتبیٰ لے کر آئے ہیں ایسی آیات کے ساتھ جن کے حروف روشن ہیں۔

احمد مصطفیٰ فینا مطاع   فلا تغسوہ بالقول الضعیف

احمد مصطفیٰ وہ ہیں جن کی ہم میں اطاعت کی جاتی ہے کوئی کمزور قول اور عقل وفہم سے گری ہوئی کوئی بات ان کا گھیراؤ نہیں کرتی۔

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے واقعہ کو ابوالاثر حفیظ جالندھری اپنے اشعار میں اس طرح بیان کرتے ہیں۔

شجاع نامور فرزند عبدالمطلب حمزہؓ
وہ عم مصطفیٰ عالی نسب والا حسب حمزہؓ
وہ حمزہ جس کو شاہ شہسواران عرب کہیے
جسے جان عرب لکھے جسے شان عرب کہیے
اگرچہ اب بھی اپنے کفر کی حالت پہ قائم تھے
مگر فخر رسل صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی الفت پہ قائم تھے
مشیت تھی کہ ان کے دم سے تقویت ملے حق کو
مٹے باطل سے شان ظاہری، شوکت ملے حق کو
چلے آتے تھے اک دن دشت سے وہ پشت تو سن پر
شجاعت اور جلال ہاشمی تھا اپنے جوبن پر
سوئے خانہ چلے جاتے تھے رستے میں یہ سن پایا
بھتیجے کو مرے ابوجہل نے صدمہ ہے پہنچایا
یہ سن کر جوش خوں سے روح میں غیظ و غضب دوڑا
پلٹ کر سوئے کعبہ ابن عبدالمطلب دوڑا
وہاں ابو جہل اپنے ساتھیوں میں گھر کے بیٹھا تھا

Marfat.com

ثمیل ابرہہ تھا ہاتھیوں میں گھر کے بیٹھا تھا
کیا حمزہؓ نے نعرہ او ابوجہل او خر بزدل
محمد مصطفیٰ کے دین میں اب میں بھی ہوں شامل
سنا ہے میں نے تو میرے بھتیجے کو ستاتا ہے
ہمیشہ گالیاں دیتا ہے اور فتنے اٹھاتا ہے
اگر کچھ آن رکھتا ہے تو آ میرے مقابل ہو
کہ تیری بد زبانی کا چکھا دوں کچھ مزا تجھ کو
بلا لے ساتھ اپنے ان حمایت کرنے والوں کو
ذرا میں بھی تو دیکھو ان کمینوں کو رذالوں کو
یہ کہہ کر گھس پڑے حمزہؓ گروہ بد سگالاں میں
گریباں سے پکڑ کر کھینچ لائے اس کو میداں میں
کماں تھی ہاتھ میں وہ سر پہ ناہنجار کے ماری
گرا ابوجہل سر سے ہو گیا ناپاک خوں جاری
سبھی دیکھے کھڑے تھے چھا گیا تھا ایک سناٹا
مگر حمزہؓ نے کھا کر رحم اس کا سر نہیں کاٹا
کہا گر آج سے میرے بھتیجے کی طرف دیکھا
تیرے ناپاک چمڑے میں شتر کی لید بھر دوں گا
یہ کہہ کر چل دیے، مشرک بھلا کیا ٹوک سکتے تھے
کہیں روباہ بھی اس شیر نر کو روک سکتے تھے
ابوجہل اس لیے دبکا پڑا تھا فرش کے اوپر
مبادہ واپس آ کر قتل کر دے عم پیغمبر ﷺ
یہاں سے جا کر حمزہؓ جلد تر ایمان لے آئے
بھتیجے کے وسیلے سے چچا نے مرتبہ پایا

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ واقعات کے آئینہ میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں شرکت:

مروی ہے کہ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق و کردار کے متعلق اپنے غلام میسرہ سے سنا تو انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہلا بھیجا کہ اے میرے چچا کے بیٹے! آپ سے رشتہ داری، قوم میں آپ کے شرف، امانت داری حُسن اخلاق اور سچائی کی وجہ سے آپ کی طرف میرا میلان خاطر ہے۔ پھر نکاح کی استدعا کی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ان دنوں قریش کی عورتوں میں نسب و شرف کے لحاظ سے افضل و اعلیٰ اور دولت کے اعتبار سے تمام عورتوں میں مالدار تھیں قوم میں سے ہر ایک آرزومند تھا کہ کاش اسے اس امر پر قدرت ہوتی۔

جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نکاح کا پیغام بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چچاؤں سے اس کا ذکر کیا اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جناب ابو طالب اور دیگر چچاؤں کے ساتھ اور چند دیگر معززین کے ہمراہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے جہاں پر نکاح کی تقریب منعقد ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح ہو گیا۔ اس واقعہ سے بخوبی طور پر پتہ چلتا ہے کہ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نکاح کی اس تقریب میں شریک تھے۔ (سیرت ابن ہشام جلد اول مدارج النبوۃ جلد دوم)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ دار ارقم میں:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بہت بہادر اور دلیر تھے ان کی دلیری کا ایک واقعہ اس وقت سامنے آیا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے کی غرض سے دار ارقم کی طرف آئے اس ضمن میں مروی ہے کہ حضرت عمر کی بہن فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا اور بہنوئی حضرت سعید بن زید اسلام قبول کر چکے تھے لیکن وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اپنے اسلام کو چھپاتے تھے۔ حضرت خباب بن الارت

Marfat.com

رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا کے پاس جایا کرتے تھے اور انہیں قرآن حکیم پڑھایا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت عمر اپنی تلوار حمائل کیے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی ایک جماعت کے پاس جانے کے ارادے سے نکلے جن کے بارے میں ان کو معلوم ہوا تھا کہ وہ صفا کے قریب ایک گھر میں جمع ہیں اور مردوں اور عورتوں کو ملا کر ان کی تعداد تقریباً چالیس ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دوسرے وہ مسلمان بھی تھے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ میں رہ گئے تھے۔ سر زمین حبشہ کی طرف جو لوگ ہجرت کر گئے تھے یہ لوگ ان کے ساتھ نہیں گئے تھے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا۔

راستے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ملے تو انہوں نے کہا عمر! کہاں کا ارادہ ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، اس بے دین شخص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف جس نے قریش میں پھوٹ ڈال دی ہے ان کے عقل مندوں کو بیوقوف بنا رکھا ہے ان کے دین میں عیب نکالے ہیں اور ان کے معبودوں کو گالیاں دی ہیں میں چاہتا ہوں کہ اسے قتل کر دوں۔ نعیم نے ان سے کہا' اے عمر! واللہ تمہارے نفس نے دھوکہ دیا ہے تم کیا سمجھتے ہو تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا تو بنی عبد مناف تمہیں چھوڑ دیں گے کہ تم زمین پر چل بھی سکو؟ تم اپنے گھر والوں کی طرف کیوں نہیں لوٹتے کہ پہلے ان کی اصلاح کرو۔ انہوں نے کہا' میرے گھر والوں میں ایسا کون ہے؟ انہوں نے کہا' تمہاری بہن اور تمہاری بہنوئی۔ واللہ! ان دونوں نے اسلام قبول کر لیا ہوا ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیرو ہو گئے ہیں۔

یہ سُن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں سے پلٹے اور اپنی بہن اور بہنوئی کے گھر کی طرف آئے اس وقت ان دونوں کے پاس حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ موجود تھے ان کے پاس ایک کتاب تھی جس میں سورہ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی اور وہ انہیں سورہ طٰہٰ پڑھا رہے تھے جب ان لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آہٹ سنی تو حضرت خباب رضی اللہ عنہ گھر کے کسی حصے میں چھپ گئے اور فاطمہ بنت خطاب نے اس کتاب کو اپنی ران کے نیچے رکھ لیا حالانکہ عمر رضی اللہ عنہ جب گھر کے پاس پہنچے تھے تو انہوں نے

Marfat.com

حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی قرأت سُن لی تھی جب وہ اندر آئے تو کہا، یہ کس کے گنگنانے کی آواز تھی جو میں نے سُنی۔ بہن بہنوئی دونوں نے کہا کہ نہیں، تم نے کچھ نہیں سُنا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں۔ واللہ! میں نے سنا ہے اور مجھے خبر بھی پہنچی ہے کہ تم دونوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین کی پیروی اختیار کر لی ہے۔

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بہنوئی حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو پکڑ لیا تو فاطمہ بنت خطاب اُٹھ کر آگے بڑھیں کہ اپنے شوہر کو ان سے بچائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایسا مارا کہ ان کا سر زخمی کر دیا۔ جب انہوں نے ایسا کیا تو ان کی بہن اور ان کے بہنوئی نے کہا' ہاں! ہم نے اسلام قبول کر لیا ہے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ہم ایمان لا چکے ہیں تم جو چاہو کرو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب اپنی بہن کا خون دیکھا تو مارنے سے رک گئے اور ان سے کہا' اچھا مجھے وہ کتاب تو دو جو تم لوگ پڑھ رہے تھے اور میں نے تمہیں پڑھتے ہوئے سنا ہے میں بھی تو دیکھوں کہ وہ کیا چیز ہے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لائے ہیں۔ جب انہوں نے یہ کہا تو بہن نے کہا ہمیں اس کے متعلق تم سے ڈر لگتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' ڈرو نہیں اور ان کے آگے اپنے معبودوں کی قسمیں کھائیں کہ اسے پڑھ کر ضرور واپس کر دوں گا۔ یہ سن کر ان کو ان کے اسلام کی امید پیدا ہوئی اور کہا' بھائی جان! آپ تو اپنے شرک کی نجاست میں ہیں اور اس کتاب کو تو پاک شخص کے سوا دوسرا چھو نہیں سکتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور غسل کیا۔ بہن نے انہیں وہ کتاب دی اس میں سورہ طٰہٰ تھی اسے پڑھا جب اس کا ابتدائی حصہ پڑھا تو کہا یہ کلام کس قدر اچھا اور کس قدر عظمت والا ہے۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو ان کے سامنے سے باہر نکل آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ اے خباب! مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلو کہ میں وہاں پہنچ کر اسلام قبول کروں۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوہ صفا کے پاس ایک گھر میں ہیں اور آپ کے ساتھ آپ کے صحابہ کرام بھی ہیں۔

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی تلوار حمائل کیے ہوئے دار ارقم کی طرف روانہ ہوئے وہاں

پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا ان کی آواز سن کر ایک صحابی نے کھڑے ہو کر دروازے کی درزوں میں سے انہیں دیکھا کہ تلوار حمائل کیے ہوئے ہیں وہ گھبرائے ہوئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹے اور عرض کی کہ عمر بن خطاب ہیں اور تلوار حمائل کیے ہوئے ہیں۔ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کہا اسے آنے کی اجازت دیجیے اگر وہ بھلائی کے ارادے سے آیا ہے تو ہم اس کے ساتھ بھلائی ہی کا سلوک کریں گے اور اگر وہ کسی برائی کے ارادے سے آیا ہے تو اسے اسی کی تلوار سے قتل کر ڈالیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' انہیں آنے دو۔ پھر دروازہ کھول دیا گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی جانب اُٹھ کھڑے ہوئے ان سے بات کرتے ہوئے ان کی کمر یا کپڑوں کے اوپر جو چیز پہنی ہوئی تھی کو پکڑ لیا اور انہیں خوب بھینچ کر فرمایا' اے خطاب کے بیٹے! تجھے کون سی چیز لائی ہے، واللہ! میں نہیں سمجھتا کہ تو باز آئے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر کوئی آفت نازل فرمائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کے پاس اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور اس چیز پر ایمان لاؤں جو اللہ تعالیٰ کے پاس سے آپ لائے ہیں۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زور سے تکبیر کہی کہ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گھر میں موجود تھے جان گئے کہ عمر نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب اس مقام سے ادھر اُدھر نکلے تو اپنے آپ کو غالب محسوس کرنے لگے۔ اس وجہ سے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام کے ساتھ ساتھ عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا وہ اس بات کو سمجھ گئے کہ یہ دونوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کریں گے اور مسلمان ان دونوں (حضرت حمزہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہم) کی بدولت دشمنوں سے بدلہ لے سکیں گے۔ (سیرت ابن ہشام۔ جلد اول)

مروی ہے کہ اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دو صفوں میں باہر نکلے ایک صف کے آگے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے جبکہ دوسری صف کے آگے آگے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تھے اسی طرح چلتے ہوئے خانہ کعبہ میں داخل ہوئے قریش نے بڑے غور سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا تو انہیں شدید دکھ اور صدمہ ہوا۔ (ابو نعیم۔ ابن عساکر)

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہادری اور جرأت کے حوالے سے اس واقعہ کو ابوالاثر حفیظ جالندھری نے اپنے شاعرانہ انداز میں اس طرح سے بیان کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دم مقیم خانہ ارقم
حضوری میں جناب حمزہؓ ابو بکر تھے ہمدم
نحیف و ناتواں کچھ اور اہل اللہ بیٹھے تھے
خدا سے لو لگائے دو جہاں کے شاہ بیٹھے تھے
عمرؓ آئے مسلح، آ کے دروازے پہ دی دستک
اسی انداز میں تھے ہاتھ میں تلوار تھی اب تک
صحابہ نے جونہی سوراخ میں سے جھانک کر دیکھا
چمک تلوار کی آئی نظر روئے عمرؓ دیکھا
صحابہ میں سے اکثر ڈر گئے اس رنگ ظاہر سے
عمرؓ کا دبدبہ کچھ کم نہ تھا اک فوج قاہر سے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر عرض کی اک طرفہ سامان ہے
عمر در پر کھڑے ہیں ہاتھ میں شمشیر براں ہے
کہا حمزہ رکھے گا تو خاطر سے بٹھائیں گے
نمونہ اس کو ہم خلق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دکھائیں گے
اگر نیت نہیں اچھی تو اس کو قتل کر دوں گا
اس کی تیغ سے سر کاٹ کر چھاتی پر دھر دوں گا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سن کر مسکرائے اور فرمایا

بلا لو دیکھ لیں کس دھن میں ہے ابن خطاب آیا

شراب کی حرمت کا حکم نازل ہونے سے قبل:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ایک مرد سپاہی تھے اس لیے مزاج قدرتاً تندو تیز تھا۔ صیحین کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شراب کی حُرمت کا حکم نازل ہونے سے پہلے اس کے عادی تھے۔ ایک مرتبہ انصار کی ایک محفل ناؤ نوش میں شریک تھے جس میں ایک خوش الحان مغنیہ گا رہی تھی، قریب ہی ایک حجرہ کے صحن میں دو فربہ اونٹنیاں بندھی ہوئی تھیں، اس مغنیہ نے اونٹنیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ اشعار کہے:۔

اَلَا یَا حَمْزَۃُ لِلشُّرُفِ النِّوَاءِ   وَھُنَّ مُعَقَّلَاتٌ بِالْفِنَاءِ

ضَعِ السِّکِّیْنَ فِیْ الْکَبَاتِ مِنْھَا   وَخَرِّجْھُنَّ حَمْزَۃُ بَالدِّمَاءِ

وَعَجِّلْ مِنْ اَطَائِبِھَا الشُّرْبِ   قَدِیْرًا مِنْ طَبِیْخٍ اَوْ شِوَاءٍ

(یعنی آگاہ ہو جاؤ) اے حمزہ فربہ اونٹنیوں کے لیے اور وہ اونٹنیاں صحن میں (بندھی ہوئی ہیں ان اونٹنیوں کی کلیجیوں کو ان کے خون کے ساتھ نکال لو اور جلدی کروان کے جوہر کو پینے کے لیے خواہ ہانڈی کے اندر پکا کر یا بھون کر)

یہ سن کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نشہ کی حالت میں بے اختیار کود پڑے اور اونٹنیوں کی کوہانیں کاٹ ڈالیں اور پہلو چیر کر کلیجیاں نکال لائے۔ یہ اونٹنیاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تھیں۔ انہیں اپنی اونٹنیوں کے اس طرح مارے جانے پر سخت صدمہ ہوا۔ آبدیدہ ہو کر بارگاہِ رسالت میں شکایت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر اسی وقت اس محفل طرب میں تشریف لے گئے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو اس حرکت بے جا پر ملامت فرمانے لگے۔ وہ اس وقت ہوش میں نہیں تھے، گھور کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور کہا۔ ''تم سب ہمارے باپ کے غلام ہو۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو گیا کہ اس وقت وہ اپنے آپے میں نہیں ہیں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے۔ یہ ایک افسوس ناک واقعہ ہے جس پر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو یقیناً تاسف ہوا

Marfat.com

ہوگا اور انہوں نے اس کی تلافی بھی کی ہوگی کیونکہ وہ فطرتاً نہایت نیک طبع تھے۔

شعب ابی طالب میں محصوری:

قریش نے جب یہ دیکھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے بھی اسلام قبول کر لیا ہے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کے ساتھ ہو گئے ہیں اور اسلام قبائل میں پھیلنے لگا ہے تو وہ لوگ جمع ہوئے اور مشورہ کیا کہ ایک کاغذ لکھا جائے جس میں بنی ہاشم اور بنی المطلب کے خلاف ایک معاہدہ کیا جائے کہ ان سے شادی بیاہ یا خرید و فروخت کے تعلقات قائم نہ کیے جائیں۔ جب وہ سب جمع ہو گئے تو یہ باتیں ایک کاغذ پر لکھیں۔ سب نے مل کر اقرار کیا اور اس کے لیے ہر طرح کے انتظامات کر لیے اس کاغذ کو کعبۃ اللہ کے اندر لٹکا دیا کہ وہ خود اس عہد پر مضبوطی سے جمے رہیں اور کوئی شخص اس کے خلاف کوئی بات نہ کر سکے۔

قریش نے جب یہ معاہدہ کیا تو بنی ہاشم اور بنی المطلب جناب ابو طالب بن عبدالمطلب کے پاس اکٹھے ہوئے اور ان کے ساتھ شعب ابی طالب میں آ گئے بنی ہاشم میں سے صرف ایک ابولہب عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب نے ساتھ نہ دیا اور نکل کر قریش کی طرف ہو گیا اور ان کی مدد کی۔ شعب ابی طالب میں محصور ہونے والوں میں حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ غرض اسی طرح دو یا تین سال تک یہ لوگ شعب ابی طالب میں محصور رہے یہاں تک کہ بہت تنگی ہو گئی اگر کوئی شخص ان کے پاس کچھ پہنچانا چاہتا تو قریش سے چھپ چھپا کر ہی پہنچا سکتا۔ کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ ابو جہل نے دیکھا کہ حکیم بن حزام ایک لڑکے کے ساتھ ہے اور کچھ گیہوں اٹھائے لیے جا رہا ہے یہ گیہوں حکیم بن حزام اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لیے لے جانا چاہتے تھے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شعب ابی طالب میں تھیں۔

ابو جہل آگے بڑھ کر حکیم بن حزام سے چمٹ گیا اور کہا' کیا تم کھانا لے کر بنی ہاشم کے پاس آتے ہو؟ بخدا تو اور تیرا کھانا اس جگہ سے ہٹ نہیں سکتے جب تک کہ میں تجھے رسوا نہ کر دوں۔ اسی اثناء میں ابوالبختری بن ہشام آن پہنچا ابو جہل نے اس سے کہا، یہ بنی ہاشم کے لیے کھانا لے کر جا

Marfat.com

رہا ہے۔ابوالبختری نے کہا' یہ اس کی پھوپھی کا کھانا تھا جو اس کے پاس بھیجا جا رہا تھا کیا تو پھوپھی کا کھانا روک رہا ہے؟ اسے چھوڑ دے۔ ابوجہل نے انکار کیا ابوالبختری نے غصہ میں اونٹ کے جبڑے کی ہڈی لے کر اس کے سر پر ماری اور اسے زخمی کر دیا پھر خوب لاتیں لگائیں۔اس واقعہ کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب جو کہ قریب ہی تھے دیکھ رہے تھے۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول)

زرہ پہننا ترک کر دی:

مولانا جلال الدین رومی رحمتہ اللہ علیہ نے مثنوی شریف میں لکھا ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جوانی میں ہمیشہ زرہ پہن کر لڑا کرتے تھے لیکن اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کرنے کے بعد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے زرہ پہننا بالکل ہی چھوڑ دیا اور لڑائیوں میں اس طرح شریک ہونے لگے کہ سینہ سامنے سے کھلا ہوتا اور دونوں ہاتھوں سے تلوار چلا رہے ہوتے۔لوگوں نے پوچھا کہ اے عم رسول، اے صف شکن مجاہد، اے جوانمردوں کے سردار کیا آپ نے اللہ کا حکم نہیں سنا کہ جان بوجھ کر ہلاکت میں نہ پڑو۔ پھر آپ احتیاط سے کیوں کام نہیں لیتے۔جب آپ جوان تھے اور مضبوط و طاقتور، اس زمانے میں آپ کبھی زرہ کے بغیر لڑائی میں شامل نہیں ہوتے تھے، اب جبکہ آپ بوڑھے ہو گئے ہیں تو آپ اپنی جان کی حفاظت اور احتیاط کے تقاضوں سے کیوں بے پروا ہو گئے ہیں۔ بھلا تلوار کس کا لحاظ کرتی ہے اور تیر کس کی رعایت کرتا ہے ہم کو تو یہ پسند نہیں کہ آپ جیسا شیر بیشۂ شجاعت اپنی بے احتیاطی کی بدولت دشمن کے ہاتھوں قتل ہو جائے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے ان کی باتیں سن کر فرمایا کہ جب میں جوان تھا تو سمجھتا تھا کہ موت انسان کو اس دنیا کے عیش و آرام سے محروم کر دیتی ہے۔اس لیے کیوں خواہ مخواہ موت کی جانب رغبت کروں اور اژدہے کے منہ میں جاؤں یہی وجہ تھی کہ میں اپنی جان کی حفاظت کے لیے زرہ پہنتا تھا لیکن اسلام قبول کرنے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے میرے خیالات بدل گئے۔اب مجھ کو اس دنیائے فانی سے مطلق کوئی لگاؤ نہیں رہا اور موت مجھ کو جنت کی کنجی معلوم ہوتی ہے۔زرہ تو وہ پہنے جس کے لیے موت کوئی دہشت ناک چیز ہو۔جس کو تم موت کہتے ہو وہ میرے

لیے ابدی زندگی ہے۔

مواخات:

علامہ ابن سعد رحمتہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے مابین بھائی چارہ کرا کر اسلامی بھائی بنا دیا تھا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو حضرت زید سے رضی اللہ عنہ اس قدر محبت ہو گئی تھی کہ آپ جب بھی مکہ مکرمہ سے باہر تشریف لے جاتے تو حضرت زید رضی اللہ عنہ کو اپنا وصی بنا جاتے اور ہر طرح کی وصیت فرمایا کرتے تھے۔

جبریل امین کو دیکھنا:

روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت حمزہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپؐ مجھے جبریل امینؑ کو ان کی اصلی صورت میں دکھا دیجیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''چچا آپ میں اتنی طاقت نہیں کہ جبریلؑ کو اصلی صورت میں دیکھ سکیں۔'' لیکن حضرت حمزہ نے انہیں دیکھنے پر اصرار کیا۔ ایک دن جبریلؑ نازل ہوئے تو حضور نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اپنی نگاہ اوپر اٹھایئے اور دیکھیے حضرت جبریلؑ اپنی اصلی صورت میں نازل ہوئے ہیں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے نگاہ اٹھائی تو حضرت جبریل کے پاؤں دیکھ کر ہی غش آ گیا۔ (طبقات ابن سعد)

ہجرت مدینہ:

روایات میں آتا ہے کہ سنہ 13 بعد بعثت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت عطا فرمائی تو کچھ دنوں کے بعد اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف متوجہ ہو گئے جیسے حضرت عم[illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] بھائی [illegible]زت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور عیاش بن ربیعہ بیس اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سواروں کے ساتھ۔ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن

Marfat.com

مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ وغیرہ

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

عاصم بن عمر بن قتادہ رحمتہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حمزہ نے مدینہ طیبہ پہنچ کر حضرت سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ کے مکان پر قیام فرمایا اس حوالے سے علامہ واقدی رحمتہ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں کہ مدینہ طیبہ پہنچ کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حضرت کلثوم بن الہدم کے مہمان بنے تھے بعض کا کہنا ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بنی نجار والے حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے پاس اترے۔

(سیرت ابن ہشام، جلد اوّل)

ایک روایت:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' ہر دعا میں یہ کلمات ضرور کہا کرو۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ الْاَعْظَمِ وَ رِضْوَانِکَ الْاَکْبَرِ۔

یا اللہ! میں تجھ سے تیرے اسم اعظم کے وسیلہ سے اور تیری عظیم رضا کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں۔ (اسد الغابہ)

☆☆☆

Marfat.com

سرایا وغزوات میں شرکت

سریہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے تقریباً سات ماہ بعد رمضان المبارک میں حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی کمان میں تیس مہاجرین پر مشتمل ایک لشکر قریش کے اس قافلہ کے لیے روانہ فرمایا جو شام سے لوٹتے ہوئے مکہ مکرمہ کی طرف آ رہا تھا کفار کی تعداد تین سو تھی دریا کے کنارے دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا۔ ابو جہل بھی مشرکین میں موجود تھا فریقین نے جنگ کا ارادہ کیا مگر جہنیہ قبیلہ کے سردار مجدی بن عمرو، جہنی نے مداخلت کی جو فریقین کا حلیف تھا اس نے دونوں کو جنگ سے باز رکھا اور بیچ بچاؤ کر کے لڑائی کی نوبت نہ آنے دی ابو جہل اپنی جماعت کے ساتھ مکہ مکرمہ چلا گیا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مدینہ منورہ لوٹ آئے۔

(زرقانی جلد اول ص 390)

مدینہ طیبہ پہنچ کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تمام حالات عرض کیے اور اس ضمن میں مجدی بن عمرو کے کردار کی بھی تعریف کی۔ چند دنوں کے بعد قبیلہ جہینہ کے چند افراد مدینہ طیبہ آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خوب آؤ بھگت کی اور ان کو نئی خلعتیں عنایت فرمائیں پھر مجدی کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ مجدی مبارک خصلتوں والا اور بابرکت شخص ہے۔

ابن ہشام نے لکھا ہے کہ (اس سریہ کے لیے) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا پرچم پہلا پرچم تھا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں سے کسی کے لیے باندھا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں اشعار بھی کہے اور بیان کیا کہ پہلا پرچم انہی کا ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے منسوب اشعار یہ ہیں

Marfat.com

اَلَایَا لَقَوْمِیْ لِلتَّحَلُّمِ وَالْجَھْلِ لِلنَّقْصِ مِنْ رَاْیِ الرِّجَالِ وِلِلْعَقْلِ

سُنو، میری قوم کی جہالت! اور بے اصل خیالات اور مردانہ عقل ورائے کی کوتاہی پر تعجب ہے۔

وَلِلرَّاکِبِیْنَ بَالْمَظَالِمِ لَمْ نَطَأْ لَھُمْ حُرُمَاتٍ مِنْ سَوَامٍ وَلَا اَھْلِ

چراگاہ جن کے چھوٹے ہوئے اونٹوں اور گھر میں رہنے والوں کے محفوظ مقامات میں ہم نے قدم تک نہیں رکھا، ایسے لوگوں کا ظلم ڈھانا کیسی اچنبھے کی بات ہے

کَاَنَّا تَبَکْنَا ھُمْ وَلَا تَبْلَ عِنْدَنَا لَھُمْ غَیْرُ اَمْرٍ بِالْعَفَافِ وَبِالْعَدْلِ

گویا ہم نے ان سے دشمنی کی ہے، حالانکہ ہمیں ان سے دشمنی کی کوئی وجہ نہیں بجز اس کے کہ ہم انہیں پاکدامنی اور انصاف کی نصیحت کرتے رہتے ہیں۔

وَاَمْرٍ بِاِسْلَامٍ فَلَا یَقْبَلُوْنَہٗ وَیَنْزِلُ مِنْھُمْ مِثْلَ مَنْزِلَۃِ الْھَزْلِ

اور اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں، جو وہ قبول نہیں کرتے اور اس تبلیغ کا ان کے پاس یاوہ گوئی کا سا درجہ ہے۔

فَمَا بَرِحُوْا حَتّٰی ابْتَدَرْتُ لِغَارَۃٍ لَھُمْ حَیْثُ حَلُّوْا اَبْتَغِیْ رَاحَۃَ الْفَضْلِ

پس انہوں نے اپنی حالت نہیں بدلی یہاں تک کہ وہ جہاں اترے میں نے فضیلت کا میدان حاصل کرنے کے لیے تیزی سے ان پر چھاپا مارا۔

بِاَمْرِ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَوَّلُ خَافِقٍ عَلَیْہِ لِوَآءٌ لَمْ یَکُنْ لَاحَ مِنْ قَبْلِیْ

وہ ایسی چیز تھی کہ اللہ کا رسولؐ اس کا پہلا پرچم کشا تھا، ایسا پرچم میرے اس واقعے سے پہلے کبھی ظاہر نہ ہوا تھے۔

لِوَآءٌ لَدَیْہِ النَّصْرُ مِنْ ذِیْ کَرَامَۃٍ اِلٰہٍ عَزِیْزٍ فِعْلُہٗ اَفْضَلُ الْفِعْلِ

وہ پرچم ایسا تھا کہ اس عزت وشان والے معبود کی مدد اس کے ساتھ تھی جس کا ہر کام بہترین

ہے

عَشِيَّةَ سَارُوْا حَاشِدِيْنَ وَكُلُّنَا مَرَاجِلُهُ مِنْ غَيْظِ اَصْحَابِهِ تَغْلِي

جس شام کو وہ لشکر جمع کر رہے تھے۔ حالت یہ تھی کہ ہم میں سے ہر ایک کی دیگیں اپنے مقابل والے پر غصے سے جوش کھا رہی تھیں۔

فَلَمَّا تَرَاءَيْنَا اَنَاخُوْا فَعَقَّلُوْا مَطَايَا وَعَقَّلْنَا مَدَى عَرَضِ النَّبْلِ

پھر جب ہم ایک دوسرے کے سامنے آ گئے تو انہوں نے اپنے اونٹ بٹھائے اور سواریوں کے پاؤں باندھ دیے۔ ہم نے بھی تیر کی رسائی کے فاصلے سے (اپنی سواریوں کے) پاؤں باندھ دیے۔

فَقُلْنَا لَهُ حَبْلُ الْاِلٰهِ مَصِيْرُنَا وَمَا لَكُمْ اِلَّا الضَّلَالَةَ مِنْ حَبْلٍ

پھر ہم نے ان سے کہا ہماری بازگشت تو خداوندی تعلق ہے اور تمہارا تعلق گمراہی کے سوا اور کسی سے نہیں۔

فَثَارَ اَبُوْجَهْلٍ هُنَالِكَ بَاغِيًا فَخَابَ وَرَدَّ اللّٰهُ كَيْدَ اَبِيْ جَهْلِ

پھر تو ابوجہل بغاوت کے جوش میں اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے (ارادے سے) محروم رہا (جو کرنا چاہتا تھا نہ کر سکا) اور اللہ تعالیٰ نے ابوجہل کی چالبازی روک دی

وَمَا نَحْنُ اِلَّا فِيْ ثَلَاثِيْنَ رَاكِبًا وَهُمْ مِائَتَانِ بَعْدَ وَاحِدَةٍ فَضْلِ

حالانکہ ہم صرف تیس سوار تھے اور وہ دو سو اس کے بعد ایک اور زیادہ

فَيَالَ لُؤَيٍّ لَا تُطِيْعُوْا غُوَاتَكُمْ وَفِيْئُوْا اِلَى الْاِسْلَامِ وَالْمَنْهَجِ السَّهْلِ

تو اے بنی لوی! اپنے گمراہوں کی بات نہ مانو، اور اسلام، جو ایک سہل راستہ ہے، اس کی طرف آؤ۔

فَاِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يُصِيْبَ عَلَيْكُمْ عَذَابٌ فَتَدْعُوْا بِالنَّدَامَةِ وَالثُّكْلِ

کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ تم پر عذاب کی بارش ہو، اس وقت تم پچھتاؤ اور واویلا کرو۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اشعار کا جواب:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اشعار کے جواب میں ابوجہل نے بھی اشعار کہے

عَجِبْتُ لِاَسْبَابِ الْحَفِيْظَةِ وَالْجَهْلِ　　وَبِالشَّاغِبِيْنَ بِالْخِلَافِ وَبِالْبُطْلِ

غصے اور جہالت کے اسباب اور جوش مخالفت پر، نیز غلط باتوں کے متعلق چیخ پکار کرنے والوں پر مجھے تعجب ہوتا ہے۔

وَلِلتَّارِكِيْنَ مَا وَجَدْنَا جُدُوْدَنَا　　عَلَيْهِ ذَوِی الْاَحْسَابِ وَالسُّوْدِ الْجَزْلِ

اور جس ڈگر پر ہم نے اپنے اعلیٰ کردار والے اور بڑی سرداری والے باپ، دادا کو پایا، اسے چھوڑنے والوں پر اچنبھا ہوتا ہے۔

اَتَوْنَا بِاِفْكٍ كَیْ يُضِلُّوْا عُقُوْلَنَا　　وَلَيْسَ مُضِلًّا اِفْكُهُمْ عَقْلَ ذِیْ عَقْلِ

ان لوگوں نے ایک من گھڑت بات پیش کی ہے تاکہ ہماری عقلوں کو بھٹکائیں، لیکن ان کی من گھڑت بات عقل مند کی عقل کو نہیں بھٹکا سکتی۔

فَقُلْنَا لَهُمْ يَا قَوْمَنَا لَا تُخَالِفُوْا　　عَلٰی قَوْمِكُمْ اِنَّ الْخِلَافَ مَدَی الْجَهْلِ

تو ہم نے ان سے کہا: اے ہماری قوم کے لوگو! اپنی قوم کی مخالفت نہ کرو۔

فَاِنَّكُمْ اِنْ تَفْعَلُوْا تَدْعُ نِسْوَةٌ　　لَهُنَّ بَوَاكٍ بِالرَّزِيَّةِ وَالثُّكْلِ

پھر اگر تم نے ایسا کیا تو رونے والی عورتیں ہائے مصیبت اور ہائے پیاروں سے جدائی! پکاریں گی۔

وَاِنْ تَرْجِعُوْا عَمَّا فَعَلْتُمْ فَاِنَّنَا　　بَنُوْ عَمِّكُمْ اَهْلُ الْحَفَائِظِ وَالْفَضْلِ

اور جو کچھ تم نے کیا ہے اگر اس سے تائب ہو جاؤ تو ہم تمہارے چچیرے بھائی اور حمایت کرنے والے اور فضیلت والے ہیں۔

Marfat.com

فَقَالُوْا لَنَا اِنَّا وَجَدْنَا مُحَمَّدًا رِضًی لِذَوِی الْاَحْلَامِ مِنَّا وَذِی فَضْلِ

ان لوگوں نے ہم سے کہا، ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے یہاں کے عقل مندوں اور فضیلت والوں کی مرضی کے مطابق پایا ہے۔

فَلَمَّا اَبَوْا اِلَّا الْخِلَافِ وَزَیَّنُوْ جِمَاعَ الْاُمُوْرِ بِالْقَبِیْحِ مِنَ الْفِعْلِ

پھر جب ان لوگوں نے مخالفت کے سوا اور کوئی بات نہ مانی اور چند باتوں کے مجموعے کو برے کام سے زینت دی۔

تَیَمَّمْتُهُمْ بِالسَّاحِلِیْنَ بِغَارَةٍ لِاَتْرُکَهُمْ کَالْعَصْفِ لَیْسَ بِذِیْ اَصْلِ

میں نے ان پر ساحل سے حملہ کرنے کا قصد کر لیا تھا تاکہ انہیں اس درخت کے سوکھے ہوئے پتے کا چورا بنا دیا جائے۔ جس کی جڑ نہ ہو۔

فَوَرَعَنِیْ مَجْدِیٌّ عَنْهُمْ وَصُحْبَتِیْ وَقَدْ وَازَرُوْنِیْ بِالسُّیُوْفِ وَبِالنَّبْلِ

(لیکن) اس کے بعد، مجدی اور میرے دوستوں نے مجھے (ان کے مقابلے سے) روک لیا، ان لوگوں نے تلواروں اور تیروں سے میری مدد کی تھی۔

لِاِلٍّ عَلَیْنَا وَاجِبٍ لَا نُضِیْعُهٗ اَمِیْنٌ قُوَاهُ غَیْرِ مُنْتَکِثِ الْجَبْلِ

(اس مجدی کے) تعلقات کے سبب سے جن کا نہ توڑنا ہم پر لازم ہے۔ مجھے رک جانا پڑا۔ اس شخص کی قوتیں بھروسے کے قابل ہیں وہ تعلقات توڑنے والا نہیں۔

غزوہ ابواء میں شرکت:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اس غزوہ میں لشکر اسلام کے علمبردار تھے صحیح بخاری شریف میں حضرت ابن اسحاق سے مروی ہے کہ سب سے پہلا غزوہ ابواء ہے اس غزوہ کو غزوہ ودان بھی کہا جاتا ہے۔ مدینہ منورہ کے جنوب مغرب میں فرع ایک مشہور ضلع ہے ودان اور ابواء اسی ضلع کے مقامات ہیں مکہ مکرمہ اور جدہ سے جو راستہ ساحل کے ساتھ شام کی طرف جاتا ہے اس پر مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے تقریباً درمیان میں رابغ واقع ہے رابغ سے شمال کی طرف جائیں تو سب سے پہلے ابواء آتا

Marfat.com

ہے اسی جگہ پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا مدینہ طیبہ سے واپسی پر انتقال ہوا تھا اور وہیں ان کو دفن کیا گیا ابواء کے قریب ہی ودان بھی واقع ہے

ہجرت کے پہلے سال کے آخر میں یا دوسرے سال کے شروع میں یہ غزوہ پیش آیا اس موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ طیبہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا لشکر کا علم بردار حضرت حمزہ کو بنایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک چھوٹے سے لشکر کے ساتھ بنی ضمیرہ جو کہ قریش کا ایک قبیلہ ہے اس کے ساتھ مقابلہ کرنے کے ارادے سے مدینہ طیبہ سے نکلے اور مقام ودان تک آئے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مقام ابواء پہنچے تو قبیلہ بنی ضمیرہ کا سردار مخشی بن عمر ضمیری نرمی کے ساتھ پیش آیا اور اس نے صلح کا اردہ ظاہر کیا اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی صلح پر راضی ہو گئے اور صلح نامہ تحریر میں لایا گیا جو یہ تھا۔

ترجمہ: اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

یہ تحریر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے بنی ضمیرہ کے لیے لکھی گئی ہے۔ یعنی وہ امن سے رہیں گے ان کی جان و مال کو امن ہوگا اور جو شخص ان پر حملہ کرنے کا قصد کرے گا اس کے مقابلے میں انہیں مدد دی جائے گی سوائے اس کے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین میں لڑائی کرے۔ یہ معاہدہ باقی رہے گا جب تک سمندر کا پانی ان کو گیلا کرتا رہے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کو اپنی مدد کے لیے بلائیں گے تو وہ اس دعوت پر لبیک کہیں گے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس بات کا ذمہ دار ہے اور ان کی مدد کی جائے گی جو ان پر حملے کرے گا اس کے خلاف چاہے وہ نیک اور متقی ہو۔"

اس معاہدے کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تقریباً پندرہ روز مدینہ طیبہ سے باہر رہنے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کے ساتھ واپس تشریف لے آئے۔

(زرقانی علی المواہب جلد اول ص 393)

غزوہ ذی العشیرہ میں شرکت:

ہجرت کے دوسرے سال یہ غزوہ پیش آیا اس غزوہ میں بھی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے شرکت

Marfat.com

فرمائی اس غزوہ کے پیش آنے کا سبب یہ تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کو یہ خبر ملی کہ قریش نے خلاف معمول موسم سرما میں ایک بہت بڑا تجارتی قافلہ ابوسفیان کی قیادت میں شام کی طرف روانہ کیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لیے ہتھیار خریدنے کی غرض سے سرمایہ فراہم کیا جائے یہ تجارتی قافلہ بہت اہمیت کا حامل تھا اس کے بارے میں علامہ حلبی نے تحریر کیا ہے کہ

''اس قافلے میں قریش نے اپنے تمام اموال لگا دیے۔ مکہ مکرمہ میں کوئی قریشی مرد اور عورت جس کے پاس مثقال برابر سونا تھا ایسا نہ رہا جس نے اسے اس قافلہ میں تجارت کے لیے نہ لگایا ہو۔''

خود ابوسفیان جو اس قافلے کی قیادت کر رہا تھا اس کے متعلق کہا'

''واللہ! مکہ میں کوئی قریشی مرد اور کوئی قریشی عورت ایسی نہیں تھی جس کے پاس کچھ سرمایہ نہ ہو اور اس نے اس قافلہ میں نہ لگایا ہو۔''

مؤرخین لکھتے ہیں اس تجارتی قافلے میں پچاس ہزار طلائی اشرفیوں کا سامان تجارت موجود تھا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ علمبردار بنے:

اس خبر کے ملنے پر حضور نبی کریم ﷺ ایک سو پچاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک اور روایت کے مطابق دو سو صحابہ کرام کے ساتھ جمادی الآخر 2ھ میں اس قافلے کو روکنے کی غرض سے روانہ ہوئے۔ روانہ ہونے سے قبل حضور نبی کریم ﷺ نے سفید جھنڈا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کے سپرد فرمایا اور حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ کو مدینہ طیبہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا۔ اس دوران ابوسفیان قریش کے قافلے کے ساتھ مقام عشیرہ تک پہنچ چکا تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ سے نکلے اور بنی دینار کے پہاڑوں کے درمیانی حصے کی راہ اور اس کے بعد الخبار کے میدانوں میں سے ہوتے ہوئے تشریف لے گئے اور پھر ابن ازبر کے

Marfat.com

پتھریلے مقام میں ایک درخت کے نیچے پڑاؤ ڈالا اس کو ذات الساق کہا جاتا ہے اس جگہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی اور اس جگہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مسجد بھی واقع ہے وہاں پر کھانا تیار کیا گیا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے ساتھ تناول فرمایا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے کی طرف کوچ فرمایا اور ایک پہاڑی ندی کے راستے سے گزرے حتیٰ کہ تیزی سے سفر کرتے ہوئے مدینہ طیبہ سے تقریباً چھیالیس کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ایک سبزہ زار تک پہنچے اس کے بعد عام راستے سے ہوتے ہوئے وادی ینبوع میں عشیرہ کے مقام پر پہنچے اور اس مقام پر خیمہ زن ہو گئے لیکن ابوسفیان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام عشیرہ پہنچنے کے پیشتر ہی قافلے کو لے جا چکا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں پر چند یوم تک توقف فرمایا اسی مقام پر بنی مدلج سے جو کہ بنی ضمیرہ کے حلیف تھے اور عشیرہ کے نواح میں پڑاؤ ڈالے پڑے تھے ایک معاہدہ انہی شرائط پر طے پایا جن شرائط پر بنی مدلج سے طے پایا تھا۔ اس کے بعد اسلامی لشکر مدینہ منورہ واپس آ گیا۔

(سیرت ابن ہشام۔ مدارج النبوۃ، جلد دوم۔ زرقانی جلد اول صلی اللہ علیہ وسلم 395)

غزوہ بدر:

غزوہ بدر ہجرت کے دوسرے سال ہوا۔ اس غزوہ کے موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابولبابہ انصار رضی اللہ عنہ کو مدینہ طیبہ میں نائب بنایا۔ اس غزوہ میں مسلمانوں کی کل تعداد 313 تھی جن میں سے 77 مہاجرین اور 236 انصار تھے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمرکابی میں صرف 305 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے آٹھ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو کسی عذر کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کی غنیمت میں سے ان کا حصہ نکالا تھا اور ان کو اہل بدر میں ہی شمار کیا جاتا ہے تین اصحاب مہاجرین میں سے تھے اور پانچ انصار میں سے تھے۔

غزوہ بدر میں کسی عذر کے باعث شامل نہ ہونے والوں میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنی زوجہ محترمہ سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے تیمارداری کے لیے رکے تھے اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ مشرکین کے قافلے کی مخبری کے لیے شام گئے ہوئے تھے انصار میں سے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ جو کہ غلام تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد

Marfat.com

فرما کر مدینہ طیبہ میں نائب بنایا تھا۔ دوسرے حضرت عاصم بن عدی العجلان رضی اللہ عنہ تھے جن کو اہل و عیال کی خدمت کے لیے مقرر فرمایا گیا تھا۔ ایک حضرت حاطب رضی اللہ عنہ جن کو روحا کی منزل سے ایک اہم کام کے سلسلہ میں بنی عمرو بن عوف کے پاس بھیجا گیا تھا۔ ایک حضرت حارث بن الصمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حوائب بن خبیر رضی اللہ عنہ تھے جو کہ اونٹ سے گر پڑے تھے اور ان کی ہڈیاں ٹوٹ گئی تھیں چنانچہ ان کو راستے میں سے ہی لوٹا دیا گیا تھا۔

اس غزوہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بہادری اور جانثاری کے جوہر دکھاتے ہوئے دشمنوں پر اپنی دھاک بٹھا دی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے بھی بہادری جرأت اور ثابت قدمی سے دشمنوں کا مقابلہ کیا اور کفار کے سورماؤں کو جہنم واصل کیا۔ کفار کی طرف سے سب سے پہلے جس شخص نے بدر کے میدان میں قدم رکھا اور جنگ کرنے کے لیے آگے بڑھا وہ عتبہ بن ربیعہ تھا جو اپنے بھائی شیبہ اور اپنے بیٹے ولید کے ساتھ میدان میں اُترا۔ اس کے سب سے پہلے میدان جنگ میں آنے کی وجہ یہ تھی کہ ابوجہل نے عتبہ کو غداری اور بزدلی کا طعنہ دیا تھا اور اس نے اس بات سے غیرت کھائی تھی چنانچہ جنگ وقتال کے لیے اس نے زرہ پہنی پھر اِدھر اُدھر دیکھتا تھا کہ کہیں سے کوئی ایسی خود ہاتھ آجائے کہ جو اس کے سر پر پوری اُترے مگر اُسے کوئی ایسی خود نہیں مل رہی تھی کیونکہ اس کا سر بہت بڑا تھا اس لیے اس نے پگڑی باندھنے پر ہی اکتفا کیا اسی دوران اس کی نظر ابوجہل پر پڑی جو ایک گھوڑے پر سوار مشرکین کی ایک صف میں کھڑا تھا ابوجہل کو دیکھتے ہی عتبہ نے جوش سے تلوار سونتتے ہوئے کہا کہ آج سواری کا دن نہیں ہے۔ یہ سُن کر ابوجہل گھوڑے سے نیچے اُتر آیا۔

اس کے بعد عتبہ ولید اور شیبہ میدان میں آئے اور نعرہ لگایا کہ ہے کوئی ہم سے مقابلہ کرنے والا؟ ان کی للکار سن کر مسلمانوں کی طرف سے تین انصاری نوجوان یعنی حارث کے بیٹے میدان میں نکلے ایک روایت میں ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی بجائے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ تھے۔ کفار نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم انصاری ہیں۔ کفار نے کہا' ہمیں تم سے کوئی مطلب نہیں ہم اپنے چچازادوں کو میدان میں آنے کی دعوت دیتے ہیں ان میں سے ایک نے للکار کر کہا، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہمارے اہل خاندان میں سے کسی کو بھیجیں۔

Marfat.com

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ میدان جنگ میں:

کفار کی اس للکار کو سُن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ، حضرت علی اور حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم کو مقابلے کے لیے میدان جنگ میں بھیجا ان میں سے حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے تھے۔ یہ عتبہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ولید کے مقا۔بلے پر آئے اور حضرت حمزہ شیبہ رضی اللہ عنہ کے مقابلے پر آئے۔ ایک روایت یہ ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ عتبہ کے مقابلے پر آئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی وار میں ولید کو جہنم واصل کر دیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنے مقابل پر کاری وار کیا جبکہ حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے مقابل سے زخم کھایا اور شدید زخمی ہو گئے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے عتبہ کو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے مقابل کو قتل کر دیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور عتبہ کے مقابلے کا واقعہ ابوالاثر حفیظ جالندھری نے اپنی شاعری میں اس طرح بیان کیا ہے۔

یکایک سب نے دیکھا کھینچ لی تلوار عتبہ نے
کیا حمزہ کے سر پر ایک کاری وار عتبہ نے
جناب حمزہؓ نے تلوار پر تلوار کو روکا
سبک دستی سے تھپکی دے کر مہلک وار کو روکا
نظر کچھ بھی نہ آیا جھنجھناہٹ کی صدا آئی
اڑیں چنگاریاں تلوار سے تلوار ٹکرائی
ذرا مہلت جو پائی ایک پل دھاوے سے حمزہؓ نے
سب ہو کر نکالا ہاتھ اُلجھاوے سے حمزہؓ نے
کیا دشمن کو بڑھ کر تیغ فرخ فال کے نیچے
مگر عتبہ نے سر اپنا چھپایا ڈھال کے نیچے

Marfat.com

صدا تکبیر کی آئی زمین بدر تھرائی
پلک جھپکی کھلیں آنکھیں تو یہ صورت نظر آئی
پڑی تلوار فولادی سپر کے ہو گئے ٹکڑے
سپر سے تا بہ تو سر کے ہو گئے ٹکڑے
گلو میں بھی نہ اٹکی سینہ کاٹا دل جگر کاٹا
لہو چاٹا جگر کا بند زنجیر کمر کاٹا
گلے کے ہار زنجیروں کی لڑیاں کاٹ کر نکلی
زرہ و بکتر کے بندھن اور کڑیاں کاٹ کر نکلی
یہ تیغ حمزہؓ تھی دعوے تھے اس کو خاکساری کے
زمیں پر آرہی کر کے دو ٹکڑے جسم ناری کے
یہ برق نور تھی باطل کا قصہ پاک کر آئی
گری یک لخت اور دو لخت کر کے خاک پر آئی
گری جب خاک پر دو ٹکڑے ہو کر لاش خود سر کی
وہاں شیر سے نکلی صدا اکبر کی
صف مردان غازی نے کہیں ایک ساتھ تکبیریں
قلوب اہل باطل پر گریں حسرت کی شمشیریں

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے کی بہادری:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کو اپنے مقابل سے شدید زخم لگا اوران کے پاؤں کی ہڈی کا گودا نکل کر میدان میں جا پڑا ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کے پاؤں کی ہڈی ٹوٹ گئی تو انہوں نے (ہمت نہیں ہاری اور جرأت کے انداز) میں

چند اشعار کہے۔ ابن ہشام نے کہا ہے کہ بعض علما ان اشعار کا انکار کرتے ہیں۔

سَتَبْلُغُ عَنَّا اَهْلَ مَكَّةَ وَقْعَةٌ   يَهُبُّ لَهَا مَنْ كَانَ ذَاكَ نَائِيَا

قریب میں مکہ والوں کو ہمارے متعلق ایک واقعے کی خبر پہنچے گی۔ جسے سُن کر جو بھی شخص اس مقام سے دور ہو وہ بے چین ہو جائے گا۔

بِعُتْبَةَ اِذْ وَلّٰى وَ شَيْبَةَ بَعْدَهٗ   وَمَا كَانَ فِيهَا بِكْرُ عُتْبَةَ رَاضِيَا

(وہ خبر) عتبہ کے متعلق ہو گی جب اس نے پیٹھ پھیری اور اس کے بعد شیبہ نے بھی اور اس حالت کی (بھی انہیں خبر پہنچے گی) جس میں رہنے پر عتبہ کا پہلوٹھی کا لڑکا راضی ہو گیا۔

فَاِنْ تَقْطَعُوْا رِجْلِي فَاِنِّي مُسْلِمٌ   اُرَجِّي بِهَا عَيْشًا مِنَ اللّٰهِ دَانِيَا

پھر اگر انہوں نے میرا پاؤں کاٹ دیا تو کوئی مضائقہ نہیں کہ میں تو مسلم ہوں۔ اس کے عوض میں اللہ سے قریب ہی میں ایک قابل عظمت زندگی کا امیدوار ہوں۔

مَعَ الْحُوْرِ اَمْثَالَ التَّمَاثِيْلِ اُخْلِصَتْ   مِنَ الْجَنَّةِ الْعُلْيَا لِمَنْ كَانَ عَالِيَا

وہ زندگی بڑی آنکھوں والیوں کے ساتھ (گزرے گی جو) پتلیوں کی سی (ہوں گی) جو بلند درجہ جنتوں میں سے ان لوگوں کے لیے مخصوص ہوں گی، جو کہ بلند مرتبہ ہوں۔

وَبِعْتُ بِهَا عَيْشًا تَعَرَّفْتُ صَفْوَهٗ   وَعَالَجْتُهٗ حَتّٰى فَقَدْتُ الْاَدَانِيَا

میں نے ان (جنتوں) کے لیے ایسی زندگی بیچ ڈالی، جس کی صفائی مجھے معلوم تھی (کوئی تکلیف کی زندگی نہ تھی) اور میں نے اس معاملے میں (اس قدر) کوشش کی کہ قریب والوں (رشتہ داروں تک) کو کھو دیا۔

فَاَكْرَمَنِیْ الرَّحْمٰنُ مِنْ فَضْلِ مَنِّهٖ   بِثَوْبٍ مِّنَ الْاِسْلَامِ غَطّٰى الْمَسَاوِيَا

اور رحمٰن نے اپنے فضل (وکرم) سے مجھے (ایسے) خلعت اسلام سے سرفراز فرمایا، جس نے (میری تمام) برائیوں کو ڈھانک لیا۔

Marfat.com

وَمَا كَانَ مَكْرُوْهًا اِلٰى قِتَالِهِمْ عَدَاةَ دَعَا الْاَكْفَاءَ مَنْ كَانَ دَاعِيَا

اور جس روز بلانے والے نے (اپنے) ہمسروں کو (مقابلے کے لیے) بلایا مجھے ان لوگوں سے جنگ کرنا کچھ برا نہ معلوم ہوا۔

وَلَمْ يَبْغِ اِذْسَالُوا النَّبِيّ سَوَاءَ نَا ثَلَاثَتَنَا حَتّٰى حَضَرْنَا الْمُنَادِيَا

جب انہوں نے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مطالبہ کیا تو آپ نے ہم تینوں کے سوا اور کسی کو طلب نہیں فرمایا (یا ہم تینوں کے مماثل لوگوں کو طلب نہ فرمایا حتیٰ کہ ہم پکارنے والے کے پاس حاضر ہو گئے۔

لَقِيْنَاهُمْ كَالْاُسْدِ تَخْطِرُ بِالْقَنَا نُقَاتِلُ فِي الرَّحْمٰنِ مَنْ كَانَ عَاصِيَا

غرض ہم تینوں اپنے (اپنے) مقاموں پر ڈٹے رہے یہاں تک کہ (ان کی) موتوں سے ملاقات کرادی گئی۔ (مار ڈالا)

ابن ہشام کہتے ہیں کہ جب حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر ضرب لگی تو انہوں نے کہا سنو، تو اللہ کی قسم! اگر آج ابو طالب ہوتے تو وہ جان لیتے کہ میں اس قول کا ان سے زیادہ حق دار ہوں، جو انہوں نے کسی وقت کہا تھا:

كَذَبْتُمْ وَبَيْتِ اللّٰهِ نُبْزٰى مُحَمَّدًا وَلَمَّا نُطَاعِنْ دُوْنَهٗ وَنُنَاضِلِ

بیت اللہ کی قسم! تم نے جھوٹ کہا کہ ہم سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو زبردستی چھین لیا جائے گا اور ابھی تو ہم نے ان کے بچاؤ کے لیے نیزہ بازی کی اور نہ تیر اندازی۔

وَنُسْلِمُهٗ حَتّٰى نُصَرَّعَ حَوْلَهٗ وَنَذْهَلَ عَنْ اَبْنَائِنَا وَالْحَلَائِلِ

(تم نے جھوٹ کہا کہ) ہم انہیں (تمہارے حوالے کر دیں گے (ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا) یہاں تک کہ ہم ان کے اطراف میں پچھڑ جائیں اور اپنے بچوں، بیویوں سے غافل ہو جائیں۔

(زرقانی علی المواہب جلد اول ص 418)

Marfat.com

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اشعار:

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ غزوہ بدر کے بارے میں جو اشعار کہے گئے اور قبائل میں ایک دوسرے کے جواب لکھے گئے، ان میں سے حمزہؓ بن عبدالمطلب کا کلام بھی ہے (اللہ ان پر رحم فرمائے) ابن ہشام کے نزدیک اکثر علمائے شعر ان اشعار کا انکار کرتے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اَمْرًا كَانَ مِنْ عَجَبِ الدَّهْرِ وَلِلْحَيْنِ اَسْبَابٌ مُبَيَّنَةُ الْاَمْرِ

(اے مخاطب، کیا تو نے زمانہ بھر کے عجیب واقعے پر غور نہیں کیا اور موت کے لیے بھی اسباب ہوتے ہیں، جن کا معاملہ ظاہر ہے۔

وَمَا ذَاكَ اِلَّا اَنَّ قَوْمًا اَفَادَهُمْ فَخَانُوْا تَوَاصَوْا بِالْعُقُوْقِ وَبِالْكُفْرِ

اور وہ واقعہ بجز اس کے اور کچھ نہ تھا کہ قوم کو (خیرخواہی اور) نصیحت نے ہلاک کر دیا تو انہوں نے نافرمانی اور انکار سے عہد شکنی کی۔

عَشِيَّةَ رَاحُوْا نَحْوَ بَدْرٍ بِجَمْعِهِمْ فَكَانُوْا رُهُوْنًا لِلرَّكِيَّةِ مِنْ بَدْرِ

جس شام وہ اپنا جتھا لے کر بدر کی جانب چلے ہیں تو (وہ) بدر کی سنگ بستہ باولی (ہی) میں ہمیشہ رہ گئے۔

وَكُنَّا طَلَبْنَا الْعِيْرَ لَمْ نَبْغِ غَيْرَهَا فَسَارُوْا اِلَيْنَا فَالْتَقَيْنَا عَلٰى قَدْرِ

ہم تو قافلے کی تلاش میں نکلے تھے۔ اس کے سوا ہمارا اور کوئی مقصد نہ تھا۔ وہ ہماری طرف چلے تو ہم دونوں تقدیر کے ٹھہرائے ہوئے مقام پر ایک دوسرے سے مقابل ہو گئے۔

فَلَمَّا الْتَقَيْنَا لَمْ تَكُنْ مَثْنَوِيَّةٌ لَنَا غَيْرَ طَعْنٍ بِالْمُثَقَّفَةِ السُّمْرِ

پھر جب ہم ایک دوسرے کے مقابل ہو گئے تو ہمارے لیے گندم گوں سیدھے کیے ہوئے نیزوں سے نیزہ زنی کرنے کے سوا واپسی کی کوئی صورت (ہی) نہ تھی

وَضَرْبٍ بِبِيْضٍ يَخْتَلِى الْهَامَ حَدُّهَا مُشَهَّرَةَ الْاَلْوَانِ بَيِّنَةِ الْاَثْرِ

Marfat.com

اور بجز چمکتی ہوئی (ایسی تلواروں سے مارنے کے، جن کی دھاریں گردنوں کو الگ کر دیتی ہیں جن کے رنگ سفید اور جن کے جوہر خوب نمایاں ہیں۔

وَنَحْنُ تَرَكْنَا عُتْبَةَ الْغَيِّ ثَاوِياً وَشَيْبَةَ فِي الْقَتْلَى تَجَرْجَمُ فِي الْجَفْرِ

اور ہم نے گمراہی کی دہلیز (عتبہ) کو پیوند خاک کر کے چھوڑا اور شیبہ کو مقتولوں میں بڑی باؤلی کے درمیان پچھرایا لڑھکتا ہوا چھوڑا ہے۔

وَعَمْرٍو وَثَوَى فِيمَنْ ثَوَى مِنْ حُمَلَتِهِمْ فَشُقَّتْ جُيُوبُ جُيُوبُ النَّائِحَاتِ عَلَىٰ عَمْرٍو

ان لوگوں کے حمایتی، جو پیوند خاک ہو گئے، ان میں عمرو بھی خاک کا پیوند ہو گیا اس لیے نوحہ خواں عورتوں کے گریبان عمرو کے ماتم میں تار تار ہو گئے۔

جُيُوبُ نِسَاءٍ من لُؤَيِّ بِنْ غَالِبٍ كِرَام تَفَرَّ عخنَ الذَّوَائِبَ مِنَ فِهْرِ

ان شریف عورتوں کے گریبان جو لوی بن غالب کی ہیں اور فہر کی اعلیٰ شاخوں سے نکلی ہیں۔

اُولٰئِكَ قَوْمٌ قُتِلُوا فِي ضَلَالِهِمْ وَخَلُّوا اللِوَاءَ غَيْرَ مُخْتَضَرَ النَّصْرِ

یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی گمراہی میں مار ڈالے گئے اور پرچم ایسی حالت میں چھوڑ گئے کہ مرتے دم تک اس کے پاس مدد نہ پہنچ سکے۔

لِوَاءَ ضَلَالٍ قَادَ اِبْلِيسُ اَهْلَهُ فَخَاسَ بِهِمْ اِنَّ الْخَبِيْثَ اِلٰى غَدْرِ

گمراہی کے اس پرچم نے جس پرچم والوں کی قیادت ابلیس نے کی، آخر ان سے بے وفائی کی اور سچی تو یہ ہے کہ وہ پلید بے وفائی ہی کی طرف (جانے والا) ہے

وَقَالَ لَهُمْ اِذْعَايَنَ الْاَمْرَوَا ضِحاً بَرِئْتُ اِلَيْكُمْ مَا بِى الْيَوْمَ مَنْ صَبْرٍ

جب اس نے معاملے (مسلمانوں کی نصرت) کو واضح طور پر دیکھ لیا تو ان سے کہا: میں اپنی علیحدگی سے آگاہ کیے دیتا ہوں کہ آج مجھ میں صبر کا یارا نہیں۔

Marfat.com

فَاِنِّی اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ وَاِنَّنِیْ　　اَخَافُ عِقَابَ اللّٰہِ وَ اللّٰہُ ذُوْ قَسْرِ

کیونکہ میں ایسی چیزیں دیکھ رہا ہوں جنہیں تم نہیں دیکھ رہے اور بات یہ ہے میں سزائے الٰہی سے ڈرتا ہوں کہ اللہ قہر والا ہے۔

فَھُمْ لِلْحِیْنِ حتّٰی تَوَرَّطُوْا　　وَکَانَ بِمَا لَمْ یَخْبُرِ الْقَوْمُ ذَاخُبْرِ

آخر وہ انہیں موت کے لیے بڑھالایا، یہاں تک کہ وہ بھنور میں پھنس کے رہ گئے اور جس بات کی اس نے انہیں خبر نہیں دی اور وہ اسے خوب جانتا تھا۔

فَکَانُوْا غَدَاۃَ الْبِئْرِ اَلْفًا وَجَمْعُنَا　　ثَلَاثُ مِئِیْنِ کَالْمُسَدَّمَۃِ الزُّھْرِ

وہ لوگ اس (بدر کی) باولی پر پہنچنے کی صبح کو ایک ہزار تھے اور ہماری جماعت (والے) سفید نراونٹوں کے مثل تین سو تھے۔

وَفِیْنَا جُنُوْدُ اللّٰہِ حِیْنَ یُمِدُّنَا　　بِھِمْ فِیْ مَقَامٍ ثُمَّ مُسْتَوْضِحُ الذِّکْرِ

اور ہم میں اللہ کا شکر تھا۔ جب وہ وہاں کسی مقام میں ان کے مقابل ہماری مدد کرتا تھا تو لوگ اس کے بیان کی توضیح چاہتے تھے (ہم سے پوچھتے تھے کہ آخر وہ لوگ کون تھے)

فَشَدَّ بِھِمْ جِبْرِیْلُ تَحْتَ لِوَائِنَا　　لَدٰی مَازِقٍ فِیْہِ مَنَایَا ھُمْ تَجْرِیْ

غرض ہمارے پرچم کے نیچے رہ کر جبریلؑ نے ایک تنگ مقام میں ان پر (ایسی) سختی کی کہ اس میں ان لوگوں پر (لگاتار) موتیں (چلی) آ رہی تھیں۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اشعار کا جواب:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اشعار کا جواب الحارث بن ہشام بن المغیرہ نے اس طرح دیا۔

اَلَا یَا الْقَوْمِیْ لِلصَّبَابَۃِ وَالْھَجْرِ　　وَلِلْحُزْنِ مِنِّیْ وَالْحَرَارَۃِ فِی الصَّدْرِ

اے قوم! سُن، عشق اور فراق، میرے غم اور سینے کی جلن...... (کا حال) سُن

وَلِلدَّمْعِ مِنْ عَیْنِیْ جَوْدًا کَاَنَّہٗ　　فَرِیْدٌ ھَوٰی مِنْ سِلْکٍ نَاظِمِہٖ یَجْرِیْ

Marfat.com

اور میری آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگنے کا حال سن، گویا (ان میں کا ہر آنسو) دُرِ یتیم ہے، جولڑی پرونے والے کی لڑی سے نکل کر تیزی سے گرا جا رہا ہے۔

عَلَى الْبَطَلِ الْحُلْوِ الشَّمَائِلِ اِذْ ثَوٰى رَهِيْنَ مَقَامٍ لِلرَّكِيَّةِ مِنْ بَدْرِ

شیریں خصال بہادر پر (آنکھیں رو رہی ہیں) کیونکہ وہ بدر کی سنگ بستہ باؤلی میں ہمیشہ کے لیے پیوند خاک ہو کر رہ گیا۔

فَلَا تَبْعَدَنْ يَا عَمْرُوْ مِنْ ذِىْ قَرَابَةٍ وَمِنْ ذِىْ نِدَامٍ كَانَ ذَا خُلُقٍ غَمْرِ

اے عمرو! جو بڑا وسیع اخلاق کا تھا تو قرابت داروں اور ساتھ بیٹھنے والوں (کے دلوں) سے دُور نہ ہو۔

فَاِنْ يَكُ قَوْمٌ صَادَفُوْا مِنْكَ دَوْلَةً فَلَا بُدَّ لِلْاَيَّامِ مِنْ دُوَلِ الدَّهْرِ

اگر کسی قوم نے اتفاقی طور سے تجھ پر غلبہ پالیا ہے تو زمانے میں انقلابات زمانہ کا ہونا تو ضروری ہے۔

فَقَدْ كُنْتَ فِىْ صَرْفِ الزَّمَانِ الَّذِىْ مَضٰى تُرِيْهِمْ هَوَانًا مِنْكَ ذَا سُبُلٍ وَعْرِ

کیونکہ اگلے زمانے کی گردشوں میں تیری حالت یہ تھی کہ تو (اپنی بہادری) سے انہیں ذلت کی سخت راہیں دکھاتا رہا ہے۔

فَاِنْ لَّا اَمُتْ يَا عَمْرُو اَتْرُكْكَ ثَائِرًا وَلَا اُبْقِ بُقْيَا فِىْ اِخَاءٍ وَلَا صِهْرِ

اے عمرو اگر میں نہ مرا زندہ رہا تو تیرا بدلہ لے کر چھوڑوں گا اور کسی قرابت یا سمدھیانے کے لحاظ سے کسی طرح کا رحم نہ کروں گا۔

وَاَقْطَعُ ظَهْرًا مِنْ رِجَالٍ بِمَعْشَرٍ كِرَامٍ عَلَيْهِمْ مِثْلَ مَا قَطَعُوْا ظَهْرِىْ

جس طرح ان لوگوں نے میری کمر توڑ دی ہے، میں بھی ان کی کمر ان کے عزیز ترین رشتہ داروں کے ذریعے سے توڑ دوں گا۔

Marfat.com

اَغَرَّهُمْ مَا جَمَّعُوْا مِنْ وَشِيْظَةٍ وَنَحْنُ الصَّمِيْمُ فِي الْقَبَائِلِ مِنْ فِهْرِ

پراگندہ حشو وزوائد کو، جو ان لوگوں نے جمع کر لیا ہے اس نے انہیں مغرور بنا دیا ہے اور ہم تو خالص بنی فہر کے قبیلوں میں سے ہیں۔

فَيَالَ لُؤَيٍّ ذَبِّبُوْا عَنْ حَرِيْمِكُمْ وَ الِهَةٍ لَا تَتْرُكُوْهَا لِذِي الْفَخْرِ

پس اے بنی لوی! اپنی آبرو اور اپنے معبودوں کی حفاظت کرو اور انہیں فخر کرنے والے کے لیے نہ چھوڑ۔

تَوَارَثَهَا اٰبَاؤُكُمْ وَوَرِثْتُمْ اَوَاسِيَّهَا وَالْبَيْتَ ذَا السَّقْفِ وَالسِّتْرِ

تمہارے بزرگوں نے اور تم نے انہیں اور چھت اور پردوں والے گھر اور اس کی بنیادوں کو وراثت میں پایا ہے۔

فَمَا لِحَلِيْمٍ قَدْ اَرَادَ هَلَاكَكُمْ فَلَا تَعْذِرُوْهُ اٰلَ غَالِبَ مِنْ عُذْرِ

ایک متین شخص کو کیا ہو گیا ہے کہ اس نے تمہاری بربادی کا ارادہ کر لیا ہے۔ پس اے آل غالب اسے کسی عذر میں معذور نہ جانو۔

وَجِدُّوْا لِمَنْ عَادَيْتُمْ وَتَوَازَرُوْا وَكُوْنُوْا جَمِيْعًا فِي التَّاَسِّيْ وَفِي الصَّبْرِ

اور جن لوگوں سے تم نے دشمنی کی ہے، ان کے مقابلے کے لیے کوشش کرو اور ایک دوسرے کی حمایت کرو اور صبر وتحمل میں سب کے سب متفق رہو۔

لَعَلَّكُمْ اَنْ تَثْاَرُوْا بِاَخِيْكُمْ وَلَا شَيْءَ اِنْ لَّمْ تَثْاَرُوْا بِذَوِيْ عَمْرٍو

شاید تم اپنے بھائی کا بدلا لے سکو۔ اگر تم نے بدلا نہ لیا تو تم عمرو سے کسی قسم کا تعلق رکھنے والا نہیں۔

بِمُطَّرِدَاتٍ فِي الْاَكُفِّ كَاَنَّهَا وَمِيْضٌ تُطِيْرُ الْهَامَ بَيِّنَةُ الْاَثْرِ

ہاتھوں میں لچکنے والی (تلواروں) کے ذریعے سے جو بجلی کی چمک کی طرح ہیں، گردن اڑا

Marfat.com

دیتی ہیں نمایاں جوہر والی ہیں۔

كَانَ مَدَبَّ الذَّرِّ فَوْقَ مُتُوْنِهَا ۔ اِذَا جُرِّدَتْ يَوْمًا لِاَعْدَائِهَا الْخُزْرِ

جب وہ کسی وقت اپنے چندھے دشمنوں کے لیے برہنہ کی جاتی ہے تو ان کی پیٹھوں پر (جوہر ایسے نمایاں ہوتے ہیں) گویا چیونٹیوں کے رینگنے کے نشانات ہیں۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور دیگر بہادروں کا تذکرہ:

غزوہ بدر میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور دیگر بہادروں کا تذکرہ کرتے ہوئے ضرار بن خطاب بن مرداس نے یہ کہا'

عَجِبْتُ لِفَخْرِ الْاَوْسِ وَالْحَيْنُ دَائِرٌ ۔ عَلَيْهِمْ غَدًا وَالدَّهْرُ فِيْهِ بَصَائِرُ

اوس کے فخر کرنے پر میں حیران ہوں، حالانکہ کل ان پر بھی موت کا پھیرا ہونے والا ہے اور زمانے میں عبرتناک واقعات موجود ہیں۔

وَفَخْرِ بَنِى النَّجَّارِ اِنْ كَانَ مَعْشَرٌ ۔ اُصِيْبُوْا بِبَدْرٍ كُلُّهُمْ ثُمَّ صَابِرُ

اور بنی النجار کے فخر پر مجھے حیرت ہوئی (جن کا فخر صرف اس بات پر ہے) کہ بدر میں ایک خاندان پورے کا پورا ابتلائے مصیبت ہو گیا اور وہ وہاں ثابت قدم رہا۔

فَاِنْ تَكُ قَتْلٰى غُوْدِرَتْ مِنْ رِجَالِهَا ۔ فَاِنَّا رِجَالٌ بَعْدَهُمْ سَنُغَادِرُ

اگر اس خاندان کے مردوں کی لاشیں بربادی کے لیے پڑی ہوئی ہیں تو (کیا حرج ہے) کہ ان کے بعد ہم لوگ بھی تو ہیں جو عنقریب بربادی لانے والے ہیں۔

وَتَرْدِىْ بِنَا الْجُرْدُ الْعَنَاجِيْجُ وَسْطَكُمْ ۔ بَنِى الْاَوْسِ حَتّٰى يَشْفِىَ النَّفْسَ ثَائِرُ

اور اے بنی اوس چھوٹے بالوں والے لمبے لمبے تیز گھوڑے ہمیں اپنی پیٹھوں پر لیے ہوئے تمہارا اوسط کا حصہ پامال کرتے ہوں گے، حتیٰ کہ بدلا لینے والا دل کو تسکین دے۔

وَوَسْطَ بَنِى النَّجَّارِ سَوْفَ نَكُرُّهَا ۔ لَهَا بِالْقَنَا وَالدَّارِعِيْنَ زَوَافِرُ

اور قریب میں ان گھوڑوں کے ذریعے سے دوسرا حملہ ہم بنی النجار کے درمیان حصے پر کریں گے، جس کے لیے نیزوں اور زرہ پوشوں کے بار بردار بھی ہوں گے۔

فَمَتْرُكُ صَرْعَى تَعْصِبُ الطَّيْرُ حَوْلَهُمْ وَلَيْسَ لَهُمْ اِلَّا الْاَمَانِىُّ نَاصِرُ

پھر ہم انہیں اس طرح بچھڑا ہوا چھوڑیں گے کہ انہیں پرندوں کی ٹکڑیاں گھیرے ہوئے ہوں گی اور بجز جھوٹی آرزوؤں کے کوئی ان کی مدد کرنے والا نہ ہوگا۔

وَتَبْكِيهِمْ مِنْ اَهْلِ يَثْرِبَ نِسْوَةٌ لَهُنَّ بِهَالَيْلٌ عَنِ النَّوْمِ سَاهِرُ

اور یثرب کی عورتیں ان پر روتی ہوں گی۔ ان عورتوں کو اس مقام پر ایسی رات ہوگی۔ جو نیند سے بیدار رکھنے والی ہوں گی۔

وَذٰلِكَ اِنَّا لَا تَزَالُ سُيُوْفُنَا بِهِنَّ دَمٌ مِمَّا يُحَارِبْنَ مَائِرُ

اور مذکورہ حالت اس لیے ہوگی کہ ہماری تلواروں سے ہمیشہ ان لوگوں کا خون بہتا ہوگا، جن سے ان تلواروں نے جنگ کی۔

فَاِنْ تَظْفَرُوْا فِىْ يَوْمِ بَدْرٍ فَاِنَّمَا بِاَحْمَدَ اَمْسَى جَدُّكُمْ وَهُوَ ظَاهِرُ

اگر تم نے بدر کے روز فتح پائی تو اس کا سبب بھی صرف یہی ہے کہ تمہارا نصیب (ہم میں کے ایک فرد) احمد کے ساتھ ہو گیا ہے اور یہ بات ظاہر ہے۔

وَبِالنَّفَرِ الْاَخْيَارِ هِمْ اَوْلِيَاؤُهُ يُحَامُوْنَ فِى اللَّاْوَاءِ وَالْمَوْتُ حَاضِرُ

اور ان منتخب لوگوں کے ساتھ ہو گیا ہے، جو اس کے رشتہ دار ہیں لیکن (آخر کار) موت تو موجود ہے۔

يُعَدُّ اَبُوْبَكْرٍ وَحَمْزَةُ فِيْهِمْ وَيُدْعٰى عَلِىٌّ وَسْطَ مَنْ اَنْتَ ذَاكِرُ

ابو بکرؓ اور حمزہ کا انہیں لوگوں میں شمار ہے اور جن لوگوں کا تو ذکر کر رہا ہے۔ ان میں سب سے بہتر تو وہ ہے جو علیؓ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

Marfat.com

وَيُدْعٰى اَبُوْ حَفْصٍ وَعُثْمَانَ مِنهُمْ　　وَسَعْدٌ اِذَا مَا كَانَ فِى الْحَرْبِ حَاضِرُ

اور جو ابو حفص (عمر) مشہور ہے اور عثمان بھی انہیں افراد میں سے ہے اور سعد ہے، جب وہ کسی جنگ میں موجود ہے۔

اُولٰئِكَ لَامَنْ نَتَّجَتْ فِى دِيَارِهَا　　بَنُوالْاَوْسِ وَالنَّجَّارِ حِيْنَ تَفَاخَرُ

یہ لوگ ہیں (جن کے سبب سے فتح حاصل ہوئی ہے، نہ کہ وہ لوگ جو بنی الاوس اور بنی النجار والے ہیں، جنہوں نے اپنے وطنوں میں بہت سی اولاد پیدا کر لی ہے، جب وہ فخر کر رہے ہیں۔

وَلٰكِنْ اَبُوْهُمْ مِن لُؤَيِّ بِنْ غَالِبٍ　　اِذَا عُدَّتِ الْاِنْسَابُ كَعْبٌ وَعَامِرُ

جب بنی کعب اور بنی عامر کے نسب شمار کیے جائیں تو ان مذکور لوگوں کا جد اعلیٰ لؤی بن غالب میں سے ہوگا۔

هُمُ الطَّاعِنُوْنَ الْخَيْلِ فِى كُلِّ مَعْرَكٍ　　غَدَاةَ الْهِيَاجِ الْاَطْيَبُوْنَ الْاَكَاثِرُ

یہ وہ لوگ ہیں، جو ہر معرکے میں شہسواروں پر نیزہ بازی کرنے والے اور اضطراب کے وقت بہترین اور بہت نیکیاں کرنے والے ہیں۔

حضرت کعب بن رضی اللہ عنہ مالک کا جواب:

ان اشعار کے جواب دیتے ہوئے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا

عَجِبْتُ لِاَمْرِ اللّٰهِ وَاللّٰهِ قَادِرٌ　　عَلٰى مَا اَرَادَ لَيْسَ لِلّٰهِ قَاهِرُ

میں اللہ تعالیٰ کے کاموں پر حیران ہو گیا اور اللہ تو ان باتوں پر قادر ہے، جن کا اس نے ارادہ کر لیا۔ اللہ کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں۔

قَضٰى يَوْمَ بَدْرٍ اَنْ نُلَاقِىْ مَعْشَرًا　　بَغَوْا وَسَبِيْلُ الْبُغْىِ بِالنَّاسِ جَائِرُ

بدر کے روز اُس نے یہ فیصلہ کر دیا کہ ہم ایک ایسے خاندان کے مقابل ہو جائیں جنہوں نے بغاوت کی اور بغاوت کی راہ لوگوں کو ٹیڑھا لے جانے والی ہے۔

وَقَدْ حَشَدُوْا وَاسْتَنْفَرُوْا مِنْ يَلِيْهِم مِنَ النَّاسِ حَتّٰى جَمْعُهُمْ مُتَكَاثِرُ

حالانکہ انہوں نے لشکر جمع کر لیا تھا اور جو لوگ ان کے نزدیک رہنے والے تھے، انہوں نے ان سے جنگ کے لیے نکلنے کا یہاں تک کا مطالبہ کیا کہ ان کی جماعت کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی۔

وَسَارَتْ اِلَيْنَا لَا تُحَاوِلُ غَيْرَنَا بِاَجْمَعِهَا كَعْبٌ جَمِيْعٌ وَعَامِرُ

اور وہ سب کے سب ہماری طرف چل پڑے اور ان کا قصد ہمارے سوا کسی دوسرے (کی طرف) نہ تھا جملہ بنی کعب اور بنی عامر (ہمارے مقابل آ گئے)

وَفِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَالْاَوْسُ حَوْلَهٗ لَهٗ مَعْقِلٌ مِنْهُمْ عَزِيْزٌ وَنَاصِرُ

اور (ہماری حالت یہ ہے کہ) ہم میں اللہ کا رسول ہے اور اس کے اطراف بنی اوس ہیں، اس کے لیے وہ قلعہ بنے ہوئے ہیں اور غلبہ رکھنے والے اور مدد کرنے والے ہیں۔

وَجَمْعُ بَنِى النَّجَّارِ تَحْتَ لِوَاءِهٖ يَمِيْسُوْنَ فِى الْمَاذِىِّ وَالنَّقْعُ ثَائِرُ

بنی النجار کی جماعت اس کے پرچم کے نیچے ہے اور وہ سفید اور نرم زرہوں میں ناز سے چلے جا رہے ہیں اور گردو غبار اڑا جا رہا ہے۔

فَلَمَّا لَقِيْنَاهُمْ وَكُلٌّ مُجَاهِدٌ لِاَصْحَابِهٖ مُسْتَبْسِلُ النَّفْسِ صَابِرُ

پھر جب ہم ان کے مقابل ہوئے تو ہر ایک کوشاں تھا کہ اپنے ساتھیوں کے لیے خود، اپنے نفس سے دلیری کا طالب اور ثابت قدم تھا۔

شَهِدْنَا بِاَنَّ اللّٰهَ لَا رَبَّ غَيْرُهٗ وَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ بِالْحَقِّ ظَاهِرُ

ہم نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی پروان چڑھانے والا نہیں اور یہ کہ اللہ کا سچائی پیغام رساں غلبہ حاصل کرنے والا ہے۔

وَقَدْ عُرِّيَتْ بِيْضٌ خِفَافٌ كَاَنَّهَا مَقَابِيْسُ يُزْهِيْهَا لِعَيْنَيْكَ شَاهِرُ

اور سفید چمکتی ہوئی ہلکی (تلواریں) برہنہ کر لی گئیں، گویا شعلے ہیں کہ تلوار کھینچنے والا تیری

Marfat.com

آنکھوں کے سامنے انہیں حرکت دے رہا ہے۔

بِهِنَّ اَبَدْنَا جَمْعَهُمْ فَتَبَدَّدُوْا　　وَكَانَ يُلَاقِى الْحِيْنَ مَنْ هُوَ فَاجِرُ

انہیں تلواروں کے ذریعے سے ہم نے ان کی جماعت برباد کردی اور وہ پریشان ہو گئے اور جونافرمان تھا، وہ موت سے ملاقات کررہا تھا۔

فَكَبَّ اَبُوْ جَهْلَ صَرِيْعًا لِوَجْهِهٖ　　وَعُتْبَةُ قَدْ غَادَرْنَهٗ وَهُوَ عَاثِرُ

آخرابو جہل نے منہ کے بل پٹختی کھائی اور عتبہ کوانہوں نے ایسی حالت میں چھوڑا کہ وہ ٹھوکر کھا چکا تھا۔

وَالشَّيْبَةَ وَالتَّمِيَّ غَادَرْنَ فِى الْوَغٰى　　وَمَا مِنْهُمْ اِلَّا بِذِى الْعَرْشِ كَافِرُ

اور شیبہ کواور تیمی کوانہوں نے چیخ پکار میں چھوڑ دیا اور یہ دونوں کے دونوں عرش والے کے منکر تھے۔

فَاَمْسَوْا وَقُوْدُ النَّارِ فِىْ مُسْتَقَرِّهَا　　وَكُلُّ كَفُوْرٍ فِىْ جَهَنَّمَ صَائِرُ

غرض آگ کی قرارگاہ میں وہ آگ کا ایندھن بن گئے اور ہر منکر جہنم میں منتقل ہونے والا ہے۔

تَلَظّٰى عَلَيْهِمْ وَهِىَ قَدْ شَبَّ حَمْيُهَا　　بِزُبَرِ الْحَدِيْدِ وَالْحِجَارَةِ سَاجِرُ

اس حالت میں کہ اس کی گرمی شباب پر ہے.........وہ ان پر شعلہ زنی کر رہی ہے.........جولوہے اور پتھروں کی تختیوں سے بھری ہوئی ہے (یا سلگنے والی ہے)

لِاَمْرٍ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَهْلِكُوْا بِهٖ　　وَلَيْسَ لِاَمْرٍ حَمَّهُ اللّٰهُ زَاجِرُ

(ان کی مذکورہ حالت) اس وجہ سے تھی کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا تھا وہ اسی میں ہلاک ہوں اور جس بات کا اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمادیا اسے روکنے والا بھی کوئی نہیں۔

ہندہ بنت عتبہ کا غم وغصہ:

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں عتبہ کے قتل سے اس کی بیٹی ہندہ پر غم کا پہاڑ ٹوٹ گیا اس نے اپنے باپ کی ہلاکت پر مرثیہ کہا اس مرثیہ کا ذکر ابن اسحاق نے کیا ہے کہ ہندہ نے کہا

اَعَیْنَیَّ جُوْدَا بِدَمْعٍ سَرِبْ عَلٰی خَیْرِ خِنْدَفَ لَمْ یَنْقَلِبْ

اے میری آنکھو! بہنے والے آنسوؤں سے بنی خندف کے بہترین شخص پر سخاوت کرو، جو پلٹا نہیں۔

تَدَاعَی لَهٗ رَهْطُهٗ غُدْوَةً بَنُوْهَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبْ

اس کی جماعت کو بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب نے صبح کے وقت اس کے لیے بلایا۔

یُذِیْقُوْنَهٗ حَدَّ اَسْیَافِهِمْ یَعُلُّوْنَهٗ بَعْدَمَا قَدْ عَطِبْ

کہ اسے تلواروں کی باڑھ کا مزہ چکھائیں اور اس کے ہلاک ہونے کے بعد دوبارہ اسے اس کا گھونٹ پلائیں۔

یَجُرُّوْنَهٗ وَعَفِیْرُ التُّرَابِ عَلٰی وَجْهِهٖ عَارِیًا قَدْ سُلِبْ

وہ اسے اس حالت سے کھینچ رہے تھے کہ مٹی کا غبار اس کے چہرے پر تھا اور وہ ننگا تھا (اور اس کا سارا سامان) چھین لیا گیا تھا۔

وَكَانَ لَنَا جَبَلًا رَاسِیًا جَمِیْلَ الْمَرَاةِ كَثِیْرَ الْعُشُبْ

حالانکہ وہ ہمارے لیے ایک مضبوط پہاڑ (پناہ گاہ) تھا خوش منظر، سبزہ زار والا (بہت فائدہ پہنچانے والا) تھا

فَاَمَّا بُرَیٌّ فَلَمْ اَعْنِهٖ فَاُوْتِیَ مِنْ خَیْرِ مَا یَحْتَسِبْ

لیکن بری (نامی شخص) کا کیا حال تھا، مجھے اس سے بحث نہیں۔ اسے تو اس قدر بھلائی حاصل ہوگئی کہ وہ حساب (جزا) کے لیے کافی ہے۔

Marfat.com

ہند نے یہ اشعار بھی کہے ہیں:

یَرِیْبُ عَلَیْنَا دَھْرُنَا فَیَسُوْءُ نَا　　وَیَاْبٰی فَمَا نَاتِیْ بِشَیْءٍ نُغَالِبُہٗ

ہمارا زمانہ ہم پر ناپسند حالت ڈالتا ہے تو ہمیں برا معلوم ہوتا ہے اور وہ اس کے سوا دوسری حالت میں رکھنے سے انکار کرتا ہے تو ہم سے ایسی کوئی تدبیر بن نہیں آتی کہ ہم اس پر غلبہ حاصل کرلیں۔

اَبَعْدَ قَتِیْلٍ مِنْ لُؤَیِّ بِنْ غَالِبٍ　　یُرَاعُ امْرُؤٌ وَاِنْ مَاتَ اَوْ مَاتَ صَاحِبُہٗ

کیا لوئی بن غالب کے ایسے شخص کے مقتول ہونے کے بعد بھی کوئی شخص اپنے مرنے یا اپنے کسی دوست کے مرنے سے گھبرائے گا۔

اَلَا رُبَّ یَوْمٍ قَدْ رُزِئْتُ مُرَزَّاءً　　تَرُوْحُ وَتَغْدُ وَبِالْجَزِیْلِ مَوَاھِبُہٗ

سنو! ایک دن ایسا بھی آیا کہ ایک (ایسا) سخی میرے پاس سے کم کر دیا گیا جس کی بخششیں دن رات جاری تھیں۔

فَاَبْلِغْ اَبَا سُفْیَانَ عَنِّیْ مَالِکاً　　فَاِنْ اَلْقَہُ یَوْمًا فَسَوْفَ اُعَاتِبُہٗ

اے ابوسفیان! میری جانب سے مالک کو یہ پیام پہنچا دینا اور اگر میں اس سے کسی دن ملوں گی تو میں بھی عنقریب اس سے شکایت کروں گی۔

فَقَدْ کَانَ حَرْبٌ یَسْعَرَ الْحَرْبَ اِنَّہٗ　　لِکُلِّ امْرِیءٍ فِی النَّاسِ مَوْلًی یُطَالِبُہٗ

کیونکہ حرب ایسا شخص تھا، جو جنگ کو بھڑکاتا تھا اور بات یہ ہے کہ لوگوں میں ہر ایک کا کوئی نہ کوئی سرپرست ہوتا ہے اور وہ شخص اسی کے پاس مطالبے پیش کرتا ہے۔

ابن اسحاق کا کہنا ہے کہ ہندہ نے یہ بھی کہا ہے

لِلّٰہِ عَیْنَا مَنْ رَأَی　　ھُلْکاً کَھُلْکِ رِجَالِیَہْ

جس شخص نے آنکھوں سے ایسی بربادی دیکھی ہو، جیسی میرے لوگوں کی بربادی ہوئی، اللہ

Marfat.com

اسے جزائے خیر دے۔

يَـارُبَّ بَـاكٍ لِـىْ غَـدًا   فِـى الـنَّـائِبَـاتِ وَبَـاكِيَـهْ

اے بہت سے رونے والے مردو! اور رونے والی عورتو! جو کل آفتوں میں پھنس جاؤ گے تو میرے لیے بھی رووَ گے (سنو)

كَـمْ غَـادِرُوْا يَـوْمَ الْـقَـلِبِـىْ   بِ غَـدَاةَ تِـلْكَ الْـوَاعِيَـهْ

اس چیخ پکار کی صبح اس گڑھے (کے بھرنے) کے روز کتنوں نے (مجھ سے) جدائی اختیار کی

مِنْ كُلِّ غَيْثٍ فِى السِّنِىْ   نَ اِذَا الْـكَـوَاكِبُ خَـاوِيَـهْ

جو قحط سالی میں ابر باراں تھے، جب تارے بے اثر ڈوبے جا رہے تھے۔

قَـدْ كُـنْـتُ اَحْـذَرُ مَـا اَرٰى   فَـالْيَـوْمَ حَـقٌّ حِـذَارِيَـهْ

جس واقعے کو میں دیکھ رہی ہوں، اس کا مجھے خوف ہی تھا میرا خوف آج واقعہ بن گیا۔

قَـدْ كُـنْـتُ اَحْـذَرُ مَـا اَرٰى   فَـاَنَـا الْـغَـدَاةَ مُـوَامِيَـهْ

جس واقعے کو میں دیکھ رہی ہوں، اس کا مجھے خوف ہی تھا اور آج تو میں دیوانی ہی ہو گئی ہوں۔

يَـارُبَّ قَـائِـلَـةٍ غَـدًا   يَـاوَيْـحَ اُمِّ مُـعَـاوِيَـهْ

اے وہ بہت سی عورتو! جو کل یہ کہنے والی ہو کہ معاویہ کی ماں پر افسوس ہے (سن لو)

يَـاعَيْـنُ بَـكِّـىْ عُتْبَـهْ   شَيْـخًـا شَـدِيْـدَ الـرَّقَـبَـهْ

اے آنکھ! عتبہ پر رو جو مضبوط گردن والا بوڑھا تھا۔

يُـطْـعِـمُ يَـوْمَ الْـمَـسْـغَـبَـهْ   يَـدْفَـعُ يَـوْمَ الْـمُـغْـلَـبَـهْ

مجھے اس پر غم و غصہ ہے۔ افسوس ہے پُر اور عقل سے عاری ہو گئی ہوں۔

Marfat.com

لَنَهْبِطَنَّ يَثْرِبَهْ بِغَارَةٍ مُنْتَعِبَهْ

ہم یثرب پر ضرور ایک بہ پڑنے والے حملے کے ساتھ نازل ہوں گے۔

فِيهِ الْخُيُولُ مُقْرَبَهْ كُلُّ سَوَادٍ سَلْهَبَهْ

جس میں لمبے لمبے نزدیک رکھ کر پالے ہوئے مُشکی گھوڑے ہوں گے۔

☆......☆......☆

Marfat.com

انتقام لینے کی قسم

ہندہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے انتقام لینے کی قسم کھائی ہندہ کی قسم کے بارے میں بیان کرتے ہوئے ابوالاثر حفیظ جالندھری لکھتے ہیں (کہ جب ہندہ کو خبر ملی کہ میدان بدر میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں اُس کا باپ اور بھائی مارے گئے ہیں تو اس نے غم وغصہ کی حالت میں کہا)

یہ سن کر چھا گیا اس ہاو ہو پر ایک سناٹا
ہوا معلوم باطل کو رونے میں بھی ہے گھاٹا
ابو سفیان کی بیوی ہندہ اٹھی اور یوں بولی
کہ خیر اب تو ہمارے ساتھ جو ہونی تھ وہ ہولی
مرے بابا اور چچا اور بھائی کو حمزہؓ نے مارا ہے
مرے فرزند کو بحر اجل کے گھاٹ اتارا ہے
پیونگی میں بھی اب اس کا لہو اور گوشت کھاؤں گی
کلیجہ اور گردے اپنے دانتوں سے چباؤں گی

حضرت حمزہ کے رضی اللہ عنہ ہاتھوں مرنے والے کفار:

غزوہ بدر میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں بہت سے کفار واصل جہنم ہوئے جن میں سے ایک حنظلہ بن ابوسفیان تھا بعض کا کہنا ہے کہ اس کے قتل میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مشترکہ طور پر شامل تھے۔

(2) ابن ہشام کہتے ہیں کہ عتبہ بن ربیعہ کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مل کر

قتل کیا۔

(3) ابن اسحاق کا کہنا ہے کہ شیبہ بن ربیعہ بھی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مارا گیا۔

(4) بعض کا کہنا ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے طیعمہ بن عدی بن نوفل کو بھی قتل کیا۔

(5) زمعہ بن الاسود کو حضرت حمزہ حضرت علی اور حضرت ثابت رضی اللہ عنہم تینوں نے مل کر قتل کیا۔

(6) ابن ہشام کا کہنا ہے کہ عقیل بن الاسود کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مل کر قتل کیا۔

(7) ابوقیس بن الولید بن المغیرہ کو حضرت حمزہ بن عبد المطلب نے رضی اللہ عنہ قتل کیا۔

(8) اسود بن عبد الاسد مخزومی کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جہنم واصل کیا یہ شخص بہت فتنہ پرور اور بدکار شخص تھا اس نے یہ عہد کیا تھا کہ میں ضرور بالضرور مسلمانوں کے حوض سے پانی پیوں گا۔ جب وہ بُرے ارادے سے پانی کے تالاب کی طرف بڑھا تو سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھ لیا اور اس پر جھپٹے وہ بھی مقابلے کے لیے پلٹا اور تلواریں چلنے لگیں۔ حضرت حمزہ نے رضی اللہ عنہ اس پر تلوار کا وار کیا اور اس کی پنڈلی کاٹ کر رکھ دی وہ پیٹھ کے بل گرا اس کی کٹی ہوئی ٹانگ سے خون کا فوارہ بہنے لگا مگر وہ اس کے باوجود اینگتا ہوا حوض کے قریب پہنچا اس کا ارادہ تھا کہ حوض میں گھس کر سارے پانی کو ناقابل استعمال بنا دے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس پر دوسرا وار کیا اور اس کا خاتمہ کر دیا۔

(9) قبیلہ بنی سہم سے تعلق رکھنے والے نبیہ بن الحجاج بن عامر کو حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے مل کر قتل کیا۔

(10) عائذ بن السائب مخزومی کو قید کر لیا گیا تھا اس کے بعد یہ فدیہ دے کر رہا ہوا لیکن دوران جنگ حضرت حمزہ بن عبد المطلب کے رضی اللہ عنہ ہاتھوں اسے جو زخم لگا تھا اس کی وجہ سے راستے ہی میں مر گیا۔ (سیرت ابن ہشام جلد اول زرقانی علی المواہب جلد اول)

Marfat.com

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہادری کا اعتراف:

حضرت حارث تیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ غزوہ بدر کے روز شتر مرغ کے پر کا نشان لگائے ہوئے تھے (جنگ کے بعد) مشرکین میں سے ایک شخص نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے جس نے شتر مرغ کے پر کی کلغی لگا رکھی ہے۔ اسے بتایا گیا کہ یہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ہیں اس نے کہا کہ اس شخص نے آج ہم کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔

(طبرانی)

بعض روایات میں آتا ہے کہ یہ استفسار جنگ بدر کے قیدیوں میں سے بعض نے کہا تھا جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ حمزہ رضی اللہ عنہ تھے تو انہوں نے کہا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ نے آج لڑائی میں ہم پر بڑے ستم ڈھائے ہیں۔

جنگ کا نتیجہ:

غزوہ بدر میں مشرکین کے ستر آدمی مارے گئے اور اتنی ہی تعداد میں قیدی بنا لیے گئے جبکہ مسلمانوں میں سے چودہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے جن میں چھ مہاجرین میں سے تھے اور آٹھ انصار میں سے تھے جن میں سے دو قبیلہ اوس اور چھ قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے۔ جنگ کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ مشرکین کے ستر ہلاک شگان میں سے چوبیس لاشوں کو بدر کے کنوؤں میں سے ایک کنویں میں ڈال دیا جائے یہ کنواں ناپاک اور خراب تھا اور اس میں لوگ کوڑا کرکٹ اور گندگی ڈال کرتے تھے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر میں فتح پانے کے بعد تین دن تک اسی میدان میں قیام فرمایا پھر تیسرے دن حکم فرمایا کہ میری سواری لائی جائے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوگئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُس کنویں پر تشریف لائے جس میں کفار کی لاشوں کو ڈالا گیا تھا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک کافر کا نام لے کر آواز دی اور فرمایا' اے فلاں بن فلاں، اے فلاں بن فلاں۔ بعض روایات میں یہ الفاظ

آئے ہیں کہ اس طرح نام لے کر آواز دی اور فرمایا' او عتبہ بن ربیعہ، او شیبہ بن ربیعہ، او ابوجہل بن ہشام! کیا تمہیں یہ اچھا معلوم نہیں ہوتا تھا کہ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تابعداری کرتے اب جب کہ پردہ اُٹھ گیا ہے اور تم نے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دیکھ لیا ہے تو تم مسلمان ہونے کی آرزو کرتے ہو۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا' بے شک ہم نے اسے حق سے پالیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہم سے جو وعدہ فرمایا تھا کیا تم نے بھی اسے حق سے پالیا ہے جو تم سے عذاب کی وعید فرمائی گئی تھی۔ ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا' اے کنویں میں پڑے ہوئے لوگو! تم بد خویش اور ناعاقبت اندیش ہو کہ تم نے مجھے جھٹلایا اور دوسرے لوگ تصدیق کرتے ہیں۔ اس موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی پاس کھڑے تھے اُنہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! آپ ان جسموں کو مخاطب فرما رہے ہیں جن میں روحیں نہیں ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا' اُس اللہ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم ان سے زیادہ اس بات کے سننے والے نہیں ہو جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ خوب سُن رہے ہیں لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے۔

(بخاری شریف جلد اول سیرت ابن ہشام جلد اول۔ مدارج النبوۃ جلد دوم)

غزوہ قینقاع میں شرکت:

سید الشہداء حضرت حمزہ بن عبدالمطلب نے غزوہ قینقاع میں بھی شرکت فرمائی غزوہ قینقاع غزوہ بدر سے واپسی کے صرف بیس دن بعد یعنی شوال 2 ھ میں پیش آیا اس کا سبب یہ تھا کہ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ منورہ میں تشریف لائے تھے تو بنی قینقاع سے معاہدہ کیا تھا کہ وہ ان سے کوئی تعرض نہیں کریں گے بشرطیکہ وہ بھی مسلمانوں سے اپنا دستِ تعرض روکے رکھیں اور اگر کوئی دشمن مسلمانوں پر حملہ آور ہو تو یہ مسلمانوں کا ساتھ دیں۔ اس طرح یہ معاہدہ اس شرط کے ساتھ ہمیشہ رہا یہاں تک کہ غزوہ بدر سے واپسی کے بعد جب بنی قینقاع نے دیکھا کہ فتح ونصرت مسلمانوں کے حصہ میں آئی ہے اور اسلام کا جھنڈا دن بدن بلند سے بلندتر ہوتا جا رہا ہے تو یہودیوں کے دل میں حسد اور کینے کی آگ بھڑک اٹھی اور حسد سے کہنے لگے کہ محمد (ﷺ) نے

Marfat.com

ایسی جماعت کے ساتھ مقابلہ و جنگ کی ہے جن کو جنگ لڑنے کے فن میں کوئی تجربہ و مہارت نہ تھی اگر یہ ہمارے ساتھ جنگ کریں گے تو معلوم ہو گا کہ جنگ کیسے کی جاتی ہے چنانچہ اُنہوں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کیے گئے معاہدے کو توڑنے کا ارادہ کرلیا اور موقع کی تلاش میں رہے تھوڑے ہی دنوں میں معاہدہ توڑنے کا سبب بھی پیدا ہو گیا۔

بنی قینقاع نے اس معاہدہ کو اس طرح توڑا کہ مسلمانوں کی ایک خاتون اپنا کچھ سامان بیچنے کے لیے لائی اور بنی قینقاع کے بازار میں اُسے بیچ کر وہاں کے ایک سُنار کے پاس بیٹھ گئی۔ یہودیوں نے خاتون کا چہرہ بے نقاب کرانا چاہا تو اُس نے انکار کر دیا سُنار جو کہ یہودی تھا اُس نے خاتون کے کپڑے کا ایک سرا چپکے سے پیچھے کسی چیز کے ساتھ باندھ دیا اس طرح جب وہ خاتون اُٹھی تو کپڑا چہرے سے اُتر گیا وہاں پر موجود سب یہودیوں نے اس کا مذاق اُڑایا اُس خاتون نے شرمندہ ہو کر مسلمانوں سے مدد طلب کی مسلمانوں میں سے ایک شخص نے اُس سنار پر حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا یہودیوں نے اُس مسلمان کو اس قدر مارا کہ وہ شہید ہو گیا اس مسلمان کے رشتہ داروں نے یہودیوں کے مقابلے کے لیے دوسرے مسلمانوں سے امداد طلب کی آخر مسلمانوں کو بھی غصہ آ گیا اس طرح ان میں اور بنی قینقاع میں فساد کی نوبت پیدا ہو گئی۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب صورت حال کی خبر ہوئی تو آپؐ نے یہودیوں کو سوق بنی قینقاع میں جمع کرتے ہوئے فرمایا'

''اے گروہ یہود اللہ سے ڈرو کہیں قریش کی سی سزا کا نشانہ نہ بن جاؤ اور اسلام قبول کرلو۔''

یہودیوں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس دعوت اسلام کے جواب میں کہا، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم بھی تمہاری قوم کی طرح ہیں تم اس دھوکے میں نہ رہنا تم نے پہلے ایسے لوگوں کے ساتھ مقابلہ کیا تھا جن کو جنگ کے بارے میں علم نہ تھا وہ فنونِ حرب سے ناواقف تھے اس لیے تم نے ان پر غلبہ پالیا اگر ہم تم سے جنگ کریں گے تو تمہیں معلوم ہو گا کہ ہم خاص قسم کے لوگ ہیں دوسروں کی طرح نہیں ہیں۔ یہ باتیں یہودیوں کے سردار نے کیں اس کے بعد تمام یہودی منتشر ہو گئے۔

Marfat.com

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی علمبرداری:

اس کے بعد حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر تیار کر کے مدینہ منورہ میں حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا ایک جھنڈا تیار کر کے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیا اور یہودیوں کی سرکوبی کے لیے مدینہ طیبہ سے باہر نکلے یہودیوں نے جب یہ دیکھا تو وہ اپنے قلعوں میں گھس گئے اور ان کے دل میں رعب پیدا ہو گیا پندرہ روز تک مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کیے رکھا اس کے بعد یہودی تنگ آ گئے اور انہوں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے امان طلب کی اور صلح کی درخواست کی اور یہ بھی کہا کہ وہ قلعوں سے اُتر کر یہاں سے چلے جاتے ہیں اور تمام اموال چھوڑ دیتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اُن کے ساتھ سلوک فرمایا چنانچہ یہودی قلعوں سے باہر آئے ان کی تعداد سات سو تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منذر بن قدامہ اسلمی کو حکم فرمایا کہ وہ ان تمام کے ہاتھ پشت پر باندھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ تھا کہ انہیں قتل کر دیا جائے اسی اثناء میں عبداللہ بن ابی منافق ان کے قریب سے گزرا اور اس نے ان کے ہاتھ کھولنے چاہے حضرت منذر بن قدامہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے بڑی سختی سے اُسے روکا اس پر عبداللہ بن ابی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور کہا، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے دوستوں اور جن کے ساتھ میرا معاہدہ ہے ان کے ساتھ نیک سلوک کیجیے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی جانب سے روئے مبارک پھیر لیا اس نے اپنا ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ کی جیب میں ڈالا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا' مجھے چھوڑ، آپ کو ایسا غصہ آیا کہ لوگوں نے دیکھا کہ آپ کا چہرہ مبارک سیاہی مائل ابر کی مانند ہو گیا ہے پھر فرمایا' تیرے لیے خرابی ہو مجھے چھوڑ۔'' عبداللہ بن ابی نے کہا' بخدا میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ آپ میرے دوستوں سے نیک سلوک کریں اور ان کے حق میں احسان فرمائیں۔ چار سو بے زرہ اور تین سو زرہ پوشوں نے مکہ مکرمہ میں میری ہر شخص سے حفاظت کی ہو میں انہیں کیسے قتل ہونے دوں۔ جب عبداللہ بن ابی لعین کا مبالغہ حد سے بڑھا تو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ انہیں ان کے وطن سے نکال دیں اور عبداللہ بن الصامت کو انہیں جلاوطن کرنے پر متعین فرمایا اور حکم فرمایا کہ تین دن سے زیادہ یہودی یہاں پر نہ رہیں

جب اس جلاوطنی کے حکم کی خبر بنی قینقاع کو پہنچی تو وہ بڑے غمگین ہوئے کیونکہ وہ اپنے وطن سے باہر نکلنے کو ناپسند کرتے تھے عبداللہ بن ابی نے جب اس صورت حال کو دیکھا تو یہود کے رؤساء کو ساتھ لے کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات کرنا چاہی حضرت عویمؓ بن ساعدہ ضمری دراز ہ پر کھڑے تھے انہوں نے عبداللہ بن ابی کو روکا۔ عبداللہ بن ابی نے چاہا کہ حضرت عویم رضی اللہ عنہ کو راستہ سے ہٹا دے لیکن حضرت عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ نے اسے دھکا دے کر پیچھے کو اس قدر زور سے گرایا کہ اُس لعین کا منہ دیوار کے ساتھ جا ٹکرایا اور وہ شدید زخمی ہو گیا۔ یہودیوں نے یہ دیکھ کر عبداللہ بن ابی سے کہا کہ ہم ایسے مقام میں نہیں ٹھہر سکتے جہاں آپ کی اس قدر تذلیل ہو اور ہم اسے دور کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں۔

اس طرف سے مایوس ہو کر یہودی حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور مہلت طلب کی ان کو تین یوم کی مہلت دے دی گئی تین دن گزرنے کے بعد ان کو ان کے گھروں سے نکال دیا گیا حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ اُن لوگوں کے ساتھ ندباب تک جو کہ شام کے راستہ میں ایک پہاڑ ہے گئے وہاں سے یہودی شام کے مقام ازراعات میں جا کر ٹھہر گئے پھر تھوڑے عرصہ بعد عدم کے راستہ سے جہیم پہنچے۔ جب بنی قینقاع حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے اپنے گھروں اور زمینوں سے باہر نکل گئے تو ان کا اسلحہ مسلمانوں کے لیے مال غنیمت ہو گیا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غنائم کی تقسیم فرمائی ذی القعدہ کی چاند رات غزوہ بنو قینقاع سے فراغت ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس مدینہ طیبہ لوٹ آئے۔

(زرقانی جلد اول ص 458۔ مدارج النبوۃ جلد دوم)

غزوہ احد:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا یہ آخری غزوہ تھا جس میں آپ نے جرأت و بہادری کے جوہر دکھائے اور بالآخر جام شہادت نوش فرمایا۔ روایات میں آتا ہے کہ

غزوہ اُحد ماہ شوال 3 ھ میں پیش آیا اس کے وقوع پذیر ہونے کا سبب یہ تھا کہ مکہ مکرمہ سے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اطلاع ملی کہ قریش مکہ بدر کی شکست کا بدلہ لینے کے لیے تین

Marfat.com

ہزار کا لشکر لے کر آ رہے ہیں اس لشکر میں سات سو زرہ پوش، دو سو گھوڑے، تین ہزار اونٹ اور پندرہ سو عورتوں کے ہودج تھے۔ قریش نے عورتوں کو اس لیے ساتھ لیا تھا کہ وہ ہر منزل پر نوحے اور گانے گاتے ہوئے بدر کے ہلاک شدگان کا تذکرہ کریں دلوں میں جذبہ انتقام پیدا کر کے مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے مشرکین کو اُبھاریں۔

روایات میں آتا ہے کہ اُس وقت حضورؐ کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب مکہ مکرمہ میں قیام پذیر تھے ایک شخص کو اُجرت پر مقرر کر کے مدینہ منورہ بھیجا اور اُسے کہا کہ تین دن میں مدینہ طیبہ پہنچو اُسے ایک خط دیا کہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں پہنچا دینا اس خط میں کفار کے لشکر کی تعداد اور اس کے مکمل حالات درج تھے۔ جب یہ قاصد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں پہنچا تو آپؐ نے خط کھول کر حضرت ابی بن کعبؓ کو پڑھنے کے لیے دیا پھر جب خط کے مضمون سے آگاہ ہوئے تو ابی بن کعبؓ کو اس بھید کے پوشیدہ رکھنے کی تاکید فرمائی۔

کفار کے لشکر کی قیادت ابوسفیان کر رہے تھے جب یہ لشکر مقام ذوالحلیفہ پہنچا جو کہ مدینہ منورہ سے پانچ چھ میل کے فاصلہ پر ہے تو اس نے وہاں پر تین روز تک قیام کیا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب سے پہلے حضرت انسؓ اور حضرت مونسؓ کو جاسوسی کے لیے بھیجا وہ یہ خبر لائے کہ کفار نے اپنے گھوڑوں اور اونٹوں کو سبز چراگاہ میں چھوڑ رکھا ہے ہوسکتا ہے کہ کوئی سبز پتہ وہاں پر باقی نہ رہے۔ اس کے بعد حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خباب بن المنذر رضی اللہ عنہ کو بھیجا تا کہ وہ کفار کے لشکر کی صحیح تعداد معلوم کر کے آئیں۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کفار کے لشکر کے نزدیک پہنچ گئے انہوں نے لشکر کے گرد چکر لگا کر اس کے حالات، تعداد، سواریوں، زرہوں، ہودجوں اور عورتوں کی تعداد ایک ایک کر کے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیان کی۔ ان کی باتوں کی تصدیق حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے تحریر کردہ خط کے مطابق درست تھی۔

روایات میں آتا ہے کہ پانچ شوال کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دشمن کی فوج کی آمد کی

Marfat.com

اطلاع ملی تھی آپؐ نے اگلے روز ہی جو کہ جمعہ کا دن تھا جمعہ کی نماز ادا فرمائی اور خطبہ پڑھا مسلمانوں کو نصیحت فرمائی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخالفین کے خلاف جنگ کرنے پر ابھارا۔ ارشاد فرمایا اگر تم ثابت قدم رہے اور صبر کیا تو تم فتح مند ہوگے پھر فرمایا لشکر کی تیاری کرو۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عصر کی نماز ادا فرمائی تو حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم بھی ساتھ تھے انہوں نے آپؐ کی معاونت کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر مبارک پر دستار باندھی اور جسم اطہر پر زرہ پہنائی۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کثیر تعداد گھر کے باہر جمع تھی آپؐ نے تین نیزے طلب فرمائے ان پر تین جھنڈے باندھے مہاجرین کے جھنڈے کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمایا ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمایا اور حضرت عبداللہ بن مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں نائب مقرر کر کے ایک ہزار مسلمانوں کو لے کر مقابلہ کے لیے روانہ ہوئے راستے میں تین سو منافقین ساتھ چھوڑ گئے۔

جنگ کے لیے صف بندی:

سات شوال کو مدینہ منورہ کے شمال مشرق میں جبلِ احد کے دامن میں معرکہ احد ہوا روایات میں آیا ہے کہ احد کے مقام پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام صفوں کو سیدھا کرنے میں مصروف ہوئے جب اسلامی لشکر کی صفیں کھڑی ہوگئیں تو مدینہ منورہ پہاڑ کے برابر پشت پر تھا جبکہ حنین بائیں طرف تھا پہاڑ کے ایک طرف ایسا شگاف تھا جس سے خطرہ تھا کہ کفار گھات لگا کر وہاں سے مسلمانوں پر حملہ آور ہوں گے چنانچہ اس خطرے کو مدِ نظر رکھتے ہوئے آپؐ نے حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو پچاس تیر اندازوں کے ساتھ اس جگہ پر متعین فرمایا تا کہ اس مقام سے مسلمانوں کی حفاظت کریں اور ان کو تاکید فرمائی کہ کسی بھی صورت میں وہ اس مقام کو نہ چھوڑیں خواہ مسلمان غالب ہوں یا مغلوب اور سختی سے فرمایا کہ جب تک میری طرف سے کوئی اطلاع نہ تمہیں پہنچے اپنی جگہ کو نہ چھوڑنا۔ اسلامی لشکر کا میمنہ حضرت عکاشہ بن محص رسدی رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمایا اور میسرہ کو حضرت ابوسلمہ بن الاسد مخزومی کے حوالے فرمایا جبکہ حضرت ابوعبیدہ الجراح اور حضرت سعد بن

Marfat.com

ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو مقدمہ لشکر میں رکھا اور حضرت مقداد بن عمروؓ کو ساقہ لشکر میں رکھا۔

قریش کے لشکر کی پوزیشن اس طرح سے تھی کہ انہوں نے اپنی صفوں کو درست کر کے میمنہ خالد بن ولید کے سپرد کیا اور عکرمہ بن ابوجہل کے حوالے میسرہ کیا ابوسفیان کو لشکرِ کفار کے درمیان میں رکھا اور صفوان بن اُمیہ کو اور ایک روایت کے مطابق عمرو بن العاص کو پہاڑ کے شگاف کے پاس کھڑا کیا اور عبداللہ بن ابی ربیعہ کو تیر اندازوں کا سردار بنایا اور جھنڈے کو طلحہ بن ابی طلحہ کے حوالے کیا ان کی عورتیں صفوں کے آگے تھیں جو رجز پڑھ کر مشرکین کو جنگ پر اُبھارتی تھیں۔

جب دونوں فریقوں میں لڑائی کی ٹھن گئی اور وہ ایک دوسرے سے قریب تر ہو گئے۔ ہندہ اور اس کی ساتھی عورتیں کھڑی ہو گئیں اور دف بجا بجا کر اور ترانے گا گا کر مردوں کو ابھارنے لگیں۔ ہندہ یہ رجز پڑھ رہی تھیں۔

وَيْهًا بَنِىْ عَبْدِ الدَّار　　وَيْهًا حُمَاةَ الْاَدْبَارْ

(اُٹھ کھڑے ہو! بنو عبدالدار! اُٹھ کھڑے ہو۔ اپنے پیچھے رہنے والے آدمیوں کی حفاظت و حمایت کرنے والو! اُٹھ کھڑے ہو، اور ہر شمشیر زن پر کاری ضربیں لگاؤ)

اور ہندہ یہ شعر بھی پڑھ رہی تھی

اِنْ تُقْبِلُوْا نُعَانِقْ　　وَنَفْرِشُ النَّمَارِق

اَوْ تُدْبِرُوْا نُفَارِقْ　　فِرَاقَ غَيْرَ وَامِقْ

اگر آگے بڑھ کر مقابلہ کرو گے تو (ہم عورتیں) تم کو اپنے سینہ سے لگا لیں گی اور تمہارے لیے اچھے اچھے فرش اور تکیے لگا کر استقبال کریں گی۔ اگر تم پیٹھ دکھا کر بھاگو گے تو اپنے پاس بھی نہ آنے دیں گی اور اس طرح چھوڑ دیں گی، جیسے کوئی محبت نہ کرنے والا چھوڑ دیتا ہے۔

اسلامی لشکر میں تین جھنڈے تھے ایک جھنڈا مہاجرین کا حضرت علیؓ یا حضرت مصعب بن عمیرؓ کے پاس تھا قبیلہ اوس کا جھنڈا حضرت سعد بن عبادہؓ اور قبیلہ خزرج کا جھنڈا حضرت خباب بن المنذرؓ کے پاس تھا۔

Marfat.com

اس موقع پر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو فوج کے ایک دستے کا افسر مقرر کیا گیا جس کا کوئی مجاہد زرہ پوش نہیں تھا۔

جنگ کا آغاز:

روایات میں آیا ہے کہ مشرکین کے لشکر میں سے سب سے پہلے جس شخص نے لشکرِ اسلام کی جانب تیر پھینکا وہ ابو عامر راہب فاسق تھا۔ جو اپنے پچاس ساتھیوں کے ساتھ تیزی سے مسلمانوں کی جانب بڑھا اور پکار کر کہا کہ میں ابو عامر ہوں مسلمانوں نے اس کو جواب دیا کہ نہ تجھے سلامتی ہے اور نہ تیری آمد تجھے مبارک ہے او فاسق۔ یہ جواب سُن کر ابو عامر نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ تیر اندازی شروع کر دی اس کے ساتھ آئے ہوئے قریش کے چند لڑکوں نے مسلمانوں کی طرف پتھر پھینکنا شروع کر دیے۔ مسلمانوں نے ان پر اس قدر تیر برسائے کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت بھاگ کھڑا ہوا۔

اس کے جانے کے بعد لشکر کفار میں سے طلحہ بن ابی طلحہ نکلا اور اس نے پکار کر اپنا مد مقابل طلب کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ تیزی کے ساتھ اُس کی طرف بڑھے اور اس کے سر پر تلوار کا ایک ایسا ہاتھ مارا کہ وہ زمین پر گر پڑا حضرت علی رضی اللہ عنہ واپس صف میں آ گئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ آپ نے طلحہ کا کام تمام کیوں نہ کیا۔ حضرت علی نے جواب دیا کہ جب وہ گرا تو اس کی شرم گاہ کھل گئی اُس نے مجھے قسم دی کہ میں اسے چھوڑ دوں مجھے شرم آئی کہ میں اس کے دوبارہ درپے ہوں اور پھر مجھے یقین ہو گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ جلد ہی اسے ہلاک کر دے گا۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ اسے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے ہلاک کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں، لوگوں میں گھمسان کی لڑائی ہونے لگی اور جنگ کی سرگرمی پورے شباب پر آ گئی، ابو دجانہ رضی اللہ عنہ لڑتے ہوئے دشمن کی صفوں کو چیر کر اندر گھستے چلے گئے۔

اس موقع پر زبیر ابن العوام رضی اللہ عنہ نے کہا "میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (آپ کی تلوار مانگی تھی، مگر میں محروم ہا اور ابو دجانہ کو یہ مل گئی۔ مجھے خیال تھا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صفیہ کا بیٹا ہوں، قریشی ہوں اور ابو دجانہ سے بھی پہلے میں نے تلوار کی درخواست کی تھی، مگر پھر بھی

Marfat.com

مجھے نہ مل سکی اور ابو دجانہ کو دے دی گئی۔ میں دیکھوں گا کہ ابو دجانہ کیا کارنامہ کر کے دکھاتے ہو۔'' یہ کہہ کر میں ابو دجانہ کے پیچھے لگ گیا۔

میں نے دیکھا کہ ابو دجانہ نے اپنی وہی سُرخ پٹی نکال کر سر پر باندھی، یہ دیکھ کر بعض انصار نے کہا ''ابو دجانہ نے موت کی پٹی باندھ لی ہے اور میدانِ جنگ میں یہ شعر پڑھتے ہوئے کود پڑے۔''

أَنَا الَّذِيْ عَاهَدَنِيْ خَلِيْلِي وَنَحْنُ بِالسَّفْحِ لَدَى النَّخِيْلِ

اَلَّا أَقُوْمَ الدَّهْرِفِيْ الْكَيُّوْلِ اِضْرِب بِسَيْفِ اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ

میں وہی ہوں جس سے میرے حبیب نے (رسول ﷺ نے) کھجور کے درختوں کے قریب پہاڑ کے دامن میں عہد و پیمان لیا تھا۔ میں کھڑے ہو کر آخری صف تک برابر مقابلہ کرتا رہوں گا اللہ اور اس کے رسول کی تلوار برابر چلاتا جاؤں گا۔

''ابو دجانہ کے مقابلے پر جو بھی آتا تھا اس کا خاتمہ ہو جاتا تھا مشرکوں میں ایک ایسا شخص بھی تھا بڑا سخت حملہ کر کے کام تمام کر دیتا تھا میں نے دیکھا، یہ شخص اور ابو دجانہ ایک دوسرے سے قریب ہو رہے ہیں۔ میں نے دعا کی اے خدا، ان دونوں میں مڈ بھیڑ ہو جائے۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ دونوں میں مقابلہ ہو ہی گیا۔ دونوں طرف سے تلواریں چلنے لگیں۔ مشرک نے ابو دجانہ پر تلوار کا وار کیا مگر ابو دجانہ نے یہ وار اپنی تلوار پر لیا اور بچ نکلے۔ پھر ابو دجانہ نے وار اس شدت سے کیا کہ وہ بچ نہ سکا اور وہیں اس کا کام تمام ہو گیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ ابو دجانہ نے تلوار کا رُخ ہند بنت عتبہ کی طرف کیا اور ٹھیک اس کے سر پر وار کرنا ہی چاہتے تھے کہ تلوار روک لی۔

میں (زبیر) نے سوچا کہ اس کا راز خدا اور اس کے رسولؐ ہی کو زیادہ معلوم ہو گا کہ (ابو دجانہ نے اپنی تلوار کا وار خود ہی کیوں روک لیا۔''

ابن اسحاق روایت کرتے ہیں اور خود ابو دجانہ (سماک بن خرشہ) نے اس کے بارے میں یہ بیان کیا: ''میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ لوگوں کو جنگ پر اکسا رہا ہے۔ میں نے اس کی طرف

رُخ کرلیا (تا کہ اس کا بھی خاتمہ کردوں) تلوار اس پر اٹھائی وہ بلبلانے لگا۔ دیکھا تو وہ عورت تھی میں نے سوچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار سے ایک عورت کو کیا ماروں۔ اس سے تو ایک پُر وقار تلوار کو پاک رکھنا ہی بہتر ہے۔"

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا بے جگری سے لڑنا:

مسلمانوں اور کفار کے مابین عام جنگ شروع ہو چکی تھی مسلمان بڑی بے جگری سے لڑ رہے تھے کفار کا پرچم اب طلحہ کے بھائی عثمان بن ابی طلحہ نے اُٹھا رکھا تھا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اس پر حملہ آور ہوئے اور اس کے دونوں کندھوں کے درمیان تلوار کا ایک ایسا ہاتھ مارا کہ اس کا بازو کٹ کر گیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پلٹے اور نعرہ لگایا کہ "میں حاجیوں کو پانی پلانے والے کا فرزند ہوں۔" اس کے بعد قریش کا جھنڈا ابو سعید بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ اُٹھا لیا اس کو حضرت سعد بن وقاص نے جہنم واصل کیا اس کے بعد کفار کا جھنڈا کلاب بن ابی طلحہ نے اُٹھایا اسے حضرت طلحہ بن عبداللہ نے ہلاک کیا اس کے بعد ارطاط بن شرجیل نے مشرکین کا جھنڈا اُٹھایا۔

☆......☆......☆

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب بے جگری اور دلیری سے لڑتے ہوئے ایک ایک کا صفایا کرتے چلے جا رہے تھے۔، یہاں تک کہ ارطاۃ بن عبد شیر جیل (ابن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار) کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ارطاۃ ان لوگوں میں سے تھا، جنہوں نے جھنڈا اٹھا رکھا تھا۔ پھر سباع بن عبدالعزی غبشانی حمزہ رضی اللہ عنہ کی طرف آ نکلا یہ شخص ابو نیار کی کنیت سے مشہور تھا حمزہ رضی اللہ عنہ نے للکارا:

هَلُمَّ اِلَیَّ یَابْنَ مُقَطِّعَةَ الْبُظُوْرِ !اے مقطعۃ البظور کے بیٹے !ادھر میری جانب آ اس کی ماں کا نام اُم انمار ہے جو شریق بن عمرو بن وہب ثقفی کی لونڈی تھی اور مکہ معظمہ میں عورتوں کا ختنہ کیا کرتی تھی بہر حال جب ان دونوں کی مڈ بھیڑ ہوئی تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس کا کام تمام کر دیا۔ اس موقع پر وحشی (جبیر بن مطعمہ کا غلام) نے سوچا: ''اوہو! میں دیکھ رہا ہوں کہ حمزہ رضی اللہ عنہ تلوار سے لوگوں کا صفایا کرتے چلے جا رہے ہیں اور کوئی ان کی تلوار سے بچ نہیں رہا۔ حمزہ رضی اللہ عنہ بھورے رنگ کے اونٹ کی طرح معلوم ہو رہے ہیں۔ وحشی کہتا ہے اتنے میں دیکھا کہ سباع بن عبدالعزّی میرے سامنے سے ہو کر حمزہ رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اسے دیکھ کر حمزہ رضی اللہ عنہ نے للکارا: هَلُمَّ اِلَیَّ یَا بْنَ مُقَطِّعَةِ الْبُظُوْرِ !اے مقطعہ البظور کے بیٹے !ادھر آ ادھر۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے سباع پر تلوار کا ایک وار بڑی تیزی سے کیا، مگر وہ خطا ہو گیا۔ عین اسی وقت میں نے اپنا حربہ ہلا کر اور خوب (نشانہ باندھ کر) اس طرح پھینک مارا کہ وہ ٹھیک ان کی ناف کے اوپر کے حصے میں جا گھسا اور دونوں پیروں کے درمیان سے باہر نکل گیا۔ اب حمزہ رضی اللہ عنہ میری طرف لپکے، لیکن وہ شکستہ ہو چکے تھے، زمین پر گر پڑے۔ میں نے انہیں اسی حالتمیں چھوڑ دیا،

حتیٰ وہ جاں بحق ہو گئے۔ میں اُٹھا اور اپنا حربہ لے کر لشکر میں ایک طرف جا کر کھڑا ہو گیا۔ میری کوئی ضرورت باقی نہ رہی تھی۔

روایات میں آتا ہے کہ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو روزہ کی حالت میں شہید کیا گیا تھا اس ضمن میں مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کے لیے نکلنے سے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اگر تم مناسب سمجھو تو شہر کے اندر مورچہ زن ہو جاؤ۔ عورتوں اور بچوں کو مختلف گڑھیوں میں بھیج دو اگر کفار باہر ٹھہرے رہیں گے تو ان کا یہ پڑاؤ ان کے لیے بہت تکلیف دہ ہوگا اور اگر انہوں نے شہر کے اندر داخل ہونے کی جرأت کی تو ہم گلی کوچوں میں ان سے لڑائی کریں گے اور ہم مدینہ طیبہ کی گلیوں اور راستوں سے خوب واقف ہیں ہم ان پر بلند مکانات اور اونچے ٹیلے سے پتھراؤ کر کے انہیں شکست دے سکیں گے۔ بہت سے اکابرین مہاجرین وانصار کی بھی یہی رائے تھی۔ لیکن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ حضرت نعمان بن مالک رضی اللہ عنہ اور انصار کے بہت سے نوجوانوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر ہم نے ایسا کیا تو کفار یہ خیال کریں گے کہ ہم ان سے خوف زدہ ہو گئے ہیں اور بزدلی کی وجہ سے میدان جنگ میں ان کا سامنا نہیں کر سکے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب نے جوش وجذبہ سے کہا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اُس ذات کی قسم! جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب نازل فرمائی کہ میں آج اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک مدینہ طیبہ سے باہر نکل کر میں ان کے ساتھ مقابلہ نہ کرلوں۔

یہ جمعتہ المبارک کا دن تھا اس روز بھی آپ روزہ سے تھے اور دوسرے روز بھی آپ نے روزہ رکھا اور اسی روزہ کی حالت میں لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا منظوم واقعہ:

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہادری کی داستان کو ابوالاثر حفیظ جالندھری نے اس طرح منظوم انداز میں بیان کیا ہے۔

در خیمہ پہ تھا ایک مرد وحشی نام تھا جس کا
کمال حربہ اندازی میں شہرہ کام تھا جس کا
غلام ابن مطعم تھا جبش کا رہنے والا تھا
بظاہر بھی یہ تیرہ سخت باطن میں بھی کالا تھا
غلاموں میں سمجھ کر حرص و دولت کا غلام اس کو
ہوا تھا گھر سے چلتے وقت تفویض ایک کام اس کو
یہ کام اس شیر کو مکر و دغا سے قتل کرنا تھا
یہ کام اس مرد میدان کے لہو میں ہاتھ بھرنا تھا
ڈرتے تھے عرب کے کوہ و صحرا نام سے جس کے
ملی تھی پختگی اسلام کو اسلام سے جس کے
وہ حمزہ عالی مرتبت سردار عالم کے
سپہ سالار اول اس سپہ سالارِ اعظم کے
وہ حمزہؓ یعنی روح سرفروشی جان جانبازی
وہ حمزہؓ لشکر اسلام کا سب سے بڑا غازی
وہی حمزہؓ قریشی افسروں کو مارنے والا
کیا تھا بدر میں کفار کو جس نے تہ و بالا
وہی ضیغم شکار و شیرا فگن غازی دوراں
اسی کو قتل کرنے کے یہاں درپیش تھے ساماں
کہا اب ہند بنت عتبہ نے وحشی کو بلوا کر

Marfat.com

کہ ہم سب عورتیں آئی ہیں مکے سے قسم کھا کر
مسلمانوں سے مقتولوں کا بدلہ لے کر جائیں گے
ہم ان کا خون چاٹیں گی ہم ان کا گوشت کھائیں گی
کیا ہے قتل حمزہ نے میرے سر براہوں کو
ملایا خاک میں عالی تباروں کج کلاہوں کو
میں اس کا دل جگر گردے مزے لے لے کر کھاؤں گی
لہو اس کا پیوں گی ہڈیاں اس کی چباؤں گی
ارے وحشی کسی ترکیب سے دھوکے سے حیلے سے
کہیں پوشیدہ ہو کر اپنے حربے کے وسیلے سے
کسی صورت سے ہو، حمزہؓ کو جا کر قتل کر وحشی
دکھا دے اس کا لاشہ مجھ کو لا دے اس کا سر وحشی
میں تجھ سے کر چکی ہوں پہلے بھی انعام کا وعدہ
زر و گوہر کا وعدہ عزت و اکرام کا وعدہ
مرا یہ کام کر وحشی میں تجھ کو شاد کر دوں گی
علاوہ اور باتوں کے تجھے آزاد کر دوں گی
یہ کہہ کر پیشگی بھی دے دیے کچھ سکہ ہائے زہر
ہوئی حرص و ہوس غالب غلام پست ہمت پر
کہا بی بی تمہارا کام مہلک بھی ہے مشکل بھی
کہ حمزہؓ مرد میداں بھی ہے دور اندیش و عاقل بھی

Marfat.com

اگر چھپتے چھپاتے پڑ گئی اس کی نظر مجھ پر
تو فوراً آپڑے گا وہ باشکل شیر نر مجھ پر
وہاں اظہار چاک دستی و کاریگری مشکل
وہاں وحشی کی سو جانیں بھی ہوں تو جانبری مشکل
خود اپنی موت سے لڑو خرد سے دور ہے بی بی
مگر خیر آپ کی خاطر مجھے منظور ہے بی بی
میں حربے لے کر اک ٹیلے کے پیچھے بیٹھ جاؤں گا
رہوں گا تاک میں اپنا مقدر آزماؤں گا
اگر موقع ملا تو قتل کر ڈالوں گا غازی کو
زمیں پر سرنگوں کر دوں گا اللہ کے نمازی کو

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا شوق شہادت:

یہ سن کر شیر حق نے جانب ہادی نظر ڈالی
کہ شاید پھر مجھی کو اذن بخشیں حضرت عالی
کہ اتنے میں جناب حضرت حمزہؓ نے عجلت سے
نکل کر صف سے مانگا اذن میدان شان رحمت سے
گزارش کی کہ اے سچے رسول اے ہادی کامل
جہاد فی سبیل اللہ میں ایک بوڑھا بھی ہے شامل
مدینے میں خبر جس روز اس حملے کی آئی تھی
اسی دن یہ قسم اس بندہ عاجز نے کھائی تھی

Marfat.com

کہ جب تک فیصلہ کوئی سر میدان نہ ہو جائے
جہاد حق میں یا حمزہ کی جاں قرباں نہ ہو جائے
مجھے اس وقت تک منزل کٹھن ہے اپنے جینے کی
مجھے سوگند ہے اس زندگی میں کھانے پینے کی
مرا روزہ ہے اے محبوب باری تیسرے دن سے
نہ کھولوں گا یہ روزہ جنت جب تک کر نہ لوں ان سے
مقید ہے مری ہستی تمنائے شہادت میں
میں خود حامل نظر آتا ہوں آج اپنی سعادت میں
سرمدیاں مبارز کو ہے زعم اپنی جوانی کا
یہ مرد پیر ہی دے گا جواب اس لن ترانی کا
سہی جاتی نہیں مجھ سے یہ ناشائستہ گفتاری
کہ میرے قلب پر تیغ زباں کی ضرب ہے کاری
مری جانب سے اب حد ہو چکی ہے برد باری کی
اجازت دیجیے بہر خدا میدان داری کی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت:

اجازت عم پیغمبر نے اس انداز سے چاہی
کہ حیرت سے انہیں تکنے لگا زورید الٰہی
صدائے مرحبا و جندا تھی برلب حیدرؓ
شہادت گاہ کی جانب چلا تھا عم پیغمبر

جلالت دیدنی تھی مصطفیٰ کے عم عالی کی
جمال ہاشمی تھا آج ایک صورت سوالی کی
سوالی کون اپنی جان دینے کا تمنائی
سوالی کو نابو طالب کا عبد اللہ کا بھائی
وہ حمزہؓ ناز تھا اہل عرب کو جس کی طاقت پر
فدا ہونے چلا تھا اب بھتیجے کی صداقت پر
رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے اک رقت نمایاں تھی
یہ وہ رحمت تھی جس کی کوئی غایت تھی نہ پائی
نگاہیں مضطرب ہلکا تبسم روئے زیبا پر
تصور مطمئن تھا مرضی عرش معلیٰ پر
ہوا ارشاد اے عم خبتہ فام بسم اللہ
خدا حافظ ہے کیجیے نصرت اسلام بسم اللہ
یہ اقدام شہادت بر سبیل حسن نیت ہے
محمد اس پہ راضی جو اللہ کی مشیت ہے
فراق عارضی سب کے لیے اک دن مقرر ہے
ملاقات اب لواء الحمد کے نیچے مقدر ہے
یہ فرما کر دکھائی انتہائی شان رحمانی
کہ بڑھ کر چوم لی سرکار نے حمزہؓ کی پیشانی
وفور نور حق سے چہرہ حمزہؓ چمک اٹھا

Marfat.com

جلا کندن نے پائی یہ زر خالص دمک اٹھا

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کفار پر رعب:

مسرت کا عجب عالم تھا اسلامی غضنفر پر
کہ لہراتا تھا ایک بال شتر مرغ آپ کے سر پر
لڑائی میں یہ حمزہؓ کا نشان امتیاز تھا
کہ حمزہ شیر دل تھا نازش دل مردان غازی تھا
ابو سفیان نے دیکھی شکل حمزہ کی تو گھبرایا
ابو شیبہ کے اقدام دغا پر دل میں پچھتایا
پکارا اے ابو شیبہ سنبھل کر دو بدو ہونا
بڑی ترکیب سے اس جنگجو سے رو برو ہونا
یہ حمزہؓ بہت مشکل ہے اس کے وار سے بچنا
بہت خونخوار ہے اس تیغ دار سے بچنا
کہیں تیزی میں اس کا ہاتھ سے چرکانہ کھا جانا
کسی صورت اسے لڑتے ہوئے پیچھے لگا لگانا
اور شیبہ ہنسا مقصد پہ سالار کا پا کر
سنبھالا اس نے بھالا سانپ کی مانند ہل کر
نظر ڈالی مگر حمزہؓ نے جس دم سامنے آ کر
تو دل سینے کے اندر رہ گیا ایک بار تھرا کر

Marfat.com

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور ابوشیبہ:

کہا تو شکوہ کرتا تھا علیؓ کی تو جوانی کا
تجھے مقتول طلحہ پر گماں تھا ناتوانی کا
مناسب تھا بوڑھا جواں کے سامنے آئے
تقابل تاکہ محروم توازن ہی نہ رہ جائے
بہادر بن کے استعمال کر زور جوانی کو
کہ حاضر ہے یہ مرد پیر تیری قدر دانی کو
او شیبہ کو اس شائستہ گفتاری پہ حیرت تھی
یہی طرز شریفانہ تھی جو شایان غیرت تھی
جواب اس نے دیا اے حمزہؓ تو مرد دلاور ہے
بہادر ہے جری ہے بحر جرات کا شناور ہے
کیا ہے قتل تو نے بدر میں قرشی جوانوں کو
پچھاڑا ہے عرب کے اچھے اچھے پہلوانوں کو
ہماری قوم تیرے خون کی پیاسی ہے مدت سے
گھر میں بال بچے کانپتے ہیں تیری دہشت سے
بہت اچھا کیا تو خود ہی میدان میں نکل آیا
مرے ہاتھوں سمجھ لے آج پیغام اجل آیا
تری بدقسمتی نے تجھ کو میدان میں نکالا ہے
تجھے خونریزوں کا آج بدلا ملنے والا ہے

Marfat.com

تو اپنی نرم باتوں سے مجھے بہلا نہیں سکتا
جواں ہو یا کہ بوڑھا مجھ سے بچ کر جا نہیں سکتا
کہا حمزہؓ نے خیر اب ہو بند کر یہ قیل و قال اپنی
میں تیرے سامنے موجود ہوں حسرت نکال اپنی
میں خود ہی دیکھ لوں گا جو مرا اللہ دکھائے گا
یقیں رکھ بھاگتا میداں سے تو مجھ کو نہ پائے گا
یہ میداں ہے یہاں مہلت نہیں باتیں بنانے کی
دکھا جوہر کی ساعت ہے یہی جوہر دکھانے کی
تو زور آور ہے اپنے زور کا اظہار کر مجھ پر
قدم آگے بڑھا مردانگی سے وار کر مجھ پر
شہادت سے ڈرا سکتا نہیں تو مرد مومن کو
کہ مومن ڈھونڈنے آتا ہے دنیا میں اسی دن کو

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور ابوشیبہ کی جنگ:

بڑھی اس گفتگو سے اب جو کافر کی غضبناکی
کیا غافل سمجھ کر وار نیزے کا بہ چالاکی
وہ غافل ان کو سمجھا تھا مگر ہشیار تھے حمزہؓ
یہ گھاتیں جانتے تھے آزمودہ کار تھے حمزہؓ
وہیں قائم رہے بس اک ذرا سا جسم لہرایا
اسی جنبش سے یہ نیزہ بغل کے درمیاں آیا

Marfat.com

بنان نیزہ بائیں ہاتھ سے تھامی دیا جھٹکا
ابو شیبہ سے نیزہ چھین کر کچھ دور دے پٹکا
کہا ہانکے جواں بیدل نہ ہو اوسان قائم رکھ
نکال اب میاں سے تلوار اپنی شان قائم رکھ
بھڑک اٹھا یہ سن کر شعلہ کی مانند ابو شیبہ
ہوا کچھ اور بھی اب چاق اور چوبند ابو شیبہ
ادھر کافر کا پنجہ قبضہ شمیر میں آیا
ادھر دست مسلمان خامہ تقدیر پہ آیا
ادھر بھی تیغ لنگر دار باہر میان سے نکلی
ادھر بھی ایک چھوٹی سی پری زندان سے نکلی
ادھر گویا دہان غار سے ایک اژدہا نکلا
ادھر روشن ہوئی دنیا کی موسیٰ کا عصا نکلا
پڑا اب سایہ شمشیر دامن وار حمزہؓ پر
ابو شیبہ نے قوت سے کیا اک وار حمزہؓ پر
اٹھا کہ تیغ حمزہؓ نے بھی گانٹھی تیغ دشمن سے
صدا سب نے سنی آہن کے ٹکرانے کی آہن سے
اچانک دست چابکدست نے ہلکی سی دی تھپکی
وہ لشکر دیکھتے تھے دھوپ میں اک کوندنی لپکی
جھکایا ہاتھ کو پھرتی سے اک ٹھوکا دیا ہٹ کر

زمیں پر جا گرا تیغ ابو شیبہ کا پھل کٹ کر
شکست تیغ سے کافر کے منہ پر چھا گئی زردی
لگی راہ فرار اب ڈھونڈنے اس کی جوانمردی
برابر کی لڑائی کا نہ پایا جب کو یارا
شکستہ تیغ کا۔ قبضہ سر حمزہؓ پر دے مارا
جناب حمزہؓ کا روئے مبارک اک طرف سر کا
اور اس کے ساتھ ہی نعرہ ہوا اللہ اکبر کا
زمیں و آسماں پر ایک ہیبت ہو گئی طاری
ادھر نوری بڑھا آگے ادھر ہٹنے لگا ناری

ابو شیبہ کے مددگاروں کا آنا:

ابو شیبہ کے بچنے کا نہ دیکھا جب کوئی راستہ
پئے امدد ابو سفیان نے بھیجا فوج کا دستہ
بڑھا اس کی مدد کو ایک بازے صف لشکر
ابو شیبہ ہٹا پچھلے قدم سوئے صف لشکر
ادھر انبوہ بڑھتا آرہا تھا گھیرنے والا
ادھر تنہا کھڑا تھا فوج کا منہ پھیرنے والا

ابو شیبہ کا قتل:

کیا حمزہ پر اک نعرہ شیرانہ میداں میں
بڑھے آگے دکھائی ہمت مردانہ میداں میں

Marfat.com

ابو شیبہ ابھی تک قرب لشکر میں نہ تھا پہنچا
کہ لے کر موت کا پیغام عزرائیل آ پہنچا
کہا اے نوجواں اک پند پیرانہ تو لیتا جا
جہنم کی طرف جاتا ہے پروانہ تو لیتا جا
ابو شیبہ رکا امداد ملنے کے بھروسے پر
جمائے پھر قدم اس نے نکالا ڈاب سے خنجر
پہنچ جائیں گے امدادی بڑی امید تھی اس کو
مگر حمزہ کی تیغ تیز نے مہلت نہ دی اس کو
گری شمشیر پر تنویر ابو شیبہ کے مغفر پر
یہ مغفر کٹ گیا اپنی مصیبت ٹال دی سر پر
پڑی سر پر تو سر نے بھی بتائی راہ گردن کی
اسے دیکھا تو گردن نے بھی کھڑکی کھول دی تن کی
سر و گردن سے کیا لینا تھا اس تیغ ہلالی کو
کہ یہ تو آئی تھی قلب وجگر کی دیکھ بھالی کو
بڑی خوبی سے اس نے سر کو توڑا حلق کو چیرا
کٹا سینہ ترشتا ہے چھری سے جس طرح کھیرا
یہ قطع راہ کر کے سینہ پر کینہ میں آئی
کلیجے پر نظر کی اور ناپی دل کی گہرائی
جو صورت چاہ میں چاہی وہ خاطر خواہ پیدا کی

گھر ظلمت کدے میں آپ اپنی راہ پیدا کی
زرہ بکتر کی ہر الجھن کو سلجھا کر نکل آئی
بزیر ناف سیدھا راستہ پا کر نکل آئی
دکھایا عدل سے اس نے سامنے ہر دوست دشمن کے
صفائی سے برابر کے دو ٹکڑے کر دیے تن کے

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر مقتول کے مددگاروں کا ہلہ

اٹھا تھا زعم یکتائی میں جو عقل و خرد کھو کر
پڑا تھا خاک پر وہ منکر توحید دو ہو کر
نہ ہونے پایا تھا بدبخت کا لاشہ ابھی ٹھنڈا
تڑپتے تھے ادھر ٹکڑے ادھر تھا سرنگوں جھنڈا
کہ یورش کر کے پہنچے دس سپاہی فوج دشمن کے
مقابل ہو گئے روباہ مرد شیرا فگن کے
یہ قرب فوج دشمن تھا اکیلے تھے یہاں حمزہؓ
غضنفر تھے مگر ان بکریوں کے درمیان حمزہ
دکھا دی لشکروں کو شان فن جنگ حمزہؓ نے
کہ جس پر ہاتھ مارا کر دیا چورنگ حمزہؓ نے
وہ کھیلے جنگ کی بازی اکیلے اس جماعت میں
گرا دیں سات نامردوں کی لاشیں ایک ساعت میں
جو باقی تھے انہیں بھی دھر لیا اب تیغ کے آگے

Marfat.com

یہ عالم دیکھ کر تینوں کے تینوں چیخ کر بھاگے

احد میں پہلی جنگ مغلوبہ:

یہ فرما کر بڑھایا فوج کو محبوب دلور نے
کیا اقدام میداں ہر مجاہد ہر دلاور نے
وہاں حمزہؓ پہ نرغہ ہو گیا تھا فوج اعدا کا
تھپڑا سہ رہا ہے شیر حق ہر موج دریا کا
اٹھا اک نعرہ تکبیر میدان شہادت میں
بڑھی فوج مسلمان اپنے ہادی کی قیادت میں
ادھر سے جھوم کر برسے قریشی فوج کے بادل
احد کی سرزمیں پر چھا گیا تھا اک ٹڈی دل
کمال شان ایمانی دیدنی تھی اس نظارے میں
کہ حمزہ غوطہ زن تھے عین اس قلزم کے دھارے میں
جدھر اٹھتا تھا پائے حمزہ دشمن ہٹتے جاتے تھے
ابھرتا تھا جہاں خورشید بال چھٹتے جاتے تھے

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جلال:

جلال حضرت حمزہ مہر تاباں تھا
شہادت گاہ ان کی راہ میں گویا خیاباں تھا
سر دشمن جدھر اللہ کا یہ شیر بڑھتا تھا
الٹی تھیں صفیں کوئی بھی ان کے منہ نہ چڑھتا تھا

Marfat.com

جہاں غالب نظر آتا تھا انبوہ قریش ان کو
پھر کر اس پر جا پڑتے تھے آجاتا تھا طیش ان کو
حرارت اور بڑھ جاتی تھی ان کی التہاب آسا
چمکتے تھے شہاب آسا جھپٹتے عقاب آسا
قدم جس سمت بڑھتے تھے انہی کے ہاتھ میداں تھا
نظر میں طیش پا کر جیش جیش ان سے گریزاں تھا
نماز صبح سے اک رنگ تھا اس مرد غازی کا
یہ قرب ظہر تھا وقت آچکا تھا اب نمازی کا

وحشی کا حربہ پھینکنا:

شہادت تھی نڈر مکاری و دغا بازی سے
چلے جاتے تھے حمزہؓ اک ادائے بے نیازی سے
غلام کم نظر نے شست باندھی اس یگانے کی
کہ جس کی قہرمانی جان تھی سارے زمانے کی
نہ دینی دشمنی تھی اور نہ دنیاوی خصوصیت تھی
نہ جھگڑا جاہ و ثروت کا نہ خطرے میں حکومت تھی
فقط انعام میں کچھ سکہ ہائے زر کے وعدے پر
فقط بر شکم کچھ لقمہ ہائے تر کے وعدے پر
غلام تیرہ رونے کی اسی پر مشق صیادی
جسے مدنظر تھی ان غلاموں ہی کی آزادی

Marfat.com

ہلائی اور تولی ہاتھ میں چالاک نے برچھی
نشانہ کر کے پھینکی دور سے ناپاک نے برچھی
تھی مشہور زمانہ زنگیوں کی حربہ اندازی
نشانہ ناگہانہ بن گیا اللہ کا غازی

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا وحشی کا تعاقب کرنا:

خدا و مصطفیٰ کے شیر پر یہ ضرب تھی کاری
اگرچہ زخم کاری تھا مگر ہمت نہیں ہاری
اڑے پرواز جاں کے ساتھ حمزہؓ جانب دشمن
شغال آماہ رم ہو گیا جھپٹا جو شرا فگن
کمینے کی کمیں کہ دیکھ لی تھی مرد غازی نے
کیا وحشی کا پیچھا دوڑ کر شیر حجازی نے
ادھر وحشی بھی اپنی موت آتی دیکھ کر بھاگا
بدن میں رعشہ تھا بھاگا نہ جاتا تھا مگر بھاگا

شہادت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ:

گڑھے کھودے گئے تھے جو گزشتہ روز میداں میں
اجل بیٹھی تھی ان میں اب لگا کر گھات میدان میں
مڑا اک موڑ پر وحشی تو ساتھ اس کے پھرے حمزہ
قدم پھسلا اچانک اک گڑھے میں جا گرے حمزہ
عقاب روح پہلے ہی سے تھا پرواز آمادہ

اڑا سوئے فلک اب چھوڑ کر یہ جس افتادہ
یہ جنگ و حربہ و ضرب و جراحت اک بہانہ تھا
حقیقت میں نشان حق زمانے کو دکھانا تھا
بتانا تھا کہ کرشمہ عاشقوں کے فوق عادت کا
جمانا تھا دلوں پر نقش اس حسن شہادت کا
زمیں سے آسماں تک ایک نورانی غبار اٹھا
فرشتہ لے کے جان بندہ پروردگار اٹھا
زمیں پر رہ گیا باقی فقط ایک خوں چکاں لاشہ
فروغ زخم بے حد سے بہار بے خزاں لاشہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت وحشی کی زبانی:

اس ضمن میں حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں میں اور عبید اللہ بن عدی بن الخیار دونوں دیگر لوگوں کے ساتھ سفر کے لیے روانہ ہوئے جب ہم سفر سے واپس ہو رہے تھے تو راستے میں حمص بھی پڑا، جہاں جبیر بن مطعم کا غلام وحشی قیام پذیر تھا، یہاں پہنچ کر عبید اللہ بن عدی نے مجھ سے پوچھا ''کیا تم چاہتے ہو کہ ہم دونوں یہاں وحشی سے مل کر حمزہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ دریافت کریں کہ اس نے انہیں کس طرح قتل کیا تھا؟'' میں نے کہا: ''اگر تمہاری خواہش ہے تو آؤ چلیں اور اس سے معلوم کریں۔''

ہم نے ایک آدمی سے وحشی کے متعلق دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ وہ تمہیں اپنے مکان کے سامنے والے میدان میں ملے گا۔ وہ ایک ایسا آدمی ہے جس پر شراب کا نشہ سوار رہتا ہے۔ اگر تم دیکھو کہ وہ نشے میں نہیں تو وہ عربی زبان بولتا ہوا ملے گا اور ایسی حالت میں تمہارا مقصد حاصل ہو جائے گا اور جو سوال بھی کرو گے وہ اُس کا جواب دے گا لیکن اگر اسے ایسی حالت میں پاؤ کہ وہ ہوش و حواس میں نہ ہو تو اسے یونہی چھوڑ کر واپس آ جانا۔

حضرت عمرو بن امیہ مزید بیان کرتے ہیں کہ ہم دونوں اس کے مکان کی طرف چل پڑے اور آخر کار وہاں پہنچ گئے۔ دیکھا تو وہ اپنے مکان کے سامنے والے میدان پر ایک چٹائی پر بیٹھا تھا۔ بغاث پرندے (ایک سیاہ رنگ کا پرندہ) کی طرح بالکل بوڑھا ہو چکا تھا۔ وہ بغیر کسی بات کی پرواہ کیے شور وغل کر رہا تھا۔ جب ہم دونوں اس کے پاس پہنچے تو سلام کیا۔ اس نے سر اُٹھا کر عبیداللہ بن عدی کی طرف دیکھا اور پوچھا ''کیا تم عدی بن الخیار کے بیٹے ہو؟'' عبیداللہ بن عدی نے جواب دیا۔ ''ہاں'' وحشی بولا: ''واللہ! میں نے تمہیں اس وقت سے نہیں دیکھا جب تمہیں تمہاری ماں سعدیہ کو دیا تھا (جس نے تمہیں مقام ذی طوی میں دودھ پلایا تھا) تمہاری ماں اونٹ پر سوار تھی، میں اُسے نیچے سے اُٹھا کر دے رہا تھا تو تمہارے دونوں پیر کپڑے سے باہر چمک رہے تھے اور اُس نے تمہیں کپڑے میں لپٹا ہوا لے لیا تھا۔ خدا کی قسم! ابھی تم یہاں آ کر کھڑے ہوئے اور میں نے تمہارے پیروں کو پہچان لیا۔''

عمرو بن امیہ آگے کہتے ہیں۔ ''ہم دونوں وحشی کے پاس بیٹھ گئے اور اس سے کہا، ہم لوگ آپ کے پاس اس لیے آئے ہیں کہ آپ سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے واقعے کی تفصیل معلوم کریں، آپ نے انہیں کس طرح قتل کیا تھا؟ وحشی بولا: میں تم سے یہ واقعہ اسی طرح بیان کروں گا، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پوچھنے پر میں نے آپ کو بتایا تھا۔ میں جبیر بن مطعم کا غلام تھا۔ جبیر کا چچا طعیمہ بن عدی جنگ بدر میں مارا گیا تھا۔ جب قریشی جنگ اُحد کے لیے تیار ہوئے تو جبیر نے مجھ سے کہا اگر تم میرے چچا کے انتقام میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دو گے تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔ چنانچہ میں فرشتوں کے ساتھ جنگ اُحد میں شرکت کے لیے نکل کھڑا ہوا۔ میں حبشی تھا، اور حبشیوں کے انداز پر حربہ پھینک کر مارنے کا ایسا ماہر تھا کہ میرا پھینکا ہوا حربہ کم ہی خطا کرتا تھا جب دونوں طرف کی فوجوں میں گھمسان کی لڑائی شروع ہوگئی، اس وقت حمزہ رضی اللہ عنہ کو میں نے اچھی طرح تاک لیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ غبار میں اٹے ہوئے بھورے اونٹ کی طرح معلوم ہو رہے تھے اور تلوار سے لوگوں کا صفایا کرتے چلے جاتے تھے۔ ان کی تلوار کے سامنے کوئی نہیں ٹھہر نہیں سکتا تھا۔ میں نے تیری کی اور تیزی سے ان کے قریب پہنچنے کے لیے کسی درخت یا پتھر کی

Marfat.com

آڑ لیتا جاتا تھا کہ وہ زد میں آ جائیں۔ اسی اثناء میں سباع بن عبد العزیٰ میرے سامنے سے نکل کر حمزہ رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھ کر کہا ھلُمَّ الی یا بن مقطقة البظور۔ اے مقطقہ البظور کے بیٹے ادھر آ ادھر۔ پھر حمزہ رضی اللہ عنہ نے سباع پر تلوار کا ایک وار کیا، مگر وہ خالی گیا۔ ادھر میں نے اپنے حربہ کو حرکت دے کر اور مرضی کے مطابق سیدھا لگا کر پھینکا حربہ حمزہ رضی اللہ عنہ کی ناف کے اوپر والے حصے پر پیٹ میں جا گھسا اور ان کی دونوں ٹانگوں کے بیچ سے نکل گیا۔ حمزہؓ رضی اللہ عنہ نے اسی حالت میں میری طرف بڑھنے کی کوشش کی۔ مگر وہ بے بس ہو چکے تھے، وہیں گر پڑے میں نے انہیں اسی حالت میں چھوڑ دیا، یہاں تک کہ وہ جاں بحق ہو گئے۔ پھر میں ان کے پاس گیا اور اپنا حربہ لے کر لشکر میں واپس آ گیا۔ اب مجھے اور بات کی ضرورت نہ تھی۔ میں انہیں صرف اس لیے قتل کیا تھا کہ آزاد ہو جاؤں۔ چنانچہ جب میں مکہ واپس آیا تو مجھے آزاد کر دیا گیا۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ چاک کیا گیا:

اس ضمن میں ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ جب وحشی جبیر بن مطعم کے کہنے سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے ارادے سے احد کی طرف چلا تو اسے راستے میں ہند بنت عتبہ ملی۔ یہ وحشی کے پاس جب بھی آتی تو اسے ترغیب دیتی کہ مردانہ شان سے رہنا کیونکہ جب تک تو ہماری خاطر داری نہ کرے گا تجھے آزادی حاصل نہ ہو گی میں بھی تجھے بہت کچھ دوں گی کیونکہ میرے باپ عتبہ کو بدر کے روز حمزہ رضی اللہ عنہ نے ہی مارا تھا۔ وحشی کہتا ہے کہ اتفاقاً میں نے میدان جنگ میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ ایک مست شیر کی طرح اپنی قوم سے نکل کر آ رہے ہیں اور لشکر قریش کی صفوں کو درہم برہم کر رہے ہیں۔ اچانک کفار کی صفوں سے سباع بن عبد العزیٰ خزاعی نکل کر آیا اور اس نے اپنا مقابل طلب کیا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اس کے مقابل ہوئے اور اسے مار ڈالا۔ میں ایک پتھر کی اوٹ میں بیٹھا ہوا ان کی گھات میں تھا میں حربہ چلاتا ہوں اور میرا حربہ کم خطا کرتا ہے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جب بے خبری میں میرے پاس سے گزرے تو میں نے اپنا حربہ ان کی

ناف پر پھینکا وہ دوسری طرف پار ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ میری طرف متوجہ ہوئے ہیں میں یہ دیکھتے ہی بھاگ کھڑا ہوا پھر وہ زمین پر آرہے ان کے ساتھیوں کی ایک جماعت ان کے پاس پہنچ گئی اور انہوں نے ان کو مخاطب کر کے کہا' اے ابو عمارہ! مگر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے کوئی جواب نہ دیا میں نے جان لیا کہ ان میں اب جان باقی نہیں رہی اور ان کا وقت تمام ہو گیا میں نے لوگوں کے چلے جانے کا انتظار کیا یہاں تک کہ وہ لوگ ان کے پاس سے چلے گئے میں ان کے پاس پہنچا اور اپنے خنجر سے پیٹ کو چیر کر ان کا جگر نکالا اور اسے ہند بنت عتبہ کے پاس لے آیا اور کہا' یہ ہے تیرے باپ کے قاتل حمزہ کا جگر، اس نے مجھ سے لے لیا اور منہ میں چبا کر تھوک دیا اور ہند نے مجھے اپنے زیور اتار کر دے دیئے اور وعدہ کیا کہ جب مکہ مکرمہ پہنچوں گی تو تجھے سرخ سونے کی دس اشرفیاں مزید دوں گی۔ پھر ہند نے مجھ سے کہا کہ مجھے وہ جگہ دکھاؤ جہاں ان کی لاش ہے میں اسے وہاں لے گیا اس نے ناک، کان اور ہاتھ پاؤں کاٹ لیے اور اپنے ساتھ مکہ مکرمہ لے آئی۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

Marfat.com

ہند جگر خوار:

اس ضمن میں مروی ہے کہ جنگ بدر کا بدلہ لینے کے جوش میں کفار قریش کی عورتوں نے غزوہ احد میں شہدا کرام کی لاشوں پر جا کر ان کے کان، ناک وغیرہ اعضاء کاٹ کر صورتیں بگاڑتے ہوئے مثلہ کیا ابوسفیان کی بیوی ہند نے تو اس قدر بے دردی کا مظاہرہ کیا کہ ان اعضاء کا ہار بنا کر اپنے گلے میں ڈالا، ہند حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک کو تلاش کر رہی تھی جب اس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک کو پا لیا تو خنجر سے ان کا پیٹ پھاڑ کر کلیجہ نکالا اور اس کو چبا گئی لیکن حلق سے نہ اتر سکا اس لیے اگل دیا۔ اسی لیے ہند کو جگر خوار کہا جاتا ہے اور اس کا یہ لقب اسی واقعہ کی وجہ سے ہے (زرقانی جلد دوم ص 47)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جنگ احد میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے جو مقتول ہوئے تھے ہند بنت عتبہ اور اس کی ساتھی عورتیں ان کے ناک کان کاٹ کاٹ کر ان کے ہار، پازیب وغیرہ بنا رہی تھیں۔ حد یہ ہے کہ ہند نے یہ ہار خود پہنے اور اپنے ہار، بندے، آویزے اتار

کر جبیر بن مطعم کے غلام وحشی کو دے دیے پھر حضرت حمزہ بن عبد المطلب کا جگر چیر پھاڑ کر چبانا چاہا، نگلنے کی کوشش کی اور جب نگل نہ پائی تو تھوک دیا پھر اونچی چٹان پر چڑھ کر بلند آواز سے چیخ کر یہ اشعار کہے۔

نَحْنُ جَزَيْنَاكُمْ بِيَوْمِ بَدْرِ   وَالْحَرْبُ بَعْدَ الْحَرْبِ ذَاتُ سُعْرِ

(آج جنگ احد میں) ہم نے جنگ بدر کا بدلا اُتار دیا، پہلی لڑائی کے بعد دوسری لڑائی ہوتی ہے تو وہ زیادہ جوشیلی اور شعلہ بار ہوتی ہے۔

مَا كَانَ عُتْبَةُ لِي مِنْ صَبْرٍ   وَلَا أَخِي وَعَمِّهِ وَبَكْرِي

عتبہ کے غم کی برداشت نہ مجھے تھی، نہ میرے بھائی کو۔ نہ برداشت عتبہ کے چچا کو تھی، نہ میری پہلوٹی اولاد کو

شَفَيْتُ نَفْسِي وَقَضَيْتُ نَذْرِي   شَفَيْتَ وَحْشِيُّ غَلِيلَ صَدْرِي

پس میں ساری عمر وحشی کی شکر گزار رہوں گی، یہاں تک کہ میری ہڈیاں قبر میں گل نہ جائیں۔

شَفَيْتُ مِنْ حَمْزَةَ نَفْسِي بِأُحُدِ   حَتّٰى بَقَرْتُ بَطْنَهُ عَنِ الْكَبِدِ

میں نے اُحد میں حمزہ رضی اللہ عنہ سے اپنا دل خوب ٹھنڈا کر لیا، پیٹ چاک کر کے اس کا جگر تک نکال لیا۔

أَذْهَبُ عَنِّي ذَاكَ مَا كُنْتُ أَجِدُ   مِنْ لَذْعَةِ الْحُزْنِ الشَّدِيدِ الْمُعْتَمِدُ

اس بات سے ایک سخت جان گسل رنج و غم کی وہ ٹیسیں ختم ہو گئیں، جو میں اپنے سینے میں محسوس کر رہی تھی۔

وَالْحَرْبُ تَعْلُوكُمْ بِشُؤْبُوبٍ بَرَدْ   تُقْدِمُ إِقْدَامًا عَلَيْكُمْ كَالْأَسَدْ

یہ جنگ تمہارے اوپر طوفان ژالہ و باراں کی طرح امنڈ پڑی اور ایک خونخوار شیر کی طرح تمہارے اوپر چڑھتی چلی گئی۔

Marfat.com

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا ردعمل:

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ (ہند بنت عتبہ کے اس تکبرانہ انداز کے بارے میں) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کہا' کیا تم نے ہند بنت عتبہ کی باتیں سُنیں اور اس کی وہ اکڑفوں دیکھی جو وہ چٹان پر کھڑی ہو کر ہم لوگوں کے خلاف اشعار پڑھ پڑھ کر اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیے گئے اپنے کرتوت کا ذکر کر کے دکھا رہی تھی۔

حضرت حساں بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: ''خدا کی قسم! میری نظروں میں وہ گرتا ہوا حربہ پھر رہا ہے۔ میں اپنی جائے پناہ پر بیٹھا دیکھ رہا تھا۔ میں نے سوچا کہ یہ ہتھیار وہ نہیں جو عرب استعمال کرتے ہیں، گویا یہی حربہ حمزہ رضی اللہ عنہ کی طرف گر رہا تھا! مگر مجھے اس وقت معلوم نہیں ہو سکا تھا، لیکن پھر بھی ہند کا یہ لفظ اِکفکموھا، (یعنی یہ لیتے جاؤ یہ تمہارے لیے کافی ہے) میں نے سُنا تھا۔''

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت حسان بن ثابت کو ہند کے بعض اشعار بھی سُنائے۔ اس وقت حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے یہ شعر پڑھا۔

اَشِرَتْ لَكَاعٌ وَكَانَ عَادَتُهَا لُؤْمًا اِذَا اَشِرَتْ مَعَ الْكُفْرِ

کمینی عورت اکڑتی پھرتی، اس کی یہ فطرت انتہائی کمینگی کی تھی، جب وہ کفر کے باوجود اکڑ رہی تھی۔

ہند بنت عتبہ کے اشعار کا جواب:

ہند بنت عتبہ کے متکبرانہ انداز اور اشعار کا جواب دیتے ہوئے ہند بنت اثاثہ بن عباد بن مطلب نے کہا۔

خَزِيْتِ فِىْ بَدْرٍ وَبَعْدَ بَدْرٍ يَا بِنْتَ وَقَّاعٍ عَظِيْمِ الْكُفْرِ

اے وہ عورت! تو ایسے شخص کی بیٹی ہے، جو ذلت و کمینگی کے کاموں ہی میں پڑا رہتا تھا اور جس کا کفر بڑھا ہوا تھا۔ تو جنگ بدر میں بھی ذلیل و رسوا ہوئی اور جنگ بدر کے بعد بھی

صَبَّحَكِ اللّٰهُ غَدَاةَ الْفَجْرِ مِلْهَا شِمِيْنَ الطِّوَالِ الزُّهْرِ

بِكُلِّ قَطَّاعٍ حُسَامٍ يَفْرِي   حَمْزَةُ لَيْثِي وَعَلِيٌّ صَقْرِي

خدا کرے صبح ہی صبح تکا بوٹی کر دینے والی تلواروں کے ساتھ لمبے لمبے قد والے حسین و وجیہہ ہاشمیوں کا واسطہ تجھ سے پڑ جائے حمزہؓ میرے شیر اور علی میرے شاہین۔

اِذْ رَامَ شَيْبٌ وَاَبُوْكَ غَدْرِيْ   فَخَضَّبَا مِنْهُ ضَوَاحِيَ النَّحْرِ وَنَذْرُكَ السُّوْءَ فَشَرُّ نَذْرٍ

جب شیبہ اور تیرے باپ نے مجھ سے غداری کی تو حمزہ رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ نے اس کے سینے کے کھلے حصوں کو لہولہان کر دیا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مثلہ:

اس حوالے سے ابوالاثر حفیظ جالندھری نے شاعرانہ انداز میں یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے

تعاقب میں نہ پایا حمزہؓ کو ناپاک زنگی نے
یقیں آیا کہ رحلت کی جہاں سے مرد جنگی نے
وہ پلٹا ڈرتے ڈرتے غار مہلک کے قریب آیا
تو رشک آسماں کو خاک پر سویا ہوا پایا
رخ انور پہ وہ ریش سفید و شاندار اس کی
شہادت سے نمایاں اور شان باوقار اس کی
ڈرا وحشی کہ پھر کیا ہوا اگر یہ شیر جاگ اٹھے؟
ارادہ تھا ذرا جنبش نظر آئے تو بھاگ اٹھے
اٹھا کر کنکری اس سنگ دل نے شیر پر ماری
رہی لیکن شہید کامراں پر بے خودی طاری
یہ دیکھا تو وحشی کو اک گونہ قرار آیا

Marfat.com

چھری لے کر قریب نعش اب یہ نابکار آیا
گڑھے کے اندر اترا اب نہ کی قطع نظر اس نے
شکم چیرا نکالا مرد مومن کا جگر اس نے

ہند کے لیے ہدیہ:

اب اس کرتوت کا انعام لینے کو چلا ناداں
متاع بے بہا کا دام لینے کو چلا ناداں
یہ قاتل تھا مگر اکسانے والی ہند تھی اس کی
ابو سفیان کی زوجہ اصل میں خاوند تھی اس کی
قریب ہند آیا کارنامہ اپنا بتلایا
جگر حمزہ کا دکھلایا پھر اپنا حق بھی جتلایا
یہ مژدہ سن کر شیطانی مسرت ہند پر چھائی
خوشی میں دیوانی کی طرح جھومی اور لہرائی
قسم کھائی تھی حمزہ کا جگر چبانے کی
لہو کی پیاس تھی اور بھوک اس کو گوشت کھانے کی
عجب دیوانگی سی چھائی تھی اب قسائن پر
تعجب تھا دل وحشی کو بھی اس کے قرائن پر
اہا ہا کہتی جاتی منہ بناتی جا رہی تھی یہ
جگر حمزہؓ کا دانتوں سے چباتی جا رہی تھی یہ
جگر تھا اس کے منہ میں خون باچھوں سے ٹپکتا تھا

Marfat.com

کھڑا تھا پاس وحشی منہ منہ حیرت سے تکتا تھا
نہ اترا حلق کے اندر گلے میں یہ جگر اٹکا
بالآخر اس نے اگلا اور زمیں پر اس کے دے ٹپکا
مری بھی نسل ہو ایسی یہ اس کا شوق بے جا تھا
نگلنا اس کو مشکل تھا وہ حمزہؓ کا کلیجہ تھا
ہوا ہند جگر خوار آج سے مشہور نام اس کا
مگر اترا نہ اس پر بھی جنون انتقام اس کا
پکاری واقعی تو نے کیا وحشی یہ کام آخر
ملا مجھ کو پسر کا اور پدر کا انتقام آخر
ہوا برباد اسی حمزہؓ کے ہاتھوں مرا میکا
سوائے تل حمزہ دل نہیں طالب کسی شے کا
کہاں ہے نعش حمزہؓ کی نشاں اس کا بتا وحشی
میں آنکھوں سے اسے دیکھوں مجھے چل کر بتا وحشی
چلا وحشی اگرچہ اس کا جی ہامی نہ بھرتا تھا
وہ وحشی تھا مگر اب ہند کی وحشت سے ڈرتا تھا
کسی صورت تو آخر ٹالنی تھی یہ بلا اس کو
شہادت گاہ کا منظر دکھانے لے چلا اس کو

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسد پاک پر ہند:

دکھایا جا کے خطہ اس زمین آسمانی کا

Marfat.com

جسد جس جا پڑا تھا اک حیات جاودانی کا
پڑا تھا وہ جسد آغشتہ خون و خاک کے اندر
کہ جس کے دبدبے کی دھاک تھی افلاک کے اندر
وہی شیرانہ صورت تھی وہی مردانہ چہرہ تھا
شعاعیں مہر کی بکھری تھی یا دلہا کا سہرا تھا
ہوا حسن شہادت ہند کی آنکھوں پر آئینہ
کدورت اور چمکی اور بھڑکی آتش کینہ
شقاوت نے جو دیکھی یہ جلالت مہر تاباں کی
بگاڑی کافرہ نے شکل اس مرد مسلمان کی

ہند کے گلے کا ہار:

نہیں بھایا شہید ان وفا کا رتبہ عالی
چھری سے گوش کاٹے اور بینی قطع کر ڈالی
لیا سینے سے دل سینے میں دل بھری مردہ تھا اس کا
نکالے پیٹ سے گردے عجب دل گردہ تھا اس کا
حیا کترا گئی دیکھا جو یہ کار سفیہانہ
کہ عورت نے کاٹے مرد کے اعضائے مردانہ
یہ اعضا ایک رشتے میں پروئے موبمو اس نے
بنایا ہاران کو کر لیا زیب گلو اس نے

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جسد پاک اور ابوسفیان:

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ابیش قبیلہ کے سردار حلیس بن زیان ابوسفیان کے قریب سے گزرے دیکھا کہ وہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی باچھوں پر اپنے نیزے کی نوک یہ کہہ کر مار رہا تھا نافرمان! اب مزہ چکھ، یہ منظر دیکھ کر حلیس نے کہا: اے بنو کنانہ! یہ قریش کا سردار ہے، تم دیکھ رہے ہو، اپنے ابن عم (حمزہؓ) کے ساتھ جو اس وقت مُردہ گوشت کے سوا کچھ نہیں، کیا کر رہا ہے؟ اس پر ابوسفیان نے کہا: ''میرا دل نہیں چاہتا، اسے میرے سامنے سے ہٹا لے جاؤ، یہ ایک ذلیل چیز تھی۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسد اطہر کی تلاش:

مروی ہے کہ جب جنگ بند ہو گئی تو کفار کے چلے جانے کے بعد مسلمان میدان جنگ میں آئے اور اپنے شہیدوں کو تلاش کرنے لگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میرے چچا کہاں ہیں؟ حمزہ (رضی اللہ عنہ) کا کیا ہوا؟ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس وقت میں نے انہیں ان چٹانوں کے پاس دیکھا تھا وہ کہہ رہے تھے۔'' میں اللہ کا شیر ہوں اور اس کے رسول کا شیر ہوں۔ اے اللہ میں ان کفار کی کارستانیوں سے برأت کا اظہار کرتا ہوں اور ان مسلمانوں نے جو راہ فرار اختیار کی ہے اس کے لیے معذرت خواہ ہوں۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو تلاش کرتے ہوئے ان کے جسد اطہر کے پاس پہنچے ان کی اس ہیئت و حالت کو دیکھ کر رونے لگے۔ واپس ہو کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صورت واقعہ سے باخبر کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسد اطہر پر:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہاں پر آئے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے سرہانے کھڑے ہو گئے مثلہ شدہ لاش دیکھ کر چشمان اطہر اشکبار ہو گئیں یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہچکی بندھ ہو گئی اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا'

Marfat.com

"تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو کیونکہ تم اعزہ واقربا کا سب سے زیادہ خیال رکھتے تھے اور نیک کاموں میں پیش پیش رہتے تھے اگر مجھے صفیہ (رضی اللہ عنہا) (حضور ﷺ کی پھوپھی اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہن) کے رنج وغم کا خیال نہ ہوتا تو میں تمہاری لاش اسی طرح چھوڑ دیتا تاکہ اسے درندے اور پرندے کھا جائیں اور تم روز محشر انہی کے پیٹ سے اٹھائے جاؤ'

پھر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا' اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے کبھی قریش پر غلبہ عطا فرمایا تو میں ان کے تیس آدمیوں کا مثلہ کروں گا۔

ابن ہشام نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا' میں کفار کے تیس آدمیوں کا مثلہ کروں گا۔ جبکہ حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے "مدارج النبوت" میں اور علامہ ابن سعد رحمتہ اللہ علیہ نے "طبقات الکبیر" میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی دردناک حالت دیکھ کر فرمایا' اللہ کی قسم! میں تمہارے بدلے میں کفار کے ستر آدمیوں کا مثلہ کروں گا۔ لیکن اسی وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم نازل ہوا۔

ترجمہ: "اور اگر تم سزا دو تو ویسی ہی سزا دو جیسی تمہیں تکلیف پہنچائی گئی اور اگر تم صبر کرو تو بے شک صبر کرنے والوں کے لیے صبر سب سے اچھا ہے اور تم صبر کرو اور تمہارا صبر کرنا خاص اللہ ہی کی توفیق سے ہے۔" (سورہ نحل)

یہ حکم نازل ہونے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ ص نے فرمایا' اللہ کی قسم! میں نے صبر کیا اور اپنے اس جوش سے درگزرا اور اس کے بدلے ستر مرتبہ حضرت حمزہ کے رضی اللہ عنہ لیے استغفار فرمائی۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسول کریم ﷺ ایک جگہ ٹھہرے ہوں اور اسے چھوڑنے سے پہلے ہمیں خیرات کا حکم نہ دیا یا مثلے سے منع نہ فرمایا ہو۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے لیے دُعا:

علامہ ابن سعد رحمتہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کو جب ہند کی مذموم حرکت کے بارے میں پتہ چلا تو آپ ﷺ نے پوچھا' کیا اس نے حمزہ (رضی اللہ عنہ) کے جگر میں سے کچھ کھایا بھی

Marfat.com

ہے؟ لوگوں نے عرض کیا' نہیں آپ ﷺ نے فرمایا اے اللہ! حمزہ (رضی اللہ عنہ) کے جسم کے کسی بھی حصہ کو جہنم میں داخل نہ ہونے دینا۔

ابن ہشام نے لکھا ہے کہ (حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کے ساتھ بہیمانہ سلوک دیکھ کر حضور نبی کریم ﷺ سخت غم وغصہ میں تھے)

مسلمانوں نے جو کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس قسم کا سلوک کرنے والوں پر رسول ﷺ کا یہ غم و غصہ دیکھا تو کہا: ''خدا کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ نے ہم مسلمانوں کو ان کفار پر کسی زمانے میں بھی فتح و نصرت نصیب کی تو ہم ان کا ایسا مثلہ کریں گے کہ عرب میں کسی بھی شخص کا نہ کیا گیا ہوگا۔'' آگے ابن ہشام نے بیان کیا۔ ''جب رسول اللہ ﷺ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر ٹھہرے تو فرمایا تمہاری (حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو خطاب ہے) وجہ سے مجھے جو مصیبت پہنچی ہے، ایسی آئندہ کبھی نہیں پہنچے گی! میں کبھی ایسی جگہ نہیں ٹھہرا، جو اس سے زیادہ مجھے غصہ دلانے والی ہو۔'' پھر فرمایا: ''جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور بتایا کہ ساتوں آسمانوں کے لوگوں میں حمزہ رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا گیا: ''حمزہ ابن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ، اسد اللہ اسد رسولہ'' (حمزہ عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے فرزند اللہ کے شیر اور اس کے رسولؐ کے شیر) (سیرت ابن ہشام جلد دوم)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی قوتِ صبر:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو جب اپنے بھائی کی شہادت کی خبر ملی تو وہ ان کو دیکھنے کے لیے آگے بڑھیں۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا جب میدانِ احد میں زیادہ آگے بڑھ گئیں تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے بیٹے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ انہیں آگے بڑھنے سے روکو حمزہ ( ) کی لاش انتہائی دردناک حالت میں پڑی ہوئی ہے۔ بھائی کے ٹکڑے دیکھ کر ان کی قوت صبر جواب دے جائے گی اور یہ رونا دھونا شروع کر دیں گی۔

حضرت زبیر بن العوام نے رضی اللہ عنہ ان کی طرف بڑھتے ہوئے کہا' اماں جان! رسول اللہ ﷺ حکم دیتے ہیں کہ آپ واپس چلی جائیں۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا یہ کیوں؟ پھر نہایت دلیری سے بولیں' بیٹا! مجھے یہ معلوم ہو چکا ہے کہ میرے بھائی کا مثلہ کیا گیا ہے اور یہ سب

Marfat.com

کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس پر رضا کی توفیق عطا فرمائی ہے اللہ نے چاہا تو میں ضبط سے کام لوں گی اور صبر کروں گی۔ مجھے علم ہے کہ میرے بھائی کی لاش کے ٹکڑے دُور دُور پھینک دیے گئے ہیں اور ہند نے جوش غضب میں اس کا کلیجہ نکال کر چبا ڈالا ہے۔ لیکن مجھے اس کا کوئی غم نہیں۔ اسلام اسی قسم کی قربانیوں کا طالب ہے اسلام کو زندہ رکھنے اور دین کو پھیلانے کے لیے ضروری ہے کہ موت اور زندگی کے فرق کو دل سے نکال دیا جائے، جب تک زندگی موت سے ہم آغوش نہیں ہوگی اشاعتِ اسلام کی طویل اور پُرخطر وادیوں کو طے نہیں کیا جا سکے گا میرے بھائی کو اگر قتل کیا گیا ہے تو کوئی بات نہیں۔ یہ اسلام کے احیاء کے لیے ضروری تھا میرے لیے اس سے زیادہ مسرت کی بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ میرے بھائی کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید کر دیا گیا ہے میں خوب جانتی ہوں کہ مجاہد خود ہی زندگی سے کنارہ کش ہوتا اور موت کو دعوت دیتا ہے۔ اس پر افسوس کا اظہار کرنا اس کی بہادری کی توہین اور جذبہ جہاد کی اہانت ہے۔

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر پوری باتیں سنائیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا 'اچھا' ان کا راستہ چھوڑ دو۔ چنانچہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی میت پر آئیں بھائی کی لاش کے بکھرے ہوئے ٹکروں کو دیکھا دعائے مغفرت کی اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھ کر واپس لوٹ گئیں۔

ابن اسحاق کا کہنا ہے کہ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا نے اس موقع پر چند اشعار کہے جو یہ ہیں

اَسَائِلَةٌ اُحُدٍ مَخَافَةٌ ۔۔۔ بَنَاتُ اَبِیْ مِنْ اَعْجَمَ وَخَبِیْرِ

فَقَالَ الْخَبِیْرُ اِنَّ حَمْزَةَ قَدْ ثَوٰی ۔۔۔ وَزِیْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ خَیْرُ وَزِیْرِ

اے میری بہنو! کیا تم اصحاب اُحد سے ڈرتی ہوئی پوچھ رہی ہو۔ خواہ ان میں سے کوئی حالات سے واقف ہو یا ناواقف؟ لو! واقف اور باخبر شخص نے تو بتا بھی دیا کہ حمزہؓ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر (مددگار و معاون) اور بہترین وزیر تھے، جاں بحق ہو گئے۔

دَعَاہ اِلٰہُ الْحَقِّ ذُوالْعَرْشِ دَعْوَۃً اِلٰی جَنَّۃٍ یُحْیَا بِھَا وَسُرُوْرِ

انہیں آسمانوں والے معبودِ حقیقی نے جنت کی طرف بلالیا، جہاں وہ زندہ کیے جائیں گے اور سرور بخش زندگی گزاریں گے۔

فَذَالِکَ مَا کُنَّا نُرَجِّیْ وَنَرْتَجِیْ لِحَمْزَۃَ یَوْمَ الْحَشْرِ خَیْرُ مَصِیْرِ

پھر یہ تو وہ چیز ہے جس کی ہم سب لوگ خود اپنے لیے آرزو کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی آرزو دلاتے ہیں۔ حشر کے روز حضرت حمزہ کی اس دنیا سے بہترین واپسی ہوگی۔

فَوَاللّٰہِ لَا اَنْسَاکَ مَا ھَبَّتُ الصَّبَا بُکَاءً وَحُزْناً مَحْضَرِیْ وَ مَسِیْرِیْ

پس خدا کی قسم! جب تک بادِ صبا چلتی رہے گی میں تمہیں نہ بھولوں گی۔ سفر و حضر میں غمزدہ رہ کر تمہارے لیے ہمیشہ رویا کروں گی۔

عَلٰی اَسَدُ اللّٰہِ الَّذِیْ کَانَ مِدْرَھاً یَذُوْدُعَنِ الْاِسْلَامِ کُلَّ کَفُوْرِ

میں اللہ کے اس شیر پر ہمیشہ غم زدہ رہوں گی، جو قوم کا حامی اور ہر کافر سے اسلام کی مدافعت کرنے والا تھا۔

فَیَالَیْتَ شَلْوِیْ عِنْدَ ذَاکَ وَاَعْظُمِیْ لَدَیْ اَضْبُعٍ تَعْتَادُنِیْ وَنُسُوْرُ

اے کاش! میرا بقیہ جسم اور میری ہڈیاں بھی اُن بجوؤں اور کرگسوں کی خوراک بن جاتیں، جو انسانوں کا گوشت کھاتے ہیں۔

اَقُوْلُ وَقَدْ اَعْلَی النَّعِیّ عَشِیْرَتِیْ جَزَی اللّٰہُ خَیْراً مِنْ اَخٍ وَنَصِیْر

جس وقت خبر مرگ دینے والے نے میرے خاندان میں یہ خبر پہنچائی تو میں پکار اُٹھی کہ "جز اللہ خیرا من اخ و نصیر میرے معاون و مددگار بھائی کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی میت پر:

اس حوالے سے ابوالاثر حفیظ جالندھری نے شاعرانہ انداز میں اس طرح سے بیان کیا ہے

Marfat.com

ہوا حمزہ کی میت پر گزر شان رسالت کا
تاث دیدنی تھا مہر تاباں کی جلالت کا
صفیہ بنت عبدالمطلب ہمشیر حمزہ کی
بہت تھی جن کے دل میں الفت و توقیر حمزہ کی
یہاں تشریف لائیں اپنے بھائی کی زیارت کو
خدا کے اور ملت کے فدائی کی زیارت کو
زبیر ابن العوامؓ ان کے پسر تھے پاس حضرت کے
ہوئے ان پر ہویدا اس گھڑی احساس حضرت کے
کہا روکو میری پھوپھی کو میت پر نہ آنے دو
دل زخمی کو ان کے یہ نیا چرکانہ کھانے دو
الم انگیز ہے قطع و برید چہرہ حمزہ
بہن کو رنج دے شاید یہ دید چہرہ حمزہ
پسر نے جا کے مادر کو مگر جس وقت سمجھایا
تو قلب مسلمہ ہر حال میں صبر آشنا پایا
گئیں وہ میت حمزہ پہ روئیں نہ چلائیں
نظر چہرے پہ ڈالی فاتحہ پڑھ کر چلی آئیں

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کفن:

مروی ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو دو چادریں دیں کہ ان سے اپنے ماموں (حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو کفن دے دینا۔ مگر قریب ہی ایک انصاری کی لاش بھی پڑی ہوئی تھی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے دونوں شہداء میں ایک ایک چادر تقسیم کردی۔ اس ایک چادر سے

Marfat.com

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا سر مبارک چھپایا جاتا تو پاؤں ننگے ہو جاتے تھے اگر پاؤں ڈھانپے جاتے تو سر مبارک برہنہ ہو جاتا اور ادھر سے چادر کھسک جاتی آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ چہرہ اور سر کو چادر سے ڈھانپ دو اور پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دو۔ چنانچہ اس طرح سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جنازہ تیار ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رونے لگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم کیوں رو رہے ہو؟ عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان آج ہمیں یہ توفیق بھی نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا سارا بدن کپڑے سے ڈھانپ سکیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ زمانہ آنے والا ہے کہ لوگ (مسلمان) ایسے مقامات پر متصرف ہوں گے۔ جہاں کھانے پینے پہننے اوڑھنے کی چیزوں اور سواریوں کی بہتات ہوگی اور وہاں سے وہ اپنے اہل وعیال کو مدینہ طیبہ سے اپنے پاس آنے کو لکھیں گے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ:

اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھی پھر ایک ایک کر کے شہداء احد کے جنازے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں رکھے گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک پر یکے بعد دیگرے الگ الگ نماز جنازہ پڑھائی اس طرح حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر ستر مرتبہ نماز جنازہ پڑھی گئی اور اس فضیلت میں کوئی اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا شریک نہیں ہے۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم۔ مدارج النبوت جلد دوم)

شہداء کی تدفین:

ابن اسحاق کہتے ہیں: عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے گھر والوں نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن جحش کو حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک قبر میں دفن کیا۔ وہ اُمیمہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے تھے اور اُمیمہ حمزہ کی بہن تھیں۔ اس لحاظ سے حمزہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن جحش کے درمیان ماموں بھانجے کا رشتہ تھا، حمزہ رضی اللہ عنہ کی طرح عبداللہ کا بھی مثلہ کیا گیا۔ مگر ان کا پیٹ پھاڑ کر جگر نہیں نکالا گیا تھا۔

ابن اسحاق مزید کہتے ہیں کہ

Marfat.com

مسلمان کچھ شہیدوں کو اُٹھا کر مدینہ لے گئے اور وہیں دفن کیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انہیں اسی جگہ دفن کرو جہاں وہ شہید ہوئے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ مروی ہے کہ فرمایا' کس شہید کو یہاں سے کسی دوسری جگہ نہ لے جائیں اور اگر کوئی اپنے شہید کو دوسری جگہ لے گیا ہے تو وہ دوبارہ یہیں لے آئے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ طیبہ لے گئے تھے۔ حضور ﷺ کے فرمان کے بعد ان کو دوبارہ احد میں لے کر آئے۔

حضور ﷺ نے یہاں تک فرمایا کہ جن شہداء کے درمیان محبت والفت زیادہ تھی ان کو ایک ہی قبر میں دفن کر دیں۔ اس طرح کسی قبر میں دو دو کسی میں تین تین شہیدوں کو یکجا دفن کیا گیا اور یہ بھی فرمایا کہ جو قرآن حکیم زیادہ پڑھا ہوا ہو اسے لحد میں رکھیں

(سیرت ابن ہشام جلد دوم۔ مدارج النبوت جلد دوم)

رسول مقبول ﷺ نے شہدائے احد کو دیکھا تو فرمایا میں ان سب پر گواہ ہوں، جو بھی زخمی اللہ کے راستے میں زخمی کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے روز اس طرح اُٹھائے گا کہ اس کے زخم سے خون بہہ رہا ہوگا، جس کا رنگ تو خون ہی کا ہوگا، مگر خوشبو مشک کی سی ہوگی۔

یہ روایت بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شہیدوں کو دفن کرنے کا حکم دیا تو فرمایا: ''عمرو بن جموح اور عبداللہ بن عمرو بن حرام کو دیکھو وہ دونوں اس دنیا میں ایک دوسرے کے لیے مخلص تھے، اس لیے انہیں ایک ہی قبر میں دفن کرو۔''

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا غم:

روایات میں آتا ہے کہ جب حضور ﷺ نے میدان احد سے مدینہ طیبہ کی طرف روانگی فرمائی تو چونکہ میدان جنگ کی خبریں مدینہ طیبہ میں پہنچ چکی تھیں اس لیے بہت سی خواتین بھی لشکر اسلام کا استقبال کرنے کی غرض سے باہر نکل کر کھڑی ہوگئیں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی راستے کے کنارے کھڑے ہو کر رسول کریم ﷺ کے لشکر کو دیکھ رہی تھیں جوق در

Marfat.com

جوق لوگ آتے تھے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ان میں اپنے والد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو تلاش کرتی تھیں مگر وہ لوگوں میں نظر نہ آئے تو انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ میرے والد کہاں ہیں؟ میں ان کو اس لشکر میں نہیں دیکھ رہی ہوں۔ یہ سُن کر حضرت ابو کبر صدیق رضی اللہ عنہ کا دل بھر آیا اور آنکھیں پُرنم ہو گئیں۔ انہوں نے فرمایا' ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں۔

پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو اپنے والد کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی نہ دیکھا تو سواری کی لگام تھام کر عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے والد کہاں ہیں؟ ارشاد فرمایا تمہارا والد میں ہوں۔ انہوں نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کلام مبارک سے خون کی بو آ رہی ہے اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بھی آنسو نکل آئے۔ اس کے بعد فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے والد کی شہادت کی کیفیت بیان فرمایئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اے بیٹی! اگر اس کی کیفیت بیان کروں تو تمہارا دل قابو میں نہیں رہے گا یہ سُن کر حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کی چیخ نکل گئی۔ (مدارج النبوت جلد دوم)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بھانجی کا غم:

حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بھانجی تھیں ان کی والدہ کا نام امیمہ بنت عبدالمطلب تھا مروی ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ کی طرف واپس ہوئے تو آپ سے حمنہ بنتِ جحش ملیں۔ لوگوں نے انہیں ان کے بھائی عبداللہ کی خبر مرگ سنائی تو اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور دعائے مغفرت کی اس کے بعد انہیں ان کے ماموں حمزہ رضی اللہ عنہ کی خبر شہادت سنائی گئی تو بھی اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھ کر دعائے مغفرت کی۔ پھر ان کے شوہر مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر ملی تو رونا چیخنا شروع کیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عورت کے نزدیک شوہر کا دراصل ایک مقام ہوتا ہے، کیونکہ حمنہ بھائی اور ماموں کی خبر پر تو ضبط کر گئیں، مگر شوہر کی خبر سُن کر ضبط نہ کر سکیں۔" (سیرت ابن ہشام جلد دوم)

مُشک جیسی خوشبو:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص اللہ کے راستے میں زخمی کیا جائے گا اللہ تعالی اسے

قیامت کے روز اس حالت میں اُٹھائے گا کہ اس کے زخم سے خون ٹپک رہا ہوگا، جس کا رنگ خون کا رنگ ہوگا، مگر خوشبو مشک کی سی ہوگی۔" (سیرت ابن ہشام جلد دوم)

خواتین کا رونا:

مروی ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو اکثر انصار کے گھروں سے خواتین کے رونے کی آوازیں سماعت فرمائیں مگر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے گھر سے رونے کی آواز سنائی نہ دی تو فرمایا حمزہ (رضی اللہ عنہ) کے لیے کوئی عورت رونے والی نہیں ہے۔ انصار نے جب یہ بات سُنی تو انہوں نے اپنی عورتوں سے کہا کہ پہلے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے گھر جاؤ اور ان کے لیے روؤ اس کے بعد اپنے گھر آ کر اپنے شہیدوں کے لیے روؤ۔ چنانچہ انصار کی عورتیں شام اور سونے کے وقت کے درمیان حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے گھر آئیں اور آدھی رات تک ان کے لیے روتی رہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خواب گاہ میں تشریف لے جا چکے تھے جب بیدار ہوئے تو حضرت حمزہ کے گھر سے عورتوں کے رونے کی آوازیں سماعت فرمائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا' یہ کیسی آوازیں ہیں؟ عرض کیا یہ آپ کے چچا (حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ) پر انصار کی عورتوں کے رونے کی آواز ہے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دیتے ہوئے فرمایا' اللہ تعالیٰ تم سے اور تمہاری اولاد سے اور تمہاری اولاد کی اولاد سے راضی ہو۔ میرا مقصد یہ نہ تھا کہ عورتیں آئیں اور حمزہ (رضی اللہ عنہ) پر روئیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے سے منع فرمایا۔

(مدارج النبوت جلد دوم)

اس ضمن میں بعض ارباب سیر نے لکھا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے محبوب چچا (حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ) کی شہادت اور جدائی سے شدید صدمہ پہنچا تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم میدان احد سے مدینہ طیبہ واپس آئے تو بنو عبد الاشہل اور بنو ظفر کے گھروں سے عورتوں کے رونے کی آوازیں آئیں جو اپنے شہیدوں پر گریہ کر رہی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمان اطہر میں آنسو آ گئے جو کہ چہرہ انور پر گرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' افسوس! آج حمزہ (رضی اللہ عنہ) پر رونے والا کوئی نہیں۔

Marfat.com

یہ بات جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے سُنی تو انہوں نے اپنی عورتوں کو ہدایت کی کہ ہر انصاری عورت اپنے شہید پر رونے سے پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں جا کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر روئے۔ چنانچہ تمام انصاری خواتین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کاشانہ اقدس پر پہنچ کر دردناک انداز میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر رونا شروع کر دیا اسی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ لگ گئی جب تھوڑی دیر کے بعد بیدار ہوئے تو دیکھا کہ انصاری خواتین بدستور گریہ وزاری کر رہی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ اب واپس جاؤ اور آج کے بعد کسی مرنے والے پر رونے کے بجائے صبر سے کام لیا کرو۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر عورتوں کے رونے کی آواز سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ عورتیں مسجد نبوی کے دروازے پر ہی نوحہ کر رہی تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ تم پر رحم فرمائے تم واپس چلی جاؤ تم نے اپنی طرف سے تسلی کا حق ادا کر دیا ہے۔ ابن ہشام کہتے ہیں کہ اسی روز نوحہ کرنے کی ممانعت کر دی گئی۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم۔ طبقات ابن سعد)

☆☆☆

Marfat.com

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور دیگر شہداء کا غم

غزوہ احد میں حضرت حمزہ اور دیگر شہداء کے غم میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے دل کی ترجمانی اشعار کی صورت میں اس طرح فرمائی۔

نَشَجْتَ وَهَلْ لَكَ مِنْ مُنْشَجٍ وَكُنْتَ مَتَى تَذَّكِرُ تَلْجَجِ

تَذَكُّرَ قَوْمٍ اَتَانِى لَهُمْ اَحَادِيْثُ فِى الزَّمَنِ الْاَعْوَجِ

(شاعر اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے) تو رو پڑا۔ کیا تیرے رونے کا کوئی موقع بھی ہے اور تو وہ تھا کہ جب اس قوم کا ذکر کرتا تو انہیں کا ذکر کرتا چلا جاتا تھا، اُس قوم کا ذکر جس کی خبریں اس کج روزمانے میں میرے پاس پہنچی ہیں۔

فَقَلْبُكَ مِنْ ذِكْرِهِمْ خَافِقٌ مِنَ الشَّوْقِ وَالْحَزَنِ الْمُنْضَجِ

سو دل پکا دینے والے غم اور شوق کے باعث تیرا دل ان کی یاد سے مضطرب ہو رہا ہے۔

وَقَتْلَاهُمْ فِى جَنَانِ النَّعِيْمِ كِرَامُ الْمَدَاخِلِ وَالْمَخْرَجِ

اور اس قوم کے مقتول جنتِ نعیم میں پہنچے ہیں جہاں آنے جانے کے دروازے نہایت نفیس ہیں۔

بِمَا صَبَرُوْا تَحْتَ ظِلِّ اللِّوَاءِ لِوَاءِ الرَّسُوْلِ بِذِى الْاَضْوُجِ

غَدَاةَ اَجَابَتْ بِاَسْيَافِهَا جَمِيْعًا بَنُوالْاَوْسِ وَالْخَزْرَجِ

وَاَشْیَاعُ اَحْمَدَ اِذْ شَایَعُوْا عَلَی الْحَقِّ ذِی النُّوْرِ وَالْمَنْهَجِ

یہ اس لیے جنت میں پہنچے ہیں کہ انہوں نے وادی اُحد میں رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے اس وقت صبر واستقلال سے کام لیا جب اوس اور خزرج کے لوگوں نے اور اسی طرح احمد مرسل ﷺ کے دیگر متبعین سب نے اپنی تلواروں سے کفار کا جواب دیا تھا اور یہ سب مسلمان واضح وروشن حق کی پیروی کر رہے تھے۔

فَمَا بَرِحُوْا یَضْرِبُوْنَ الْکُمَاۃَ وَیَمْضُوْنَ فِی الْقَسْطَلِ الْمُرْهَجِ

یہ مسلمان اڑے ہوئے غبار میں چلتے ہوئے بڑے بڑے بہادروں کو مسلسل تلواریں مارتے رہے۔

کَذٰلِکَ حَتّٰی دَعَاهُمْ مَلِیْکٌ اِلٰی جَنَّةٍ الْمُوْلَجِ

یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا تا آنکہ انہیں تمام بادشاہوں کے بادشاہ خداوند نے اس جنت کی طرف بلالیا جس میں داخل ہونے کی جگہ ایک نہایت شاداب گھنی شاخوں والا درخت ہے۔

فَکُلُّهُمْ مَاتَ حُرَّ الْبَلَاءِ عَلٰی مِلَّةِ اللّٰهِ لَمْ یَحْرَجِ

پس ان سب نے امتحان وآزمائش کی حالت میں جان دے دی اور اللہ کے دین پر مرنے میں انہوں نے کوئی تنگ دلی نہ دکھلائی۔

کَحَمْزَةَ لَمَّا وَفٰی صَادِقًا بِذِیْ هَبَّةٍ صَارِمٍ سَلْجَجِ

مثلاً حمزہ رضی اللہ عنہ جب انہوں نے ہڈیوں کو کاٹ دینے والی تیز تلوار سے وفاداری کا حق ادا کردیا

فَلَاقَاهُ عَبْدُ بَنِیْ نَوْفَلٍ یُبَرْبِرُ کَالْجَمَلِ الْاَدْعَجِ

Marfat.com

فَاَوْجَرَهٗ حَرْبَةً كَالشِّهَابِ تَلَهَّبُ فِی اللَّهَبِ الْمُوْهَجِ

تو بنونوفل کا وہ غلام ان سے بھڑ گیا جو سیاہ اونٹ کی طرح بلبلا رہا تھا اس غلام نے شعلہ آتش کی مانند حربہ کو حمزہ رضی اللہ عنہ کے سینے پر پھینک کر مار دیا۔ یہ ایسا شعلہ تھا جو بھڑکتی ہوئی آگ میں بہت زیادہ مشتعل ہو رہا ہو۔

وَنُعْمَانَ اَوْفٰی بِمِیْثَاقِهٖ وَحَنْظَلَةِ الْخَیْرِ لَمْ یُحْنَجِ

اور انہیں شہداء میں سے نعمان بھی ہیں جو اپنے عہد کو پورا کرنے والے ثابت ہوئے اور ان میں حنظلہ بھی ہیں جو نہایت بھلائی کرنے والے تھے اور حق سے کبھی نہ پھرے۔

عَنِ الْحَقِّ حَتّٰی غَدَتْ رُوْحُهٗ اِلٰی مَنْزِلٍ فَاخِرِ الزِّبْرِجِ

انہوں نے حق سے منہ نہ موڑا، یہاں تک کہ ان کی روح ایک ایسے مقام پر پہنچ گئی جس کے نقش و نگار قابل فخر ہیں۔ (یعنی جنت)

اُولٰئِكَ لَا مَنْ ثَوٰی مِنْكُمْ مِنَ النَّارِ فِی الدَّرْكِ الْمُرْتَجِ

یہ شہید مسلمان تمہارے ان لوگوں کی طرح نہیں جنہوں نے جہنم کے اس نیچے کے حصے میں اپنا ٹھکانا بنایا جو چاروں طرف سے بند ہے۔

کفار کا بدلہ لینے کا دعویٰ:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور دیگر مسلمانوں کو شہید کر کے کفار نے یہ دعویٰ کیا کہ انہوں نے جنگ بدر میں اپنے مارے گئے سرداروں کا بدلہ لے لیا چنانچہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے اشعار کا جواب دیتے ہوئے ضرار بن خطاب فہری کہتا ہے

اَیَجْزَعُ كَعْبٌ لَا شْیَاعِهٖ وَیَبْكِیْ مِنَ الزَّمَنِ الْاَعْوَجِ

Marfat.com

عَجِيْجَ الْمُذَكَّى رَاَ اِلْفَهُ تَرَوَّحَ فِيْ صَادِرٍ مُخْنِجِ

فَرَاحَ الرَّوَايَا وَ غَادَرْنَهُ يُعَجْعِجُ قَسْرًا وَلَمْ يُحْدَجِ

کیا کعب بن مالک اپنے ہم مشربوں کے لیے واویلا کرتا ہے اور کج روز مانے کا رونا روتا ہے اور اس رونے میں اس بوڑھے اونٹ کی طرح بلبلاتا ہے جس نے دیکھا ہو کہ اس کے ساتھی اونٹ نے پانی پی کر واپس جانے والے گلے میں پہنچ کر آرام کر لیا ہے، پھر یہ کہ پانی لے جانے والے اونٹ شام کو نکلے تو اسے یونہی چھوڑ دیا اور اس پر ہودج نہیں رکھا گیا اور یہ چیختا ہی رہ گیا۔

فَقُوْلَا بِكَعْبٍ يَثْنَى الْبُكَاءِ وَلِلنِّيْءِ مِنْ لَحْمِهِ يَنْضَجِ

لِمَصْرَعِ اِخْوَانِهِ فِيْ مَكَرِّ مِنَ الْخَيْلِ ذِيْ قَسْطَلٍ مُرْهَجِ

پس اے میرے دونوں دوستو! (عرب شعراء بھی اپنے فرضی دو دوستوں کو خطاب کرتے ہیں، اس کے بعد اپنا مدعا ظاہر کرتے ہیں) کعب بن مالک سے کہہ دو کہ پھر روئے اور اس کے کچے گوشت سے بھی کہہ دو کہ پھر وہ خوب جل بھن کر پک جائے، اس میدانِ جنگ میں اپنے بھائیوں کے قتل پر روئے جہاں گھوڑے پلٹ پلٹ کر حملے کر رہے ہیں اور غبار خوب اُڑ رہا تھا۔

فَيَا لَيْتَ عَمْرًا وَ اَشْيَاعَهُ وَعُتْبَةَ فِيْ جَمْعِنَا السَّوْرَجِ

فَيَشْفُوا النُّفُوْسَ بِاَوْتَارِهَا بِقَتْلَى اُصِيْبَتْ مِنَ الْخَزْرَجِ

وَقَتْلَى مِنَ الْاَوْسِ فِيْ مَعْرَكٍ اُصِيْبُوْا جَمِيْعًا بِذِى الْاَضْوَجِ

وَمَقْتَلُ حَمْزَةَ تَحْتَ اللِّوَا بِمُطَّرِدٍ، مَارِنٍ هَبَّةٍ مُخْلَجِ

بِاُحُدٍ وَاَسْيَافُنَا فِيْهِمْ تَلَهَّبُ كَالَّهَبِ الْمُهَجِ

غَدَاةَ لَقِيْنَاكُمْ فِي الْحَدِيْدِ كَاُسْدِ الْبَرَاحِ فَلَمْ تُعْنَجِ

Marfat.com

بِکُلِّ مُجَلَّحَۃٍ کَالْعُقَابِ   وَاَجْرَدَ ذِیْ مَیْعَۃٍ مُسْرَجِ

اے کاش! عمرو اور اس کے پیرو اور عتبہ وغیرہ (یہ لوگ جنگِ بدر میں مارے گئے تھے) اس وقت ہمارے مشتعل لشکر میں موجود ہوتے تو یہ دیکھ کر اپنے دلوں کو ٹھنڈا کر لیتے کہ ان کے خون کا بدلا قبیلہ خزرج اور قبیلہ اوس کے ان لوگوں سے لے لیا گیا، جنہیں احد کے میدانِ جنگ میں قتل کر دیا گیا، نیز جھنڈے کے نیچے ایک تیز متحرک اور باریک حربے سے حمزہ رضی اللہ عنہ کو بھی قتل کر کے خون بہا لے لیا گیا اور اس حیثیت سے بھی بدلا لے لیا گیا کہ مقام اُحد میں جب ہماری تلواریں ان مقتولین میں بھڑکتے ہوئے شعلوں کی طرح جھلملا رہی تھیں، مصعب کو بھی مُردہ ہو کر گرتا ہوا دیکھا گیا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب ہم لوہے کی زرہوں میں ملبوس کھلے میدان کے ان شیروں کی طرح جن کا رُخ پھیرا نہیں جا سکتا، اپنے اپنے زین کسے ہوئے کم بالوں والے، سرور و نشاط سے لبریز، شکروں جیسے گھوڑوں پر بیٹھے، اے مسلمانو! تم سے دوچار ہوئے تھے۔

فُذْ سَنَاهُمْ ثُمَّ حَتّٰی اَنْثَنَوْا   سِوَی زَاهِقِ النَّفْسِ اَوْ مُحْرَجِ

پھر ہم نے انہیں اسی جگہ روند کر رکھ دیا تھا، یہاں تک کہ ان کے لیے بجز جان دے دینے کے یا عاجز آ جانے کے اور کوئی صورت نہ رہ گئی تھی۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر کفار کی خوشی:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور دیگر شہداء کی شہادت پر کفار خوشی سے سرشار تھے چنانچہ عبداللہ بن زبعری نے اپنے اشعار میں واقعہ احد کے متعلق کہا'

اَلَا ذَرَفَتْ مِنْ مُقْلَتَیْكَ دُمُوْعُ   وَقَدْ بَانَ مِنْ حَبْلِ الشَّبَابِ قُطُوْعُ

وَشَطَّ بِمَنْ تَهْوَی الْمَزَارُ وَفَرَّقَتْ   نَوَی الْحَیِّ دَارٌ بِالْحَبِیْبِ فَجُوْعُ

Marfat.com

وَلَيْسَ لِمَا وَلّٰى عَلٰى ذِىْ حِرَارَةٍ   وَاِنْ طَالَ تَذْرَافُ الدُّمُوْعِ رُجُوْعُ

(شاعر اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہتا ہے) کیا تیری آنکھوں سے آنسو نہیں بہے، حالانکہ شباب کی رسی کا ٹوٹ جانا اب بالکل ظاہر ہے اور جس سے ملنے کی تو خواہش و تمنا رکھتا ہے، سو یہ درد انگیز بن گیا ہے، قبیلے کی جدائی کا اندیشہ پیدا کر دیا ہے اور جس چیز نے منہ موڑ لیا ہے خواہ کتنے ہی آنسو بہا ڈالو، مگر اب سوز دروں رکھنے والے کے پاس اس کا واپس ہونا ممکن نہیں۔

فَذَرْ ذَا، وَلٰكِنْ هَلْ اَتٰى اُمَّ مَالِكٍ   اَحَادِيْثُ قَوْمِىْ وَالْحَدِيْثُ يَشِيْعُ

اچھا اسے چھوڑ دو، یہ بتاؤ کہ ام مالک کے پاس میری قوم کی خبریں پہنچ گئی ہیں جب تمام اطراف میں یہ خبریں پھیل رہی ہیں۔

وَمُجْنَبُنَا جُرْدًا اِلٰى اَهْلِ يَثْرِبٍ   عَنَاجِيْجَ مِنْهَا مُتْلَدٌ وَنَزِيْعُ

عَشِيَّةَ سِرْنَا فِىْ لُهَامٍ يَقُوْدُنَا   ضَرُوْرُ الْاَعَادِىْ لِلصَّدِيْقِ نَفُوْعُ

اور کیا ام مالک کو یہ خبر بھی پہنچی کہ جس شام کو ہم ایک ایسے لشکر عظیم کے ساتھ جو ہمیں کھینچے لیے جا رہا تھا، نکلے تھے تو اس وقت ہم اپنے خوبصورت اور دراز قامت گھوڑے کو نہایت تیزی سے اہل یثرب کی طرف بڑھائے چلے جا رہے تھے؟ ان گھوڑوں میں کچھ وہ تھے جو ہمارے گھروں میں پیدا ہوئے تھے اور کچھ باہر کے تھے (اور یہ اس مقصد سے کیا جا رہا تھا) کہ جو چیزیں دشمنوں کے لیے نقصان رساں ہوتی ہیں، وہ دوستوں کو منفعت بخشتی ہیں۔

فَلَمَّا رَاَوْنَا خَالَطَتْهُمْ مَهَابَةٌ   وَعَايَنَهُمْ اَمْرٌ هُنَاكَ فَظِيْعُ

وَوَدُّوْا لَوْ اَنَّ الْاَرْضَ يَنْشَقُّ ظَهْرُهَا   بِهِمْ وَصَبُوْرُ الْقَوْمِ ثَمَّ جَزُوْعُ

پھر جب انہوں نے (مسلمانوں نے) ہمیں دیکھا تو دیکھتے ہی ان کے رگ و ریشہ میں

Marfat.com

ہیبت سرایت کر گئی، گویا وہاں انہیں کسی ہیبت ناک چیز نے تاک لیا تھا۔ اس وقت ان میں یہ تمنا پیدا ہو گئی کہ کاش زمین اوپر سے شق ہو کر انہیں اندر لے لے۔ حالت یہ تھی کہ ان لوگوں میں جو بڑے سے بڑا صابر تھا وہ اس موقع پر زیادہ سے زیادہ گھبرایا ہوا تھا۔

وَ قَدْ عُرِّيَتْ بِيضٌ كَاَنَّ وَمِيضَهَا حَرِيقٌ تَرَقّٰى فِى الْاَبَاءِ سَرِيعُ

اور تلواریں نکال کر ننگی کر لی گئی تھیں، جن کی چمک گویا ایسی تیز تھی کہ گھنی شاخوں والی جھاڑی میں بھی سرایت کرتی چلی جا رہی تھی۔

بِاَيْمَانِنَا نَعْلُوبِهَا كُلَّ هَامَةٍ وَمِنْهَا سِمَامٌ لِلْعَدُوِّ ذَرِيعُ

یہ تلواریں ہاتھوں میں لے کر ہم ہر دشمن کے سر پر چڑھے چلے جا رہے تھے، ان میں کچھ زہر آلود تلواریں بھی تھیں، جو دشمن کے لیے جاں لیوا تھیں۔

فَغَادَرْنَ قَتْلَى الْاَوْسَ عَاصِبَةً بِهِمْ ضِبَاعٌ وَطَيْرٌ يَعْتَقِيْنَ وُقُوْعُ

پس ان تلواروں نے قبیلہ اوس کے مقتولین کو ایسی حالت میں چھوڑا کہ ان سے وہ بجو اور پرندے چمٹ رہے تھے، جو ان پر ٹوٹ ٹوٹ کر خوراک حاصل کر رہے تھے۔

وَجَمْعَ بَنِى النَّجَّارِ فِى كُلِّ تَلْعَةٍ بِاَبْدَانِهِمْ مِنْ وَقْعِهِنَّ نَجِيعُ

اور ان تلواروں نے بنو نجار کی جماعت کو بھی ہر ہر قطعہ زمین پر مار مار کر چھوڑ دیا، جن کے بدنوں پر ان تلواروں کی ضرب سے خون جم رہا تھا۔

وَلَوْلَا عَلَوا لِشِعْبِ غَادَرْنَ اَحْمَدًا وَلٰكِنْ عَلَا وَالسَّمْهَرِىُّ شُرُوعُ

اور اگر ان لوگوں کا گھاٹی پر چڑھنا نہ ہو جاتا تو ان تلواروں نے احمد (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو بھی اسی حالت پر پہنچا دیا ہوتا، لیکن وہ حرکت میں آئے ہوئے نیزوں کے سایے میں اوپر چڑھ

Marfat.com

گئے تھے۔

كَمَا غَادَرَتْ فِي الْكَرِّ حَمْزَةَ ثَاوِياً وَفِي صَدْرِهِ مَاضِي الشَّبَاةَ وَقِيعُ

جیسا کہ ان تلواروں نے دوسرے حملے میں حمزہ کو ٹھکانے لگا دیا تھا جب ان کے سینے میں وہ ہتھیار نفوذ کر گیا تھا جو بہت تیز دھار والا تھا۔

وَنُعْمَانَ قَدْ غَادَرْنَ تَحْتَ لِوَاءِهِ عَلَى لَحْمِهِ طَيْرٌ يُجْفَنَ وَقُوعُ

اور جیسا کہ نعمان کو ان تلواروں نے جھنڈے کے نیچے اس حالت کو پہنچا دیا کہ ان کے گوشت پر پرندے گر گر کر اور ان کے پیٹ میں گھس گھس کر اپنا پیٹ بھر رہے تھے۔

بِأُحُدٍ وَأَرْمَاحُ الْكُمَاةِ يَرِدْنَهُمْ كَمَا غَالَ أَشْطَانَ الدِّلَاءِ نُزُوعُ

یہ سب کچھ اُحد کے مقام پر ہوا جہاں بہادروں کے نیزے انہیں کے قصد سے آگے بڑھے تھے۔ یہ نیزے اسی طرح ان سب کو ہلاک کر رہے تھے، جس طرح ڈولوں کی رسیوں کو کوئی پانی کھینچ کھینچ کر توڑ رہا ہو۔

حمزہ رضی اللہ عنہ اللہ کی راہ میں مارے گئے:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ابن زبعری کے اشعار کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور دیگر شہداء اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے گئے۔ ان کے اشعار اس طرح سے ہیں۔

أَشَاقَكَ مِنْ أُمِّ الْوَلِيدِ رُبُوعُ بَلَاقِعُ مَا مِنْ أَهْلِهِنَّ جَمِيعُ

کیا ام ولید کے مکانات نے (اے شاعر!) تجھ سے مخالفت کر لی ہے۔ یہ مکانات اب ایسے چٹیل میدان بنے ہوئے ہیں، جن میں کوئی بھی رہنے والا موجود نہیں ہے۔

Marfat.com

عَفَاهُنَّ صَيْفِيُّ الرِّيَاحِ وَوَاكِفٌ مِنَ الدَّلْوِ رَجَّافُ السَّحَابِ هَمُوْعُ

ان مکانات کو موسم گرما کی تیز و تند ہواؤں نے بالکل ہٹا کر رکھ دیا ہے اور اس بارش سے مٹایا ہے، جو بُرج ''دلو'' سے متعلق گرجنے اور دوڑنے والے اور بے پناہ پانی برسانے والے بادلوں سے ہوتی ہے۔

فَلَمْ يَبْقَ إِلَّا مَوْقِدُ النَّارِ حَوْلَهُ رَوَاكِدُ أَمْثَالِ الْحَمَامِ كُنُوْعُ

پس اب اس مقام پر بجز آگ جلنے کی جگہ کے (یعنی چولھا) اور کچھ بھی نہیں رہا جس کے گرد چھوٹی چھوٹی دیواریں اسی طرح چمٹی ہوئی ہیں جیسے کبوتر اپنی جگہ چمٹے ہوتے ہیں۔

فَدَعْ ذِكْرَ دَارٍ بَدَّدَتْ بَيْنَ أَهْلِهَا نَوًى لِمَتِينَاتِ الْحِبَالِ قَطُوْعُ

اس لیے اب اس گھر کا ذکر ہی چھوڑ دو، جس نے رہنے والوں میں جدائی کرا دی ہے اور ایسی جدائی جس نے مضبوط سے مضبوط محبت کے رشتے توڑ کر رکھ دیے ہیں۔

وَقُلْ إِنْ يَكُنْ يَوْمٌ بِأُحُدٍ يَعُدُّهُ سَفِيْهٌ فَإِنَّ الْحَقَّ سَوْفَ يَشِيْعُ

اور بتا دو کہ اگر کوئی بے وقوف یوم اُحد کو شمار میں لاتا ہے تو لایا کرے دیکھ لینا حق تو عنقریب پھیل کر رہے گا۔

فَقَدْ صَابَرَتْ فِيْهِ بَنُو الْأَوْسِ كُلُّهُمْ وَكَانَ لَهُمْ ذِكْرٌ هُنَاكَ رَفِيْعُ

جنگ احد میں درحقیقت قبیلہ اوس کے تمام لوگوں نے بڑے صبر سے کام لیا، حالانکہ ان کا وہاں بڑا نام تھا۔

وَحَامَى بَنُو النَّجَّارِ فِيْهِ وَصَابَرُوْا وَمَا كَانَ مِنْهُمْ فِي اللِّقَاءِ جَزُوْعُ

أَمَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَا يَخْذُلُوْنَهُ لَهُمْ نَاصِرٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَشَفِيْعُ

Marfat.com

اس جنگ میں بنونجار نے بھی بڑی حمیت اور صبر وضبط سے کام لیا اور ان میں کوئی آدمی ایسا نہ تھا، جو جنگ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گھبرانے والا ہو، وہ آپ کو یوں ہی بے مدد نہیں چھوڑ سکتے تھے، آپ پروردگار کی جانب سے ان کے مددگار اور شفیع تھے۔

وَفَوْا اِذْ كَفَرْتُمْ يَا سَخِيْنَ بِرَبِّكُمْ وَلَا يَسْتَوِىْ عَبْدٌ وَفِىْ مُضِيْعُ

انہوں نے پوری وفاداری دکھائی۔ جب اے قریش! تم نے پروردگار کا کفر کیا اور ایک بے وفا بندہ، جو اپنی وفاداری کا جذبہ کھو چکا ہو، ایک وفادار بندے کے برابر نہیں ہو سکتا۔

بِاَيْدِيْهِمْ بِيْضٌ اِذَا حَمِشَ الْوَغٰى فَلَا بُدَّ اَنْ يَرْدٰى لَهُنَّ صَرِيْعُ

ان کے ہاتھوں میں ایسی تلواریں ہیں کہ جب جنگ زوروں پر ہوتی ہے تو لازم ہو جاتا ہے کہ بچھڑ کر قتل ہو جانے والا خود ان کے سامنے آ کر ہلاک ہو جائے۔

كَمَا غَادَرَتْ فِى النَّقْعِ عُتْبَةَ ثَاوِيًا وَسَعْدًا صَرِيْعًا وَالْوَشِيْجُ شُرُوْعُ

جب ان تلواروں نے عتبہ (عثمان بن ابوطلحہ) کو گرد وغبار میں موت کے گھاٹ اُتار دیا اور سعد کو پچھاڑ کر رکھ دیا، اس وقت جب نیزوں پر نیزے چل رہے تھے۔

اُولٰئِكَ قَوْمٌ سَادَةٌ مِّنْ فُرُوْعِكُمْ وَفِىْ كُلِّ قَوْمٍ سَادَةٌ وَفُرُوْعُ

یہ لوگ (جنہیں ہم نے قتل کر دیا ہے) اپنی قوم میں سرداروں کی حیثیت رکھتے تھے اور تم ان کی شاخوں کی حیثیت رکھتے ہو، اور ہر قوم میں سردار بھی ہوتے ہیں اور ان کی شاخیں بھی۔

بِهِنَّ نُعِزُّ اللّٰهَ حَتّٰى يُعِزَّنَا وَاِنْ كَانَ اَمْرٌ يَا سَخِيْنَ فَظِيْعُ

اے فرشتو! خواہ کتنا ہی ہولناک معاملہ کیوں نہ ہو، ہم انہیں تلواروں سے اللہ کا نام بلند کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ہر موقع پر عزت اور غلبہ عطا فرمائے۔

Marfat.com

فَلَا تَذْكُرُوْا قَتْلَى وَحَمْزَةُ فِيهِمْ ۔۔۔ قَتِيْلٌ ثَوَى لِلّٰهِ وَهُوَ مُطِيْعُ

پس اور مقتولین کا تو ذکر ہی کیا، جب حمزہ رضی اللہ عنہ بھی ان میں مقتول ہو گئے جو اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے اللہ ہی کے راستے میں جاں بحق ہوئے۔

فَإِنَّ جِنَانَ الْخُلْدِ مَنْزِلَةٌ لَهُ ۔۔۔ وَأَمْرُ الَّذِي يَقْضِي الْأُمُورَ سَرِيْعُ

اس لیے دائمی جنتیں ان کا ٹھکانا ہیں اور اس خدا کا حکم بہت جلد چلنے والا ہے جو تمام امور کا فیصلہ کرتا ہے۔

وَقَتْلَاكُمْ فِي النَّارِ أَفْضَلُ رِزْقِهِمْ ۔۔۔ حَمِيْمٌ مَعًا فِي جَوْفِهَا وَضَرِيْعُ

اور تمہارے مقتولین جہنم میں ہوں گے،ان کی سب سے افضل روزی گرم گرم پانی (حمیم) اور ایک قسم کی گھاس (ضریع) ہوگی، جو انہیں جہنم کے بیچوں بیچ ملا کرے گی۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی جدائی کا غم:

سید الشہداء حضرت حمزہ کی جدائی کیغم میں بقول ابن اسحاق حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار بھی کہے ہیں۔

يَا مَيَّ قُوْمِي فَانْدُبَنَّ ۔۔۔ بِسُحَيْرَةَ شَجْوَ النَّوَائِحِ

كَالْحَامِلَاتِ الْوِقْرَ بِا ۔۔۔ لثِّقْلِ الْمُلِحَّاتِ الدَّوَالِحِ

الْمُعْوِلَاتُ الْخَامِشَا ۔۔۔ تُ وُجُوْهُ حُرَّاتٍ صَحَائِحِ

اے میری ماں! اُٹھ کھڑی ہو اور نوحہ کرنے والیوں کا سا غم و اندوہ لے کر مقام سحیرہ پر (مدینہ میں ایک کنوئیں کا نام) فریادوں سے لبریز نوحہ کر ان عورتوں کی طرح نوح کر جو بوجھ کو پوری مشقت کے ساتھ اُٹھا رہی ہوں۔ جو عورتیں منہ نوچ نوچ کر با آواز بلند نوحہ اور آہ و بکا کر

Marfat.com

رہی ہیں۔ان کے چہرے آزاداور شریف عورتوں کے چہرے ہیں۔

وَ کَانَّ سَیْلَ دُمُوْعُھَا الْاَ نَصَابُ تُخْضَبُ بَالذَّبَائِح

اوران کے آنسوؤں کا سیلاب گویا سنگ انصاب ہے، جو قربانی کے جانوروں کے خون سے رنگا جارہا ہے۔

یَنْقُضْنَ اَشْعَارًا لَھُنَّ ھُنَاكَ بَادِیَةَ الْمَسَائِح

یہ نوحہ خواں عورتیں اس جگہ اپنے بال کھولے ہوئے تھیں ان کی مینڈھیاں صاف نظر آرہی تھیں۔

وَ کَانَّھَا اَذْنَابُ خَیْ لِ بَالضُّحٰی شُمْسٍ رَوَامِح

اور وہ مینڈھیاں دان کی روشنی میں ان گھوڑوں کی دُموں کی مانند معلوم ہوتی تھیں، جو چاروں پاؤں کو چلا چلا بدک رہے ہوں۔

مِنْ بَیْنِ مَشْزُوْرٍ مَجْ زُوْرٍ یُذَعْذَعُ بِالْبَوَارِح

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کی مینڈھیاں یا تو سوکھے ہوئے گوشت کی طرح تھیں یا کٹے ہوئے گوشت کی طرح جن پر تیز وتند ہوائیں چل رہی ہوں۔

یَبْکِیْنَ شَجْوًا مُسْلَبَا تٍ کَدَّحَتْھُنَّ الْکَوَادِح

ماتمی لباس پہنے وہ نہایت غم انگیز رونا رو رہی تھیں اوران حادثات نے انہیں بالکل افسردہ کر دیا تھا

وَلَقَدْ اَصَابَ قُلُوْبَھَا مَجْلٌ لَہٗ جُلَبٌ قَوَارِح

ان کے قلوب پر ایسے زخم لگے تھے، جن کی پپڑیاں بے حد تکلیف دہ تھیں۔

Marfat.com

كُنَّا نُرَجِّي إِذْ نُشَايِحْ ... إِذْ أَقْصَدَ الْحِدْثَانُ مِنْ
دَهْرٌ أَلَمَّ لَهُ جَوَارِحْ ... أَصْحَابَ أُحُدٍ غَالَهُمْ
مِنَّا إِذَا بُعِثَ الْمَسَالِحْ ... مَنْ كَانَ فَارِسَنَا وَحَا

یہ زخم اس وقت لگے، جب ان لوگوں پر حوادث ٹوٹ پڑے، جن کے متعلق ہم خود ہی سوچ کر اندیشہ کر رہے تھے کہ مبادا انہیں کوئی گزند پہنچ جائے، یعنی اصحاب اُحد پر جنہیں زخمی کر دینے والے سخت پنجوں والے زمانے نے ہلاک کر دیا اور اس ہستی کو حادثہ پہنچا جو ہمارا زبردست شہسوار تھا اور جو ایسے نازک وقت میں ہمارا محافظ و حامی ثابت ہوتا تھا، جب سرحدات پر مسلح سپاہیوں کو کسی خطرے کے وقت بھیجنا ضروری سمجھا جاتا تھا۔

حمزہ کبھی نہ بھولیں گے:

إِنْسَاكَ مَا صُرَّ اللَّقَائِحْ ... يَا حَمْزَ، لَا وَاللّٰهِ لَا؟
فِ وَأَرْمَلَةٍ تَلَامَحْ ... لِمُنَاخِ أَيْتَامٍ وَأَضْيَا
حَرْبٍ لِحَرْبٍ وَهْيَ لَاقِحْ ... وَلِمَا يَنُوبُ الدَّهْرُ فِي

اے حمزہ رضی اللہ عنہ! خدا کی قسم! اس وقت تک تمہیں نہ بھولوں گا، جب تک یتیموں، مہمانوں اور نیچی آنکھوں سے دیکھنے والے خستہ حالوں کے مقام پر دودھ دینے والی اونٹنیاں دوہی جائیں گی (یعنی کبھی نہ بھولوں گا) اور اس وقت تک نہ بھولوں گا جب تک یہ اونٹنیاں اس مقصد کے لیے دوہی جاتی رہیں گی، جسے زمانہ ایک جنگ میں دوسری جنگ کے لیے نوبت بہ نوبت لاتا ہے اور جنگ کا زور اور شرارہ بڑھتا بھی رہتا ہے (یعنی جنگ جن محرکات کی وجہ سے برپا ہوتی ہے وہ ہمیشہ پیدا ہوں گے اور اس پر جنگ بھی نوع انسانی کی زندگی کے ہر دور میں قیامت تک ہوتی رہے گی مطلب یہ ہے کہ جنگیں ہمیشہ ہوتی رہیں گی اور جب تک جنگیں ہوتی رہیں گی، میں تمہیں فراموش

Marfat.com

نہ کروں گا، ہمیشہ یاد رکھوں گا۔

یَا فَارِسًا یَا مِدْرِهَا   یَا حَمْزَ قَدْ کُنْتَ الْمَصَامِح

عَنَّا شَدِیْدَاتِ الْخُطُو   بِ إِذَا یَنُوْب لَهُنَّ فَادِح

اے شہسوار! اے ہاتھ اور زبان سے قوم کی مدافعت کرنے والے اے حمزہ رضی اللہ عنہ! تم ہی تھے جو سخت سے سخت حوادث کے مقابلے میں اس وقت ہماری طرف سے مدافعت کرتے تھے جب ان حوادث میں سب سے زیادہ بارگراں ڈالنے والا حادثہ باربار حملہ آور ہوتا تھا۔

ذَکَّرْتَنِیْ أَسَدَ الرَّسُوْ   لِ، وَذَاكَ مِدْرَهُنَا الْمُنَافِح

تو نے اے شاعر! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس شیر کی یاد دلا دی، جو ہم سب کی ہر وقت مدافت کرنے والا تھا۔

حمزہ رضی اللہ عنہ جلد غلبہ حاصل کر لیتے تھے:

یَعْلُو الْقَمَاقِمَ جَهْرَةً   سَبْطُ الْیَدَیْنِ أَغَرُّ وَاضِح

وہ (حمزہ رضی اللہ عنہ) بڑے بڑے سرداروں پر ڈنکے کی چوٹ غلبہ اور تفوق حاصل کر لیتے تھے، کشادہ دست دماغ اور شگفتہ مزاج تھے۔

لَا طَائِشٌ رَعِشٌ وَلَا   ذُوْ عِلَّةٍ بِالْحِمْلِ آئِح

وہ اوچھے اور ہلکے نہیں تھے، نہ ان میں کسی موقع پر ارتعاش (کپکپی) پیدا ہوتی تھی اور نہ ان کے پڑوسی کو جو عطائیں اور سہولتیں ان کی طرف سے ملتی تھیں، ان میں ناغہ تک نہیں ہوتا تھا۔

أَوْدَی شَبَابُ أُوْلَی الْحَفَا   ئِظِ وَالثَّقِیْلُوْنَ الْمَرَاجِح

حمیت وغیرت، غیظ وغضب کے نوجوان ہلاک ہو گئے اور وہ لوگ ضائع ہو گئے جو بھاری

Marfat.com

بھر کم اور متحمل و بردبار تھے (یعنی دیگر شہدائے اُحد)

اَلْمُطْعِمُوْنَ اِذَا الْمَشَا تِیْ مَا یُصَفِّقُهُنَّ نَاضِح

لَحْمَ الْجِلَادِ وَ فَوْقَه مِنْ شَحْمِهٖ شُطَبٌ شَرَائِح

اور وہ لوگ بھی ہم سے جدا ہو گئے، جو ایسے وقت میں، جب ایک بھوکا شخص بکریوں سے جو دودھ دوہتا تھا، وہ بھی اس کی ضرورت کے لیے کافی نہ ہوتا تھا (یعنی قلت غذا اور قحط کے عالم مین) بڑے بڑے موٹے تازے اونٹوں کا گوشت کاٹ کر لوگوں کو کھلایا کرتے تھے، ایسا بہترین گوشت جس پر چربی کی دھاریاں نظر آتی تھیں۔

لِيُدَافِعُوْا عَنْ جَارِهِمْ مَارَامَ ذُو الضَّغْنِ الْمُكَاشِح

اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنے پڑوسیوں کی مدافعت ان کینہ پرور دشمنوں سے کر سکیں، جو ان کی طرف ٹیڑھی نگاہ سے دیکھنے کی کوشش کریں۔

لَهْفِی لِشُبَّانٍ رُزِئْنَا هُمْ كَاَنَّهُمُ الْمَصَابِح

ان نوجوانوں کا افسوس ہے جن کے جدا ہو جانے سے ہم مصیبت زدہ ہو گئے ہیں وہ نوجوان ہمارے لیے چراغوں کی طرح تھے۔

شُمٌّ، بِطَارِقَةٌ غَطَا رِفَةٌ خَضَارِمَةٌ مَسَامِح

وہ نوجوان ناک والے اور باعزت تھے امیر و رئیس تھے، سردار تھے فیاض و سخی تھے اور نہایت کھرے لوگ تھے۔

اَلْمُشْتَرُوْنَ الْحَمْدَ بِالْاَ مْوَالِ اِنَّ الْحَمْدَ رَابِح

یہ نوجوان اپنے اموال کی بخشش سے تعریف و مدح حاصل کرتے تھے کیونکہ لوگوں میں ہر

Marfat.com

دل عزیزی اوران کی مدح وتعریف حاصل کر لینا اصل نفع ہے۔

وَالْجَامِزُوْنَ بِالْجَمِهِمْ　　　يَوْماً إِذَامَا صَاحَ صَائِح

اپنے گھوڑوں کی لگامیں پکڑ کر میدان جنگ کے اندر ایسے نازک وقت میں کود جات تھے، جب لوگ گھبرا کر چیخنے چلانے لگتے تھے۔

مَنْ كَانَ يُرْمٰى بِالنَّوَا　　　قِرِمَنْ زَمَانٍ غُبْرٍ صَالِحِ

افسوس وہ ہستی بھی حوادث کا شکار ہوگئی جس پر فلک کج رفتار کی طرف سے حوادث کے تیر برسائے گئے

مَا إِنْ تَزَالُ رِكَابُهٗ　　　يَرْسِمْنَ فِيْ غُبْرٍ صَحَاصِح

رَاحَتْ تَبَارِيْ وَهُوَفِيْ　　　رَكْبٍ صُدُوْرُهُمْ رَوَاشِح

حَتّٰى تَنُوْبُ لَهُ الْمَعَا　　　لِيْ لَيْسَ مِنْ فَوْزِ السَّفَائِح

یہ وہ ہستی تھی کہ ایسے جنگ جو سواروں کے ساتھ جن کے سینے جدو جہد کے باعث پسینے میں شرابور تھے، جب تک قمار کے منحوس تیروں کی کامیابی سے بچتے ہوئے بلند رتبے اس کے حصے میں نہ آجاتے اوراس کا مقصد پورا نہ ہو جاتا، اس وقت تک اس کے اونٹ غبار آلود چٹیل میدانِ جنگ میں مسلسل دوڑ دھوپ میں لگے رہتے (''سفیح '' قمار کے تیروں میں وہ تیر تھا جس پر لکھا ہوا تھا کہ ''کوئی حصہ نہیں''، جس کے نام یہ تیر نکلتا، وہ ناکام رہتا گویا اس تیر سفیح کی کامیابی میں اس قمار باز کی ناکامی ہوتی ہے، جس کے نام یہ نکلتا ہے۔

حمزہ رضی اللہ عنہ کی جدائی سے ہم تنہا ہو گئے

يَا حَمْزَ قَدْ أَوْ حَدْتَنِيْ　　　كَالْعُوْدِ شَذَّبَهُ الْكَوَافِح

اے حمزہ رضی اللہ عنہ! تم نے ہمیں اس شاخ کی مانند اکیلا چھوڑ دیا، جسے کاٹنے والوں نے درخت سے کاٹ کر الگ کر دیا ہے۔

اَشْکُوْا اِلَیْکَ وَفَوْقَکَ ال　　تُرْبُ الْمُکَوَّرُ وَالصَّفَائِح

مِنْ جَنْدَلٍ نُلْقِیْہِ فَوْقَ　　کَ اِذَا جَاءَ وَالضَّرِحَ ضَارِحٍ

فِیْ وَاسِعٍ یَحْشُوْنَہٗ　　بِالتُّرْبِ سَوَّتْہُ الْمَمَاسِح

اس کے باوجود تم پر.......... تہ بہ تہ مٹی اور پتھروں کے چوڑے چوڑے تختے پڑے ہیں میں تمہیں سے گلہ وشکوہ کرتا ہوں، افسوس! یہ مٹی ہم تم پر.......... اس وقت ڈال رہے تھے، جب قبر کھودنے والے نے قبر تیار کر دی تھی۔ پھر تمہیں اس وسیع قبر میں دفنا کر لوگوں نے مٹی سے اسے بھر کر پہاڑوں سے برابر کر دیا۔

فَعَزَؤُنَا اَنَّا نَقُوْلُ　　وَقَوْلُنَا بَرْحٌ بِوَارِح

پس ہماری تعزیت یہی ہے کہ ہم اپنی بات کرتے رہیں، حالانکہ ہم جو بھی باتیں کریں گے، اس سے سامعین کے دل دردمند ہو جائیں گے۔

مِنْ کَانَ اَمْسٰی وَھُوَ عَمَّا　　اَوْقَعِ الْحَدْثَانِ جَانِح

فَلْیَاتِنَا فَلْتَبْکِ عَیْنَا　　ہُ لِھَلْکَانَا النَّوَافِحِ

اَلْقَائِلِیْنَ الْفَاعِلِیْنَ　　ذَوِی السَّمَاحَۃِ وَالْمَمَادِحِ

حادثات نے جو واقعات رونما کیے ہیں، ان سے پہلو تہی کر کے شام کو کون چلا گیا تھا؟ اب وہ سب آئیں اور اپنی آنکھوں سے ہمارے ان مقتولین پر آنسو بہائیں، جو بھلائیاں کر کے پھولے نہیں سماتے تھے، جو کچھ کہہ دیتے تھے، پورا کر کے دکھاتے تھے، جو جود وسخا میں یکتائے

روزگار تھے اور جو ہر قسم کی قابل تعریف صفات کے حامل تھے۔

مَنْ لَایَزَالُ نَدَی یَدَیْہِ لَہٗ طَوَالَ الدَّھْرِ مَائِحِ

یہ وہ لوگ تھے جن کے ہاتھوں کے عطایا ضرورت مندوں کے لیے ہمیشہ جاری تھے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر آنسو بہالے:

اَتَعْرِفُ الدَّارَ عَفَا رَسْمُھَا بَعْدَکَ صَوْبَ الْمُسْبِلُ الْھَاطِلِ

کیا تم حبیب کا گھر پہچان سکتے ہو؟ تمہارے بعد لگاتار اور مسلسل موسلا دھار بارش نے اس کے نشانات تک مٹا ڈالے ہیں۔

بَیْنَ السَّرَادِیْحِ فَاُدْمَانَۃٍ فَمَدْفَعُ الرَّوْحَاءِ فِیْ حَائِلِ

یہ گھر وادیوں، مقام اومان اور طی پہاڑ کی وادی ''حائل'' میں روحاء کے پانی کے جمع ہونے کی جگہ کے مابین واقع تھا۔

سَاَلْتُھَا عَنْ ذَاکَ فَاسْتَعْجَمَتْ لَمْ تَدْرِ مَا مَرْجُوْعَۃَ السَّائِلِ

میں نے اس دار (گھر) سے اس کا سبب دریافت کیا تو وہ گونگا بن گیا، اسے نہیں معلوم تھا کہ سوال کرنے والے کا جواب کیا ہو سکتا ہے؟

دَعْ عَنْکَ دَارًا قَدْ عَفَا رَسْمُھَا وَابْکِ عَلٰی حَمْزَۃَ ذِی النَّائِلِ

اچھا، اے مخاطب! دار کا ذکر چھوڑ و، اس کا تو نشان بھی مٹ گیا اور اب صاحب عطاء و بخشش حمزہ رضی اللہ عنہ پر وہ آنسو بہالے۔

اَلْمَالِیءِ الشِّیْزَی اِذَا اَعْصَفَتْ غَبْرَاءُ فِی الشَّیْمِ الْمَاحِلِ

اس حمزہ رضی اللہ عنہ پر آنسو بہالے، جو ضرورت مندوں اور غریبوں کے لکڑی کے پیالے کو اس

Marfat.com

وقت بھر دیتا تھا، جب موسم سرما کی قحط سالی کے وقت غبار آلود ہوائیں تیز اور سخت ہو جاتی تھیں۔

وَالتَّارِكُ الْقِرْنَ لَدَى لِبْدَةٍ يَعْثُرُ فِي ذِي الْخُرُصِ الذَّابِلِ

حمزہ رضی اللہ عنہ وہ شخص تھے جو اپنے جنگ کے حریف کو بڑے بڑے بالوں والے شیر کے سامنے (یعنی خود اپنے سامنے) پتلے نوک دار نیزوں کے درمیان ٹھوکریں (اور قلابازیاں) کھاتا ہوا چھوڑ دیتے تھے۔

وَاللَّابِسِ الْخَيْلَ إِذَا حَجَمَتْ كَاللَّيْثِ فِي غَابَتِهِ الْبَاطِلِ

اور وہ شخص تھے کہ جب سوار جوش میں آتے تو انہیں اس شیر کی مانند ہکا بکا کر دیتے، جو اپنی کچھار میں ہو۔

أَبْيَضُ فِي الذِّرْوَةِ مِنْ هَاشِمٍ لَمْ يَمْرُدُونَ الْحَقَّ بِالْبَاسِلِ

وہ خاندان بنی ہاشم میں چوٹی کے آدمی تھے، وہ حق کو چھوڑ کر باطل کے لیے نہیں جھگڑتے تھے۔

مَالَ شَهِيدًا بَيْنَ أَسْيَافِكُمْ شُلَّتْ وَحْشِيَّ مِنْ قَاتِلِ

اے کفار! وہ تمہاری تلواروں کے درمیان شہید ہو گئے، خدا کرے وحشی کے دونوں ہاتھ شل ہو جائیں، جوان کا قاتل ہے۔

أَيَّ امْرِئٍ غَادَرَ فِي أَلَّةٍ مَطْرُورَةٍ مَارِنَةِ الْعَامِلِ

وحشی نے یہ نہ سوچا کہ کس شخص کو وہ اس حربے کا شکار بنا رہا ہے؟ اس حربے کو اس نے خوب تیز کیا تھا اور اس کی نوک بھی بالکل باریک تھی۔

Marfat.com

حمزہ رضی اللہ عنہ کے جانے سے زمین تاریک ہوگئی:

اَظْلَمَتِ الْاَرْضُ لِفِقْدَانِهٖ وَاسْوَدَّ نُوْرُ الْقَمَرِ النَّاصِلِ

حمزہ رضی اللہ عنہ کے فقدان سے ساری زمین تاریک ہوگئی اور بادلوں سے نکلنے والے چاند کی روشنی پر سیاہی چھا گئی۔

صَلّٰى عَلَيْهِ اللّٰهُ فِىْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ مُكْرَمَةِ الدَّاخِلِ

اللہ تعالیٰ اپنی رحمت نازل فرما کر انہیں جنت عالی میں اکرام و اعزاز کے ساتھ داخل کرے۔

كُنَّا نَرٰى حَمْزَةَ حِرْزًا لَنَا فِىْ كُلِّ اَمْرٍ نَابَنَا نَازِلِ

ہم لوگ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو اپنے آپ نازل ہونے والے حوادث میں تعویذ کی طرح محافظ پاتے تھے۔

وَكَانَ فِى الْاِسْلَامِ ذَا تُدْرَءٍ يَكْفِيْكَ فَقْدَ الْقَاعِدِ الْخَاذِلِ

وہ اسلام کے بڑے حامی اور مدافع تھے، جو پیچھے بیٹھ جانے والوں اور مدد چھوڑ دینے والوں کو کمی پوری کر دیتے تھے۔

لَا تَفْرَحِيْ يَاهِنْدُ وَاسْتَحْلِبِىْ دَمْعًا وَاَذْرِىْ عَبْرَةَ الثَّاكِلِ

اے ہند! تو خوشی نہ منا، بلکہ آنسوؤں کا دودھ نکال اور بچے کھو دینے والی ماں کی طرح بڑے بڑے آنسو گرا۔

وَابْكِىْ عَلٰى عُتْبَةَ اِذْ قَطَّهٗ بِالسَّيْفِ تَحْتَ الرَّهَجِ الْجَائِلِ

اور عتبہ پر رو جسے حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار سے اڑتے ہوئے غبار میں چیر کر رکھ دیا تھا۔

Marfat.com

اِذْ خَـرَّ فِـىْ مَشْيَـخَةٍ مِـنْـكُـمْ مِنْ كُلِّ عَـاتٍ قَلْبُـهُ جَـاهِـلِ

جب عتبہ تمہارے ان بڑے بڑے لوگوں کے بیچ میں دھڑام سے گرا تھا، جن میں ہر آدمی سرکش اور جاہل تھا۔

اَرْدَاهُـمْ حَـمْـزَةُ فِـىْ اُسْـرَةٍ يَمْشُوْنَ تَحْتَ الْحَلَقِ الْفَاضِلِ

انہیں حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس گروہ کی موجودگی میں ہلاک کر دیا، جو زمین سے رگڑتی ہوئی زرہوں میں چل رہے تھے۔

غَـدَاةَ جِبْـرِيْـلَ وَزِيْـرٌ لَـهُ نِـنعْمَ وَزِيْـرُ الْفَـارِسِ الْحَامِلِ

اس روز حضرت جبریل (علیہ السلام) حضرت حمزہ کے معاون تھے اور اس حملہ آور شہسوار کے یہ کتنے اچھے معاون تھے۔

حمزہ کو کھو کر میں بوڑھا ہو گیا:

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی شہادت سے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بھی بہت غمزدہ ہوئے اپنی کیفیت اشعار کی صورت میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

طَرَقَتْ هُمُوْمُكَ فَالرُّقَادُ مُسَهَّدُ وَجَزِعْتَ اَنْ سُلِخَ الشَّبَابُ الْاَغْيَدُ

وَدَعَتْ فُؤَادَكَ لِلْهَوٰى ضَمْرِيَّةٌ فَهَوَاكَ غَوْرِيٌّ وَصَحْوُكَ مُنْجِدُ

تیرے افکار نے رات کو آ کر کھٹکھٹایا اور نیند اچاٹ ہوگئی اور اُس شخص کی سی حالت ہوگئی، جس کی نیند اُڑ گئی ہو۔ پھر تو نے اس بات پر واویلا کیا کہ پُر کیف اور راحت افزا شباب چھین لیا گیا اور ضمریہ نے تیرے دل کو محبت والفت کی دعوت دی، پس تیرا یہ عشق پست ہے اور اب تیرے ہوش میں آ جانے ہی سے بلندی کی پرواز حاصل ہو سکتی ہے۔

Marfat.com

فَدِعِ التَّمَادِیَ فِی الْغَوَایَةِ سَادِرًا قَدْ کُنْتَ فِی طَلَبِ الْغَوَایَةِ تُفْنِدُ

اس لیے اس گمراہی اور بے راہ روی میں بھٹکنے والے! یہ تساہل اور تغافل چھوڑ دے، تو بے راہ روی کے پیچھے پڑ کر بہت بے وقوف بنایا جاتا رہا ہے۔

وَلَقَدْ اَنّٰی لَکَ اَنْ تَنَاهِیَ طَائِعًا اَوْ تَسْتَفِیقَ اِذَا نَهَاکَ الْمُرْشِدُ

اور اب تیرے لیے وقت آ گیا ہے کہ اطاعت کر کے باز آ جائے، تا کہ جب، تجھے ہادی و مرشد کسی بات سے منع کرے تو ہوش میں آ جائے۔

وَلَقَدْ هُدِدْتُ لَفَقْدِ حَمْزَةَ هَدَّةً ظَلَّتْ بَنَاتُ الْجَوْفِ مِنْهَا تَرْعَدُ

اور اب حمزہ رضی اللہ عنہ کو کھو کر بالکل شکستہ اور بوڑھا ہو گیا ہوں کہ اس کے باعث اعضاء باطنی قلب وجگر وغیرہ بھی کانپنے لگے ہوں۔

وَلَوْ اَنَّهٗ فُجِعَتْ حِرَاءُ بِمِثْلِهٖ لَرَاَیْتُ رَاسِیَ صَخْرِهَا یَتَبَدَّدُ

اس جیسے صدمے سے اگر حراء پہاڑ کو درد والم پہنچتا تو ہم اس کے مضبوط سے مضبوط جے ہوئے پتھر کو بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھتے۔

قَرْمٌ تَمَکَّنَ فِی ذُؤَابَةِ هَاشِمٍ حَیْثُ النُّبُوَّةُ وَالنَّدَی وَالسُّؤْدَدُ

حمزہ رضی اللہ عنہ ایک ایسے سردار تھے، جو بنو ہاشم میں چوٹی کے آدمی تھے جن میں نبوت، عطا و بخشش اور سرداری کی صفات موجود تھیں۔

وَالْعَاقِرُ الْکُوْمَ الْجِلَادَ اِذَا غَدَتْ رِیْحٌ یَکَادُ الْمَاءُ مِنْهَا یَجْمُدُ

وہ ایسے وقت میں، جب جاڑوں کی سخت ہوائیں صبح کے وقت چلتی تھیں اور پانی تک جم کر منجمد ہو جاتا تھا، بڑے کوہان والے مضبوط اونٹوں کو ذبح کر کے لوگوں کی مہمان نوازی

کرتے تھے۔

حمزہ رضی اللہ عنہ شیر تھے:

وَالتَّارِكِ الْقِرْنَ الْكَمِيَّ مُجَدَّلاً يَوْمَ الْكَرِيهَةِ وَالْقَنَا يَتَقَصَّدُ

وہ بڑے بڑے بہادر حریفوں کو جنگ کے موقع پر جب نیزوں پر نیزے ٹوٹ رہے ہوتے، زمین پر لتھڑ دیا کرتے تھے۔

وَتَرَاهُ يُرْفُلُ فِي الْحَدِيدِ كَأَنَّهُ ذُولِبْدَةٍ شَثْنُ الْبَرَاثِنَ أَرْبَدُ

اور تم انہیں دیکھتے کہ تلوار لے کر اس ناز و انداز اور فخر و مباہات سے چلتے، گویا ایک ایسے بھورے رنگ کے شیر ہیں جس کی گردن پر بڑے بڑے بال ہوں، اور اس کے پنجے بہت سخت ہوں۔

عَمَّ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ وَصَفِيَّهُ وَرَدَ الْحِمَامَ فَطَابَ ذَاكَ الْمَوْرِدُ

وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور ان کے چنے ہوئے آدمی تھے، انہوں نے موت کے چشمے سے پانی پی لیا اور چشمہ ان کے لیے بہت اچھا ثابت ہوا۔

وَأَتَى الْمَنِيَّةَ مَعْلِمًا فِي أُسْرَةٍ نَصَرَ وَالنَّبِيَّ وَمِنْهُمُ الْمُسْتَشْهِدُ

اور انہوں نے اس گروہ کی موجودگی میں موت کو لبیک کہا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ برابر تعاون کرتے اور ان میں سے لوگ شہادت حاصل کرنے کے متمنی رہے ہیں۔

وَلَقَدْ إِخَالُ بِذَاكَ هِنْدًا بُشِّرَتْ لَتُمِيتُ دَاخِلَ غُصَّةٍ لَا تَبْرُدُ

مِمَّا صَبَحْنَا بِالْعَقَنْقَلِ قَوْمَهَا يَوْمًا تَغَيَّبَ فِيهِ عَنْهَا الْأَسْعَدُ

وَبِبِئْرِ بَدْرٍ إِذْ يَرُدُّ وُجُوهَهُمْ جِبْرِيلُ تَحْتَ لِوَائِنَا وَمُحَمَّدُ

اور میں خیال کرتا ہوں کہ اگر ہند کو اس چیز کی بشارت دے دی جائے کہ ریت کے ٹیلوں پر

Marfat.com

ہم نے اس کی قوم کے لوگوں کو جنگ کا مزہ چکھا دیا اور اس میں اسعد بھی غائب ہو گیا ہے اور اگر اس بات کو بھی بشارت دے دی جائے کہ جنگ بدر میں جبریل علیہ السلام اور محمد مصطفیٰ ﷺ ہمارے جھنڈے کے نیچے ان کے چہرے کو پھیر رہے تھے تو وہ اپنے اندرونی غصے کو خود ہی ٹھنڈا کرے گی جو ٹھنڈا ہونے کا نام نہیں لیتا۔

حَتّٰی رَاَیْتُ لَدَی النَّبِیِّ سَرَاتَھُم   قِسْمَیْنِ ،یَقْتُلُ مَنْ نَشَاءَ وَیَطْرُدُ

یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ان کے چنے ہوئے آدمیوں کو دو قسموں میں بٹے ہوئے دیکھے ایک وہ لوگ جنہیں ہم نے چاہا، رسول اللہ ﷺ نے انہیں قتل کر دیا اور دوم وہ جنہیں رسول اللہ ﷺ نے دفع کر دیا۔

فَاَقَامَ بَالْعَطْنِ الْمُعَطَّنِ مِنھُمْ   سَبْعُوْنَ عُتْبَۃُ مِنھُمْ وَالْاَسْوَدُ

پس ان میں سے ستر آدمی اس اونٹ کی طرح وہیں ڈھیر ہو گئے جو پانی کے قریب اپنی جگہ عادۃً بیٹھا کرتا ہے، ان ستر آدمیوں میں عتبہ اور ان کے بڑے بڑے شیر شامل ہیں۔

وَابْنُ الْمُغِیْرَۃَ قَدْ ضَرَبْنَا ضَرْبَۃً   فَوْقَ الْوَرِیْدَ لَھَا رِ شَاشٌ مُزْبِدُ

اور ابن مغیرہ کی شہ رگ پر ہم نے تلوار کی ایک ایسی ضرب لگائی جس سے خون بہنے لگا اور اس خون سے جھاگ اُٹھ رہا ہے۔

وَاُمَیَّۃَ الْجُمَحِیُّ قَوْمَ مَیْلَہ   عَضْبٌ بَاَیْدِی الْمُوْمِنِیْنَ مُھَنَّدُ

اور امیہ جمحی کا رُخ اس ہندی تلوار نے سیدھا کر دیا، جو ارباب ایمان کے ہاتھ میں تھی۔

فَاَتَاکَ فَلُّ الْمُشْرِکِیْنَ کَاَنَّھُمْ   وَالْخَیْلُ تَشْفِنُھُمْ نَعَامٌ شُرَّدُ

پس تیرے پاس مشرکوں میں سے وہ شکست خوردہ لوگ پہنچے، جن کا عالم یہ تھا کہ بدکے

ہوئے شتر مرغوں کی طرح بھاگ رہے تھے اور ہمارے گھوڑے ان کا پیچھا کر رہے تھے۔

شَتَّانَ مَنْ هُوَ جَهَنَّمَ ثَاوِيًا   اَبَدًا وَمَنْ هُوَ فِي الْجِنَانِ مُخَلَّدُ

ایک وہ لوگ ہیں، جن کا ٹھکانا ہمیشہ کے لیے جہنم ہی ہے اور دوسرے وہ لوگ ہیں، جو جنت میں دائمی طور پر رہنے والے ہیں، ان دونوں قسم کے لوگوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

حمزہ رضی اللہ عنہ جنگ میں کود جانے والے شیر تھے:

صَفِيَّةُ! قُوْمِيْ وَلَا تَعْجِزِيْ   وَبَكِّيَ النِّسَاءَ عَلٰى حَمْزَةِ

وَلَا تَسْأَمِيْ اَنْ تُطِيْلِي الْبُكَاءِ   عَلٰى اَسَدِ اللّٰهِ فِي الْهِزَّةِ

اے صفیہ رضی اللہ عنہا! اُٹھ کھڑی ہو، عاجزی و مجبوری نہ دکھا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر آہ و بکاء کرنے کے لیے عورتوں کو آمادہ کر۔ اگر اللہ کے اس شیر پر جو میدانِ جنگ کے اندر حرکت میں آجاتا تھا۔ طویل سے طویل مدت تک آہ و بکاء کی نوبت آئے تو اکتانہ جانا۔

فَقَدْ كَانَ عِزًّا لِاَيْتَامِنَا   وَلَيْثُ الْمَلَاحِمِ فِي الْبِزَّةِ

وہ ہمارے یتیموں کے لیے دوسروں پر غالب آجاتا تھا اور بڑے بڑے معرکوں میں اسلحہ جنگ کے ساتھ کود جانے والا شیر تھا۔

يُرِيْدُ بِذَاكَ رِضَا اَحْمَدِ   وَرِضْوَانَ ذِ الْعَرْشِ وَالْعِزَّةِ

اس سے ان کا مقصد بجز اس کے کچھ نہ تھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مالکِ عرش و سماء اور صاحب قوت خدا کی خوشنودی حاصل کریں۔

حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت صدمہ ہوا:

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ (ذیل کے) ان اشعار میں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ حضرت

Marfat.com

حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ پر آہ و بکا کرتے ہیں جبکہ ابن ہشام کا کہنا ہے کہ یہ اشعار بھی حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے کہے ہوئے ہیں۔

بَکَتْ عَیْنِیْ وَحَقَّ لَهَا بُکَاهَا وَمَا یُغْنِی الْبُکَاءِ وَلَا الْعَوِیْلُ

عَلٰی اَسَدَ الْاِلٰهِ غَدَاةَ قَالُوْا اَحَمْزَةُ ذَاکُمُ الرَّجُلُ الْقَتِیْلُ

میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور ایسا ہوا بھی چاہیے تھا، لیکن آہ و بکا اور شور وشیون سے کیا فائدہ؟ میرے آنسو شیر خدا حمزہ رضی اللہ عنہ پر اس وقت نکل پڑے، جب لوگوں نے کہا کہ کیا یہ مقتول آدمی حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں؟

اُصِیْبَ الْمُسْلِمُوْنَ بِهٖ جَمِیْعًا هُنَاكَ وَقَدْ اُصِیْبَ بِهِ الرَّسُوْلُ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل سے تمام مسلمانوں کو تکلیف پہنچی ہے اور تو اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا سخت صدمہ ہوا ہے۔

اَبَا یَعْلٰی لَكَ الْاَرْکَانَ هُدَّتْ وَاَنْتَ الْمَاجِدِالْبَرُّ الْوَصُوْلُ

عَلَیْكَ سَلَامُ رَبِّكَ فِیْ جِنَانٍ مُخَالِطُهَا نَعِیْمٌ لَایَزُوْلُ

اے ابو یعلیٰ! (حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی کنیت) تمہارے تمام اعضاء کاٹ ڈالے گئے۔ حالانکہ تم ایک شریف، نیک اور سب کے کام آنے والے فرد تھے تم پر تمہارے رب کی طرف سے اس جنت میں سلامتی پہنچے، جس میں لازوال عیش و آرام ملتا رہے گا۔

اَلَایَا هَاشِمُ الْاَخْیَارُ صَبْرًا فَکُلُّ فِعَالُکُمْ حَسَنٌ جَمِیْلٌ

اے ہاشمی! جو صبر میں سب سے بہتر تھے، تمہارا ہر کام نہایت حسین و جمیل تھا۔

رَسُوْلُ اللّٰهِ مُصْطَبِرٌ کَرِیْمٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ یَنْطِقُ اِذْ یَقُوْلُ

Marfat.com

اللہ کے رسول صابر اور کریم آدمی ہیں، وہ جب کچھ فرماتے ہیں، اللہ ہی کی بات دہن مبارک سے نکالتے ہیں۔

اَلَا مَنْ مُبْلِغٌ عَنِّی لُوَیًّا فَبَعْدَ الْیَوْمِ دَائِلَۃٌ تَدُوْلُ

وہ آدمی کون ہے، جو میری جانب سے قبیلہ لوٴمری کو پیغام پہنچادے کہ اس جنگ کے بعد بھی دوسری جنگ کی نوبت آ کر رہے گی۔

وَقَبْلَ الْیَوْمِ مَا عَرَفُوْا وَذَاقُوْا وَقَائِعَنَا بِھَا یُشْفَی الْغَلِیْلُ

اور اس جنگ سے پہلے (جنگ بدر میں) کفار نے ہمیں خوب پہچان لیا تھا اور ہمارے مقابلے کا مزہ بھی چکھ لیا تھا، جس سے پیاسوں کی پاس خوب بجھائی جا رہی تھی۔

غَدَاۃَ تَرَی اَبُوْجَھْلٍ صَرِیْعًا عَلَیْہِ الطَّیْرُ حَائِمَۃٌ تَجُوْلُ

اور جب ابوجہل کو پچھاڑ کر قتل کر دیا گیا تھا اور اس کے اوپر پرندے گھوم گھوم کر چکر لگا رہے تھے۔

وَعُتْبَۃُ وَابْنُہٗ خَرَّا جَمِیْعًا وَشَیْبَۃُ عَضَّہُ السَّیْفُ الصَّقِیْلُ

اور عتبہ اور اس کا بیٹا دونوں گرے پڑے تھے اور شیبہ کو صیقل کی ہوئی تلوار نے چاک کر کے رکھ دیا تھا۔

وَمَتْرُکُنَا اُمَیَّۃَ مُجْلَعِبًّا وَفِیْ حَیْزُوْمِہٖ لَدْنٌ نَبِیْلُ

اور ہم نے امیہ کو زمین پر دراز کر دیا تھا اور اس کے حلق میں بڑا سا نیزہ داخل تھا۔

وَھَامُ بَنِیْ رَبِیْعَۃَ سَائِلُوْھَا فَفِیْ اَسْیَافِنَا مِنْھَا فُلُوْلُ

اور بنو ربیعہ کی کھوپریوں سے دریافت کرو، ان کھوپڑیوں کی وجہ سے ہماری تلواریں دندانہ

Marfat.com

دار ہو گئی تھیں۔

اَلَا یَا ھِنْدُ فَابْکِی لَا تَمَلِّی فَانْتِ الْوَالِہُ الْعَبْرَی الْھَبُوْلُ

اے ہند! اب خوب رو اور رونے سے اُکتا بھی نہیں، کیونکہ تو بڑے آنسو بہانے والی اور اپنی اولاد کو ضائع کر دینے والی ہے (گویا تو ان تمام مقتول مشرکوں کی ماں ہے)

اَلَا یَا ھِنْدُ لَا تُبْدِی شِمَاتًا بِحَمْزَۃَ اِنَّ عِزَّکُمْ ذَلِیْلٌ

اے ہند! تیرے دل میں حمزہؓ سے جو بغض و کینہ ہے اب اسے مت ظاہر کرو، کیونکہ تیری عزت خاک میں مل چکی ہے۔

☆☆☆

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل کی آمد:

جس طریقہ سے سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی شہادت سے بہت صدمہ ہوا اس لیے وحشی کو اشتہاری مجرم قرار دیا گیا جب مکہ فتح ہوا تو وحشی طائف بھاگ گیا۔ پھر جب طائف کا وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کے لیے تیار ہوا تو لوگوں نے وحشی سے کہا کہ تم بھی وفد کے ساتھ چلے جاؤ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفیروں سے بُرا سلوک نہیں کرتے چنانچہ وحشی ساتھ ہو گیا اور مدینہ طیبہ پہنچ کر کلمہ اسلام پڑھتا ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ گیا۔ وحشی اول تو سفیر کی حیثیت سے اور پھر مسلمان ہو کر آیا تھا اس لیے اس کے ساتھ بُرا سلوک نہیں ہو سکتا تھا تاہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کا چہرہ دیکھنا گوارا نہ کیا۔ وحشی سے پوچھا، کیا تم نے ہی حمزہ (رضی اللہ عنہ) کو شہید کیا تھا۔ اس نے شرمساری سے کہا' آپ نے جو سُنا ہے درست ہے۔ ارشاد فرمایا' اگر ہو سکے تو تم اپنا چہرہ مجھے نہ دکھایا کرو۔ وحشی تعمیل ارشاد کے سوا کیا کر سکتا تھا اس لیے فوراً سامنے سے ہٹ گیا۔ (سیر الصحابہ جلد ہفتم)

وحشی کا بیان:

اس حوالے سے وحشی نے خود بیان کیا ہے کہ

میں مکہ ہی میں مقیم تھا، لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ کو فتح کر لیا، میں بھاگ کر طائف چلا گیا اور وہیں ٹھہرا رہا۔ جب طائف کا وفد اسلام قبول کرنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

Marfat.com

میں گیا تو اس وقت میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا تھا کہ کیا کیا جائے اور کیا نہ کیا جائے۔ میں نے سوچا کہ میں شام، یمن یا کسی دوسرے ملک میں چلا جاؤں، خدا جانتا ہے، میں اسی سوچ میں تھا کہ ایک شخص نے مجھ سے کہا، تیرا بُرا ہو واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی ایسے شخص کو قتل نہیں کرتے جو ان کا دین قبول کر کے اس میں داخل ہو جائے اور کلمہ شہادت پڑھ لے۔''

وحشی نے بیان کیا۔''جب مجھے یہ معلوم ہوا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے مدینہ چلا گیا۔ آپ کو ایسا اچنبھا کبھی نہ ہوا ہوگا۔ جیسا کہ مجھے اپنے سر پر کھڑا ہوا اور کلمہ شہادت پڑھتا ہوا دیکھ کر ہوا۔'' آپ نے مجھے دیکھ کر پوچھا۔''کیا وحشی ہو؟'' میں نے کہا''جی ہاں'' یا رسول اللہ فرمایا:''بیٹھ جاؤ اور ہمیں بتاؤ کہ تم نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو کس طرح قتل کیا تھا۔''

وحشی کہتا ہے، میں نے سارا واقعہ ٹھیک اسی طرح بیان کر دیا، جیسا کہ پیش آیا تھا۔ جب میں بات ختم کر چکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''وَيْحَكَ! غَيِّبْ عَنِّي وَجْهَكَ، فَلَا أُرَيَنَّكَ'' تیرا برا ہوا! اپنا چہرہ میرے سامنے سے ہٹالے۔ میں تیرا چہرہ پھر کبھی نہ دیکھوں گا۔ وحشی نے کہا: اس کے بعد جہاں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے، میں ہمیشہ ایک طرف منہ چھپا کر کھڑا ہو جاتا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو میری شکل نظر نہ آئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک میرا یہی حال رہا۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم)

مسیلمہ کذاب کا قتل:

مسیلمہ کذاب جھوٹا مدعی نبوت تھا اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہلا بھیجا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد حکومت میرے نام کر دیں تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کروں گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں ایک چھڑی تھی یا درخت کی شاخ تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا، اگر مسیلمہ مجھ سے یہ بھی مانگے تو نہیں دوں گا خلافت تو بڑی چیز ہے۔ یہ سن کر مسیلمہ مدینہ طیبہ سے چلا گیا اور نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر دیا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں پیشنگوئی فرمائی کہ مسیلمہ ہلاک ہوگا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا جرم وحشی کے دل پر ایک ایسا زخم تھا جو اسے ہمیشہ بے چین

رکھتا تھا وہ اسلام قبول کرنے کے بعد سے برابر اس کی تلافی کی کوشش میں لگا ہوا تھا اور پھر خوش قسمتی سے اس کو بہت جلد ایک موقع مل گیا حضور ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جب مسیلمہ کذاب کی سرگرمیاں دن بدن بڑھتی جارہی تھیں تو وحشی نے کہا، اب وقت ہے کہ میں مسیلمہ کو قتل کر کے حمزہ (رضی اللہ عنہ) کے خون کا بدلہ اُتار دوں اور مسلمانوں کے دل میں جگہ پیدا کر دوں۔ چنانچہ وہی نیزہ لے کر جس سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ مسیلمہ کے مقابلے میں جانے والی مہم کے ساتھ ہو گیا اور میدان جنگ میں پہنچ کر مسیلمہ کی تاک میں لگا رہا وہ ایک دیوار کے سوراخ کے پار نظر آیا وحشی نے نیزہ تان کر اس کے سینے پر ایسا وار کیا کہ نیزہ سینے کے پار ہو گیا جو کمی رہ گئی تھی وہ ایک انصاری صحابی نے بڑھ کر پوری کر دی اس طرح وحشی نے اسلام کے ایک بہت بڑے دشمن کا خاتمہ کر کے حضرت حمزہ کا رضی اللہ عنہ خون بہا ادا کیا اور اپنی بدنامی کا داغ دھویا۔ (سیر الصحابہ جلد ہفتم)

اس حوالے سے وحشی نے خود بیان کیا کہ

جب مسلمان مسیلمہ کذاب کے قتل کے لیے کمر بستہ ہو کر روانہ ہوئے تو میں بھی ان کے ساتھ ہو گیا اور وہی حربہ جس سے میں نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا، ساتھ لے گیا۔ جب دونوں گروہوں میں تصادم ہوا تو میں نے مسیلمہ کذاب کو دیکھا کہ ہاتھ میں تلوار لیے کھڑا ہے۔ میں اسے پہچانتا نہیں تھا (یعنی کسی سے پوچھا اور پتا لگایا) چنانچہ میں اس کے قتل کے لیے تیار ہوا۔ دوسری طرف ایک انصاری بھی اس ہی ارادے سے آگے بڑھے۔ ہم دونوں ہی اسے زد میں لینا چاہتے تھے۔ میں نے اپنا حربہ ہلا کر اور خوب سیدھ باندھ کر اس پر پھینکا اور وہ جا کر اس کے لگ بھی گیا۔ ادھر انصاری نے بھی نہایت تیزی سے تلوار کا وار کیا، پروردگار ہی جانتا ہے، ہم دونوں میں کس کے وار نے اس کا خاتمہ کیا۔ اگر وہ میرے حربے سے جہنم واصل ہوا تو میں سمجھتا ہوں کہ جہاں میں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے بہتر انسان (حمزہ رضی اللہ عنہ) کو قتل کیا، وہاں سب سے بدتر انسان کو بھی میں نے ہی قتل کیا۔'' (سیرت ابن ہشام جلد دوم)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی ازواج واولاد

روایات میں آتا ہے کہ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے ایک سے زیادہ شادیاں کی تھیں۔ آپ کی ایک شادی بنت لمتہ بن مالک سے ہوئی ان کے بطن سے آپ کے دو بیٹے یعلیٰ اور عامر پیدا ہوئے۔ یعلیٰ کی مناسبت کی وجہ سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو یعلیٰ تھی۔ یعلیٰ سے چند اولادیں ہوئیں مگر ان سب کا بچپن میں ہی انتقال ہو گیا جبکہ عامر لاولد فوت ہوئے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شادی خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے بھی ہوئی تھی ان کے بطن سے جناب عمارہ کی ولادت ہوئی اسی لیے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عمارہ بھی ہے۔ جناب عمارہ بھی لاولد فوت ہوئے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی ایک شادی سلمیٰ بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے بھی ہوئی تھی ان کے بطن سے ایک بیٹی امامہ رضی اللہ عنہا کی ولادت ہوئی جن کی شادی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ربیب حضرت عمر بن ابی سلمہ مخزومی رضی اللہ عنہ سے ہوئی مگر ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اس طرح حمزہ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسل نہ بیٹوں سے چلا نہ بیٹی سے۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی ایک بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں جو اسلامی لشکر کی غزوہ احد سے واپسی کے وقت دیگر خواتین کے ہمراہ مدینہ طیبہ کے راستے میں کھڑی تھیں اور اپنے والد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو لشکر میں تلاش کر رہی تھیں (مدارج النبوت جلد دوم)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے علامہ ابن سعد بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت امامہ رضی اللہ عنہا سے شادی کرنے کی ترغیب دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے اس سے میرا نکاح کیسے ہو سکتا ہے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ذیقعد 7 ھ میں عمرہ کی ادائیگی کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے صلح

Marfat.com

حدیبیہ کی شرط کے مطابق تین دن تک انہوں نے وہاں قیام فرمایا تین دن کے بعد کفار مکہ کے چند سردار حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ شرط پوری ہو چکی ہے اب آپ لوگ مکہ سے نکل جائیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کا پیغام سنایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُسی وقت مکہ مکرمہ سے روانہ ہو گئے چلتے وقت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی ایک چھوٹی بیٹی حضرت امامہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چچا چچا کہتی ہوئی دوڑی آئیں۔ یہ یتیم بچی مکہ مکرمہ میں رہ گئی تھیں۔ جس وقت حضرت امامہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارتی ہوئی دوڑی آئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے شہید چچا جان کی اس نشانی کو دیکھ کر پیار آ گیا۔ اس بچی نے آپ کو بھائی کہنے کے بجائے چچا جان اس رشتہ سے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ کے رضی اللہ عنہ رضاعی بھائی ہیں۔

جب یہ بچی قریب آئیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر ان کو اپنی گود میں اُٹھا لیا لیکن اب ان کی پرورش کے لیے تین دعویٰ دار کھڑے ہو گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ کہا' یارسول اللہ! یہ میری چچازاد بہن ہے اور میں نے اس کو سب سے پہلے اپنی گود میں اُٹھا لیا ہے اس لیے اس کی پرورش کا حق مجھے ملنا چاہیے۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ میری چچازاد بہن بھی ہے اور اس کی خالہ (اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا) میری بیوی ہے لہٰذا اس کی پرورش کا حقدار میں ہوں۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ میرے دینی بھائی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے۔ اَس لیے اس کی پرورش میں کروں گا ان تینوں کی باتیں سُن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خالہ ماں کے برابر ہوتی ہے لہٰذا یہ بچی جعفر (رضی اللہ عنہ) کی پرورش میں رہے گی (بخاری شریف جلد دوم 610)

ہند بنت عتبہ کی آمد:

8ھ میں جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ فتح فرمایا تو اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کوہ صفا کی پہاڑی کے نیچے ایک بلند مقام پر تشریف فرما ہوئے تو لوگ جوق در جوق آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست

Marfat.com

حق پرست پر اسلام کی بیعت کرنے لگے۔ مردوں کی بیعت ختم ہو چکی تو عورتوں کی باری آئی حضور نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر بیعت کرنے والی عورت سے جب وہ تمام شرائط کا اقرار کر لیتی تو اس سے فرما دیتے کہ میں نے تجھ سے بیعت لے لی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم! آپ کے دست اقدس نے بیعت کے وقت کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا صرف کلام ہی سے بیعت فرما لیتے تھے۔ (بخاری شریف جلد اول ص 375)

انہی عورتوں میں ہند بنت عتبہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں مگر اس حالت میں کہ عورتوں کے جھرمٹ میں چھپی ہوئی تھیں اور چہرے پر نقاب ڈال رکھا تھا مقصد یہ تھا کہ کوئی پہچان نہ سکے تاکہ شرمندگی نہ اٹھانی پڑے تاہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچان لیا۔ بیعت کا وقت آیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہایت دلیری سے ہمکلام ہوئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت کرنا۔ ہند بنت عتبہ نے کہا' یہ اقرار آپ نے مردوں سے تو نہیں لیا لیکن ہمیں منظور ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' چوری مت کرنا۔ عرض کی میں اپنے خاوند (حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ) کے مال میں سے کچھ لے لیا کرتی ہوں معلوم نہیں یہ بھی جائز ہے یا نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا۔ ہند بنت عتبہ سے بے باکی سے بولیں ہم نے تو بچوں کی پرورش کی تھی اور جب وہ بڑے ہو گئے تو آپ نے ان کو جنگ بدر میں مار ڈالا اب آپ جانیں اور وہ جانیں (طبرانی جلد سوم ص 643)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہند بنت عتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے روئے زمین پر آپ کے گھر والوں سے زیادہ کسی گھر والے کا ذلیل ہونا پسند نہ تھا مگر اب یہ حال ہے کہ روئے زمین پر آپ کے گھر والوں سے زیادہ کسی گھر والے کا عزت دار ہونا مجھے پسند نہیں۔ (بخاری شریف جلد اول ص 539)

☆......☆......☆

Marfat.com

بعد از شہادت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی کرامات

فرشتوں نے غسل دیا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو ان کی شہادت کے بعد فرشتوں نے غسل دیا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی تصدیق فرمائی کہ بے شک میرے چچا کو شہادت کے بعد فرشتوں نے غسل دیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص 863 ج 2 بحوالہ ابن سعد)

مسئلہ یہ ہے کہ شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا، چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو نہ تو خود غسل دیا، نہ صحابہ کرام کو اس کا حکم فرمایا، لہٰذا ظاہر یہی ہے کہ چونکہ تمام شہدائے اُحد میں آپ سید الشہداء کے معزز خطاب سے سرفراز ہوئے، اس لیے فرشتوں نے اعزازی طور پر آپ کے اعزاز واکرام کا اظہار کرنے کے آپ کو غسل دیا یا ممکن ہے کہ حضرت حنظلہ غسیل الملائکہ کی طرح ان کو بھی غسل کی حاجت ہو اور فرشتوں نے اس بناء پر غسل دیا۔ بہر حال اس میں شک نہیں کہ ایک صحابی کو غسل دینے کے لیے آسمان سے فرشتوں کا نازل ہونا اور اپنے نورانی ہاتھوں سے غسل دینا۔ یہ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی ایک بہت ہی عظیم الشان کرامت ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے حفاظت فرمائی:

علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں علامہ برزنجی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی ایک کرامت شیخ

محمد بن عبد الطیف تھتام مالکی مدنی سے روایت کی ہے کہ میرے والد صاحب نے فرمایا کہ حضرت شیخ سعید بن قطب ربانی ابراہیم کردی سید الشہداء عم مصطفیٰ رضی اللہ عنہ قبر کی زیارت کے لیے بارہ رجب سے پہلے ہی تشریف لے گئے۔ حالانکہ مدینہ والے وہاں بارہ رجب کو جایا کرتے ہیں۔ حضرت سعید بکثرت آپ کی زیارت کو جاتے اور پھر بارہ رجب تک وہیں ٹھہرے رہتے۔ میرے والد صاحب فرماتے ہیں کہ ہم بھی ایک سال آپ کے ساتھ گئے اور دیوان مسنود میں بیٹھ گئے۔ جب رات نے اپنے پردے لٹکا دیے اور سب ساتھی سو گئے تو میں بطور چوکیدار بیٹھ گیا۔ میں نے ایک شاہسوار دیکھا جو وہاں کئی دفعہ چکر لگانے لگا۔ میں سستی کی وجہ سے نہیں اُٹھا۔ میں جی میں کہنے لگا۔ اس وقت تک پڑے رہو گے کہ یہ سر چڑھ آئے گا میں اٹھا اور کہا سوار تو کون ہے؟ سوار بولا تو نے پوچھنے کی جرأت کیوں کی؟ تو میری پناہ میں اُترا ہے اور خود بیدار ہو کر اور چوکیداری کر کے مجھے تکلیف دے رہا ہے۔ میں تو خود تمہاری حفاظت کر رہا ہوں۔ میں حمزہ بن عبد المطلب ہوں۔ یہ کہہ کر میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ (جامع کرامات اولیاء ص 393)

قبر کے اندر سے سلام کا جواب:

حضرت فاطمہ خزاعیہ کا بیان ہے کہ میں ایک دن حضرت سید الشہداء جناب حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزارِ اقدس کی زیارت کے لیے گئی اور میں نے قبرِ منور کے سامنے کھڑے ہو کر اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ رَسُوْلِ کہا' تو آپ نے باآوازِ بلند قبر کے اندر سے میرے سلام کا جواب دیا جس کو میں نے اپنے کانوں سے سُنا (حجۃ اللہ ج 2 ص 863 بحوالہ بیہقی)

اسی طرح شیخ محمود کُردی شیخانی نزیل مدینہ منورہ نے آپ کی قبرِ انور پر حاضر ہو کر سلام عرض کیا، تو آپ نے قبر منور کے اندر سے باآواز بلند ان کے سلام کا جواب دیا اور ارشاد فرمایا کہ اے شیخ محمود! تم اپنے لڑکے کا نام میرے نام پر ''حمزہ'' رکھنا، چنانچہ جب خداوند کریم نے ان کو فرزند عطا

Marfat.com

فرمایا تو انہوں نے اس کا نام حمزہ رکھا۔

(حجتہ اللہ علی العالمین ج2 ص863 بحوالہ کتاب الباقیات الصالحات)

اس روایت سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی چند کرامتیں معلوم ہوئیں:

1۔ یہ کہ آپ نے قبر کے اندر سے شیخ محمود کے سلام کو سن لیا اور دیکھ بھی لیا کہ سلام کرنے والے شیخ محمود ہیں۔ پھر آپ نے سلام کا جواب شیخ محمود کو سنا بھی دیا حالانکہ دوسرے قبر والے سلام کرنے والوں کے سلام کو سُن تو لیتے اور پہچان بھی لیتے ہیں، مگر سلام کا جواب سلام کرنے والوں کو سُنا نہیں سکتے۔

2۔ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو اپنی قبر شریف کے اندر رہتے ہوئے یہ معلوم تھا کہ ابھی شیخ محمود کے کوئی بیٹا نہیں ہے، مگر آئندہ ان کو خداوند کریم فرزند عطا فرمائے گا، جب بھی تو آپ نے حکم دیا کہ اے شیخ محمود! تم اپنے لڑکے کا نام میرے نام پر حمزہ رکھنا۔"

3۔ آپ نے جوابِ سلام اور بیٹے کا نام رکھنے کے بارے میں کچھ ارشاد فرمایا، وہ اس قدر بلند آواز سے فرمایا کہ شیخ محمود اور دوسرے حاضرین نے سب کچھ اپنے کانوں سے سُن لیا۔

مذکورہ بالا کرامتوں سے اس مسئلہ پر روشنی پڑتی ہے کہ شہداء کرام اپنی اپنی قبروں میں پورے لوازم حیات کے ساتھ زندہ ہیں اور ان کے علم کی وسعت کا یہ حال ہے کہ وہ یہاں تک جان اور پہچان لیتے ہیں کہ آدمی کی پشت میں جو نطفہ ہے اس سے پیدا ہونے والا بچہ لڑکا ہے یا لڑکی! یہی وجہ ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے شیخ محمود! تم اپنے لڑکے کا نام میرے نام پر رکھنا۔ اگر ان کو بالیقین نہ ہوتا کہ لڑکا ہی پیدا ہوگا، آپ کس طرح لڑکے کا نام اپنے نام پر رکھنے کا حکم دیتے؟ واللہ تعالیٰ اعلم!

حضرت حمزہ نے مدد فرمائی:

سید جعفر بن حسن برزنجی نے اپنی کتاب جالیۃ الکرب باصحاب سید العجم والعرب ﷺ میں تحریر فرمایا ہے (اس کتاب میں ان صحابہ کرام سے استغاثہ ہے جو بدر واحد میں شریک جہاد تھے اور ان کی کرامت وعظمت کا تذکرہ ہے) کہ علامہ حموی نے اپنی کتاب نتائج الارتحال والسفر فی اخبار اہل القرآن الحادی عشر میں جامع شریعت وحقیقت شیخ احمد بن محمد دمیاطی المعروف ابن عبدالغنی النباء متوفی مدینہ طیبہ ماہ محرم 1116ھ سے روایت کی ہے۔ حضرت شیخ احمد نے فرمایا، میں نے اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ ایک قحط زدہ سال میں مصر سے خریدے گئے دو اونٹوں پر سوار ہو کر سفر حج اختیار کیا۔ حج سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ میں شریف حضوری چاہتے تھے کہ اونٹ مدینہ پہنچ کر مر گئے۔ ہم خالی جیب ہو چکے تھے، نہ اونٹ خرید سکتے تھے اور نہ ہی کرائے پر سواری لینے کے قابل رہے تھے۔ میں اس تنگ دستی میں حضرت شیخ صفی الدین قشاشی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں ساری کیفیت عرض کر دی انہیں یہ بھی بتایا کہ کشائش تک مدینہ طیبہ میں ہی ٹھہرنا چاہتا ہوں وہ کچھ دیر خاموش رہے۔ پھر فرمانے لگے آپ ابھی سیدنا حمزہ عم مصطفےٰ رضی اللہ عنہ کی قبر انور پر حاضری دیں۔ جتنا ہو سکے قرآن پڑھیں اور پھر اول سے آخر تک انہیں اپنا حال سنائیں۔ میں نے تعمیل ارشاد کی اور چاشت کے وقت ہی آپ کے مزار اطہر پر حاضری دی اور شیخ گرامی کے حکم کے مطابق قرآن حکیم پڑھ کر اپنا حال سنا ڈالا۔ ظہر سے پہلے واپس ہوا باب الرحمۃ میں طہارت خانہ میں وضو کر کے مسجد شریف میں داخل ہوا تو وہاں والدہ محترمہ کو موجود پایا۔ فرمانے لگیں ابھی تمہیں ایک آدمی پوچھ رہا تھا اسے ملیے۔

میں نے عرض کیا وہ کہاں ہے؟ کہنے لگیں حرم نبوی کے پیچھے چلے جاؤ۔ میں ادھر چلا گیا۔ وہ صاحب سامنے آ گئے۔ پر ہیبت شخصیت اور سفید داڑھی والے انسان تھے۔ مجھے فرمانے لگے شیخ

Marfat.com

احمد مرحبا! میں نے ان کے ہاتھ چوم لیے۔ مجھے فرمانے لگے مصر چلے جائیں، میں نے عرض کیا آقا! کس کے ساتھ چلوں؟ فرمانے لگے چلیے میں کسی آدمی کے ساتھ آپ کے کرائے کی بات کر دیتا ہوں۔ میں آپ کے ساتھ چل پڑا وہ مجھے مدینہ طیبہ میں مصری حاجیوں کے کیمپ تک لے گئے وہ کچھ مصریوں کے ایک خیمے میں تشریف لے چلے، اور میں بھی ان کے ساتھ خیمے میں داخل ہو گیا۔ انہوں نے جب خیمے کے مالک کو سلام کیا تو وہ اُٹھ کھڑا ہوا۔ آپ کے ہاتھ چومے اور بے حد تعظیم کی۔ آپ نے فرمایا او میرے چہیتے! شیخ احمد اور ان کی والدہ کو مصر لے چلنا! اس سال بہت زیادہ اونٹ مر گئے تھے اونٹوں کی قلت تھی اور کرایہ بہت زیادہ تھا۔ اس مصری نے آپ کا حکم مان لیا۔ آپ نے فرمایا اتنے اور اتنے لے لینا۔ اس نے بات مان لی۔ آپ نے اپنے پاس سے کرائے کا زیادہ حصہ ادا کر دیا۔ مجھے فرمانے لگے، شیخ احمد! اپنی والدہ اور سامان کو یہاں لے آئیں، میں وہاں سے اٹھا اور وہ وہاں ہی تشریف فرما رہے۔ میں والدہ ماجدہ اور سامان کے ساتھ واپس آیا۔ اس مصری کو فرمانے لگے کہ مصر پہنچ کر یہ باقی کرایہ تجھے دے دیں گے۔ مصری نے یہ بات مان لی۔ آپ نے سورہ فاتحہ پڑھی اور اسے میرے ساتھ اچھائی سے پیش آنے کی وصیت کی۔ اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ چل پڑا۔ جب ہم مسجد شریف پہنچے فرمانے لگے تو مجھ سے پہلے اندر چلا جا۔ سو میں مسجد میں داخل ہوا نماز کا وقت ہو گیا۔ لیکن انتظار کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ وہ نظر نہ آئے، میں نے بار بار ان کو تلاش کیا مگر نہ ملے۔ میں اس آدمی کے پاس آیا جسے کرایہ دے کر مجھے چھوڑ گئے تھے، میں نے اس سے آپ کے اور آپ کی جگہ کے بارے میں دریافت کیا؟ وہ کہنے لگا میں تو انہیں نہیں پہچانتا اور آج سے پہلے انہیں دیکھا بھی نہیں تھا۔ جب وہ تشریف لائے تو مجھ پر ایسا خوف اور اتنی ہیبت طاری ہوئی جو اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ میں واپس آ گیا۔ بہت تلاش کیا۔ لیکن وہ نہ مل سکے۔ میں حضرت شیخ صفی الدین احمد قشاشی کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کو ساری بات بتائی۔ فرمانے لگے، سیدنا حمزہ عبدالمطلب کی

Marfat.com

روح پاک تھی۔ جو جسمانی شکل میں سامنے آئی تھی۔ پھر میں اس آدمی کے پاس چلا آیا، جس کے ساتھ مصر جانا تھا اور باقی حاجیوں کے ساتھ مصر روانہ ہو گیا۔ اس نے دورانِ سفر محبت واکرام اور حسن خلق کا ایسا مظاہرہ کیا۔ جس کا اس جیسے لوگ سفر و حضر میں نہیں کیا کرتے۔ یہ سب کچھ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی برکت تھی۔ اللہ ان کے وسیلے سے ہمیں نفع اندوز فرمائے۔ (جامع کرامات اولیاء ص 290 تا 292)

بلند آواز سے سلام کا جواب:

حضرت عطاف بن خالد سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میری خالہ نے مجھے بتایا کہ ایک روز میں شہداء کی قبروں کی زیارت کے لیے گئی اور میں اکثر ان کی زیارت کی غرض سے جاتی رہتی تھی تو میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر اطہر کے پاس نماز پڑھنے لگی اس وقت سے وہاں پکارنے والا اور جواب دینے والا کوئی نہیں تھا تو جب میں نماز نماز سے فارغ ہوئی تو السلام علیکم کہا تو میں نے سلام کا جواب سنا اور مجھے اس بات کا اس قدر یقین ہے جس قدر اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا فرمایا اور جتنا یقین دن اور رات کا ہے تو میرا رواں رواں کانپ اُٹھا۔

(بیہقی الدلائل، تہذیب آلاثار۔ من آش بعد الموت)

قبر مبارک میں تر و تازہ جسم اطہر:

اس حوالے سے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ 40ھ میں تقریباً 37 برس بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے اُحد کی طرف نہر نکالی گئی تو کھدائی کے دوران کئی شہداء کی لاشیں بالکل تر و تازہ حالت میں ملیں۔ اتفاق سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں بیلچہ لگ گیا تو ان کے پاؤں سے خون کی چھینٹیں اس طرح اُڑیں جیسے زندہ شخص کو زخم لگنے سے خون نکلتا ہے۔

(الاصابہ)

Marfat.com

اس ضمن میں ایک روایت اس طرح سے ہے کہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی حکومت کے دوران مدینہ منورہ کے اندر نہریں کھودنے کا حکم دیا، تو ایک نہر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس کے پہلو میں نکل رہی تھی۔ لاعلمی میں اچانک نہر کھودنے والوں کا پھاوڑا آپ کے قدم مبارک پر پڑ گیا اور آپ کا پاؤں کٹ گیا، تو اس میں سے تازہ خون بہہ نکلا، حالانکہ آپ کو دفن ہوئے چھیالیس سال گزر چکے تھے۔ (حجۃ اللہ ج 2 ص 864 بحوالہ ابن سعد)

وفات کے تازہ خون کا بہہ نکلنا یہ دلیل ہے کہ شہداء کرام اپنی قبروں میں پورے لوازم حیات کے ساتھ زندہ ہیں۔

شہدائے احد کی زیارت:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہدا احد کی قبور کی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کا بھی یہی عمل رہا۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہداء احد کی قبور پر تشریف لے گئے تو ارشاد فرمایا' اے اللہ! تیرا رسول گواہ ہے کہ اس جماعت نے تیری رضا کی طلب میں جان دی ہے۔ پھر یہ بھی ارشاد فرمایا کہ قیامت تک جو مسلمان بھی ان شہیدوں کی قبروں پر زیارت کے لیے آئے گا اور ان کو سلام کرے گا تو یہ شہداء کرام اس کے سلام کا جواب دیں گے۔"

مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے احد کی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے تو فرماتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ (مدارج النبوت جلد دوم)

احد کی فضیلت:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمایا ہے کہ وہ احد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر ہوگا جب تم اس کے پاس سے گزرو تو اس کے درختوں کا میوہ کھا لیا کرو اگر کچھ بھی نہ ملے تو وہاں

Marfat.com

صحرا کی گھاس ہی چبالو۔ (کنزالعمال ج12 ص268)

سیدہ زینب زوجہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما اپنی اولاد کو تاکید کے ساتھ کہتی تھیں کہ جب تم اُحد کی زیارت کو جاؤ تو میرے لیے وہاں سے نباتات اور گھاس کا تحفہ لیتے آنا۔

(وفاالوفا جلد دوم ص109)

شہدائے احد کی قبور:

روایات میں آتا ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ غزوہ عشیرہ کے لیے روانہ ہوئے تو اثنائے راہ میں بطحا بن ازہر کے مقام پر ایک درخت تلے تشریف فرما ہوئے اس جگہ نماز ادا فرمائی پھر اس جگہ پر مسجد تعمیر کی گئی اس مقام پر حضور ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا گیا جو حضور ﷺ نے صحابہ کرام کے رضی اللہ عنہم ساتھ تناول فرمایا'

اس حوالے سے امام ابوالربیع الکائی الاندلسی اپنی کتاب ''الاکتفا'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ چولہے کے وہ پتھر جن پر ہنڈیا پکائی گئی تھی وہ اب تک جوں کے توں موجود ہیں اور لوگ انہیں جانتے اور پہچانتے ہیں۔

ہائے افسوس! موجودہ نجدی حکومت سے پیشتر حجاز مقدس میں تبرکات مقدسہ کا اس قدر احترام کیا جاتا تھا کہ وہ چولہے جن پر حضور نبی کریم ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا گیا ان کی لوگ حفاظت کیا کرتے تھے اور انہیں جانتے بھی تھے اور پہچانتے بھی تھے مگر آج شرک کے مینڈک اس قدر عام ہو چکے ہیں کہ چولہے تو رہے ایک طرف مزارات مقدسہ کے نام ونشان بھی مٹائے جا رہے ہیں ارے! توحید اتنی کچی نہیں کہ آئینے کی طرح کڑک سے ٹوٹ جائے۔ یہی مزارات تو اس بات کا ثبوت ہیں کہ یہ خدا نہ تھے بلکہ خدا کے تخلیق کردہ تھے کہ جنہیں موت آئی اور اب مزارت میں آرام فرما ہیں۔

Marfat.com

آغا شورش کاشمیری کے جذبات:

مقام احد اور شہدائے احد کی قبور کی حالت دیکھ کر مشہور ادیب اور شعلہ بیاں مقرر جناب آغا شورش کاشمیری اپنے دلی جذبات پر قابو نہ رکھ سکے اپنی اس کیفیت کا احوال انہوں نے حجاز کے سفر سے واپسی کے بعد اپنی کتاب میں اس طرح لکھا کہ

غزوہ احد میں عتبہ کی بیٹی ہندہ ابوجہل کے بیٹے عکرمہ کی بیوی ام حکیم خالد کی بہن فاطمہ بنت ولید، مسعود ثقفی رئیس طائف کی بیٹی برزہ، عمرو بن عاص کی زوجہ ریطہ، مصعب بن عمر کی ماں حناس لشکرِ قریش کے ہمراہ بدر کا بدلہ چکانے آئی تھیں اور مسلمانوں کے خلاف قریش کے غضب کو بھڑکا رہی تھیں ان کا نغمہ تھا کہ ہم آسمان کے تاروں کی بیٹیاں ہیں ہم قالینوں پر چلنے والی ہیں بڑھ کے لڑو گے تو ہم تم سے گلے ملیں گی پیچھے ہٹو گے تو الگ ہو جائیں گی انہی کے مقابلہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا پائچے چڑھائے مشکیزہ بھر بھر کے لاتیں اور زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔ حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کافروں کا وار روکتیں اور ڈھال بنی ہوئی تھیں۔

اُحد تلواروں کے ٹکراؤ سے گونج رہا تھا سپاہی کا فرض ہے کہ نیزے کو خون سے رنگ دے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کفار پر ٹوٹ پڑے تھے جبیر بن معطم کے غلام وحشی نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر ڈالا، حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ ابوسفیان کو ہلاک کیا چاہتے تھے کہ خود شہید ہو گئے۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ کے مشابہ تھے ابن قمیہ کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ افواہ پھیل گئی کہ حضور شہید ہو گئے ہیں علی رضی اللہ عنہ صفیں الٹتے جا رہے تھے عمر رضی اللہ عنہ نے بددل ہو کر تلوار پھینک دی کہ اب لڑ کر کیا کریں ابن نصر رضی اللہ عنہ نے کہا ان کے بعد زندہ رہ کر کیا کریں گے؟ اور شہید ہو گئے ان کے جسم پر اسی (80) سے زیادہ زخم تھے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے چہرہ رسالت دمکتا پایا تو پکار اُٹھے، اے وابستگان رسالت محمدؐ زندہ اور وہ سامنے ہیں بس جانثاروں نے کفار پر ہلہ بول دیا۔ گھمسان کا رن پڑا دشمن لرز گئے لیکن کفار سرکش تھے اور اس قافلہ رسالتؐ کو مٹانے پر تلے ہوئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غضب ناک ہو کر فرمایا:

''وہ قوم کیا فلاح پا سکتی ہے جو اپنے پیغمبر کو لہولہان کرتی ہے۔''

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو سفیان کے اس جملہ پر کہ سب مر گئے للکار کے کہا کہ او دشمن خدا ہم سب زندہ ہیں اسی احد کے دامن میں زمین سے دو زینے بلند اور پہاڑ ڈھیڑوں نیچے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ عبداللہ بن جحش اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہما کی قبریں ہیں لیکن آل سعود کی شرعی یلغار نے ہموار کر دی ہیں، یہیں ہندہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا سینہ چاک کر کے ان کا کلیجہ چبایا اور مثلہ کیا تھا۔ انہی شہداء کے فراق میں مدینہ اشکبار تھا ہر گھر سے چیخیں آ رہی تھیں انہی چیخوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا:

"آہ! حمزہ کا رونے والا کوئی نہیں!

ہندہ نے تو حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ چبایا تھا لیکن انہوں نے حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر چبا ڈالی ہے مصعب بن عمیر اور عبداللہ بن جحش دفن ضرور ہیں لیکن وہ قبریں نہیں ان کا سایہ ہیں عرب کہتے ہیں کہ یہاں امیر حمزہ رضی اللہ عنہ دفن ہیں یہ عبداللہ بن جحش یا مصعب بن عمیر کی قبریں ہیں اور اکثر شہداء اسی مٹی میں سو رہے ہیں ہم ان کے حافظہ پر اعتماد کرتے اور سر جھکاتے ہیں کہ احد کا یہ میدانی ٹکڑا 80 صحابہ میں سے بیشتر کی خواب گاہ ہے۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی نے کیا بڑی بات کہی ہے کہ

"اے احد تجھ پر سلام تو نے لغت کو شجاعت کے بے شمار الفاظ دیے ہیں وہ میدان جہاں شہداء دفن ہیں وہاں کچھ سیڑھیاں دے کر سیمنٹ کا دائرہ بنایا گیا ہے۔ بس یہی علامت ہے کہ یہاں شہدائے احد دفن ہیں یا پھر عقب میں ایک چھوٹا سا چشمہ ہے اس کا پانی پتھروں کے ایک پہلو سے نکل کر دوسرے پہلو میں چلا جاتا ہے ایک چھوٹا سا حوض ہے جہاں تھوڑا بہت پانی ہر لحظہ جمع رہتا لوگ آتے اور تر ہوتے ہیں پانی ٹھنڈا اور میٹھا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا احد پر آؤ تو اس کے درخت سے خواہ وہ درخت خار دار ہی کیوں نہ کچھ ضرور کھاؤ لیکن احد اسی طرح ننگ سلطانی کے اغماض کا شکار ہے جس طرح اور آثار ہیں کوئی نشان یا کتبہ نہیں اور یہ تو پورے حجاز میں ہے جہاں تہاں سے اسلام اٹھا اور پھیلا وہ جگہ خود بولتی ہیں کہ ہم فلاں ہیں...... حالانکہ اس وادی کے چپہ چپہ کی نشاندہی ہونی چاہیے کیا انہیں قائم

Marfat.com

رکھنے یا قائم کرنے سے کوئی دوسری عبادت گاہ بن جائے گی؟ یہ کوئی عذر نہیں بلکہ عذر لنگ ہے عربوں کو جس تاریخ پر ناز ہے بلکہ جس تاریخ نے انہیں شرف بخشا وہ کعبۃ اللہ اور حرم نبوی ہیں یا پھر یہ مقام جنہیں غزوات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوام بخشا اور کفار مکہ ڈھیر ہو گئے تاریخ کے یہ پڑاؤ اس طرح نہیں رہنے چاہیے کہ علم کے اس زمانہ میں مٹ جائیں آخر عرب شہزادے یورپ میں گھومتے پھرتے ہیں وہاں کیا نہیں کرتے اور کیا نہیں لاتے کیا وہ نہیں دیکھتے کہ فرانس نے اپنے شاہوں کی قتل گاہیں تک محفوظ کی ہوئی ہیں روما نے وہ تماشا گاہ محفوظ کر لی ہے جہاں شاہان روم وحشت کے دور میں درندوں سے انسانوں کی چیر پھاڑ کا تماشہ دیکھا کرتے تھے برلن میں روس نے اپنی فتح کی عظیم الشان یادگاریں قائم کی ہیں انگلستان قدامت کا گھر ہے وہ اپنے شاہوں کی پرانی یادگاریں سینے سے لگائے بیٹھا ہے شاہ کا محل اور وزیر اعظم کا مکان نہیں بدلا کہ اس کی پرانی تاریخ ہے جو ماضی کو حال سے ملاتی ہے کیا یہ چیزیں عبادت گاہیں بن گئی ہیں؟ جب ان لوگوں نے جو قرآن کے نزدیک مضل و مغضوب ہیں اپنے تاریخی سرمایہ کو عبادت گاہ نہیں بنایا تو مسلمان جن کی تربیت توحید و رسالت کی آب و ہوا میں ہوئی ہے ان آثار قدماء کو عبادت گاہ بنا لیں گے جہاں بیت اللہ اور گنبد خضریٰ ہوں وہاں اور کون سی جگہ جبین نیاز کی سجدہ گاہ ہو سکتی ہے لوگوں کی کجروی اور گمراہی کا علاج یہ نہیں کہ وہ چیزیں اس لیے مٹا دی جائیں کہ عوام الناس بہ الفاظ شریعت شرک کرتے ہیں کسی نے انگور اور کھجور کو مٹایا ہے کہ لوگ اس سے شراب کشید کرتے ہیں۔

جدہ کو جدید اور ریاض کو جنت بنانے والے مکہ میں آکر آستین چڑھا لیتے اور مدینہ میں جا کر پائنچے اونچے کر لیتے ہیں۔ انہیں اپنے نفس میں نواہی محسوس نہیں ہوتے۔

احد کو عربوں نے نہیں قرآن نے زندہ رکھا اور حضور نے جاوداں کیا ہے وہ غزوات پیغمبرؐ کی متاع عظیم ہے، عربوں نے اس سے وہی سلوک کیا ہے جو ابن قمیہ نے مصعب رضی اللہ عنہ سے کیا تھا انہیں یاد نہیں رہا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنا قلق ہوا تھا۔ مصعب رضی اللہ عنہ ہم شبیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور عبداللہ بن جحش کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد میں کھجور کی چھڑی عطا کی ....

Marfat.com

جوان کے ہاتھ میں تلوار ہو گئی تھی! کیا انہیں بھول گیا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہاں مشکیزے بھرے تھے، فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہاں باپ کے زخم دھوئے تھے۔ علی نے یہاں تلوار کے جوہر دکھائے تھے یہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت گاہ ہے اُس صحابیؓ کی جاں نثاری یاد ہے جس نے کھجوریں کھاتے کھاتے رسول اللہ کی اس صدا پر کہ شہادت مقصود و متاع مومن ہے کفار مکہ پر بجلی کی طرح جھپٹ کر داعی اجل کو لبیک کہا تھا۔ جہاں ابوسفیان عمر رضی اللہ عنہ کے پتھراؤ کی تاب نہ لا کر بھاگ گیا تھا جہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عجلہ جنگ کی دربانی کر رہے تھے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیؓ نے اپنے بھائی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نعش دیکھ کر صرف انّا لِلّٰہِ کہا تھا اور کفن کے لیے دو چادریں دی تھیں اور ان میں دو صحابیؓ کفنائے گئے تھے جہاں مصعب کے کفن کی چادر اتنی چھوٹی تھی کہ سر ڈھانکتے تو پاؤں کھل جاتے تھے ان کے پاؤں پر گھاس ڈالی گئی تھی عربوں کے دامن میں اس کے سوا کیا ہے! شاید انہیں احساس نہیں رہا کہ ان کے چشمے خشک ہو چکے ہیں۔

(شب جائے کہ من بودم ص 174 تا 178

☆......☆......☆

Marfat.com

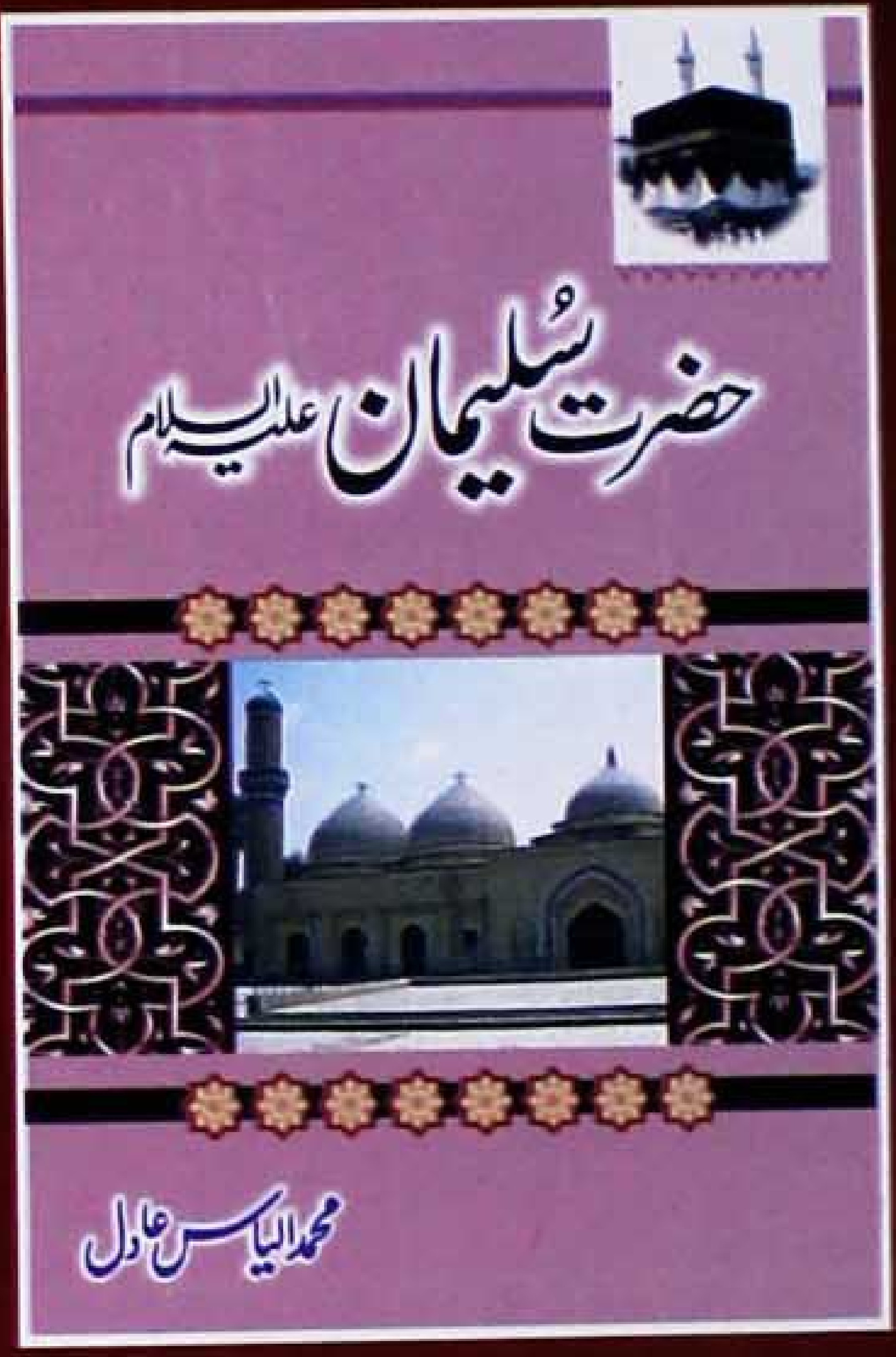

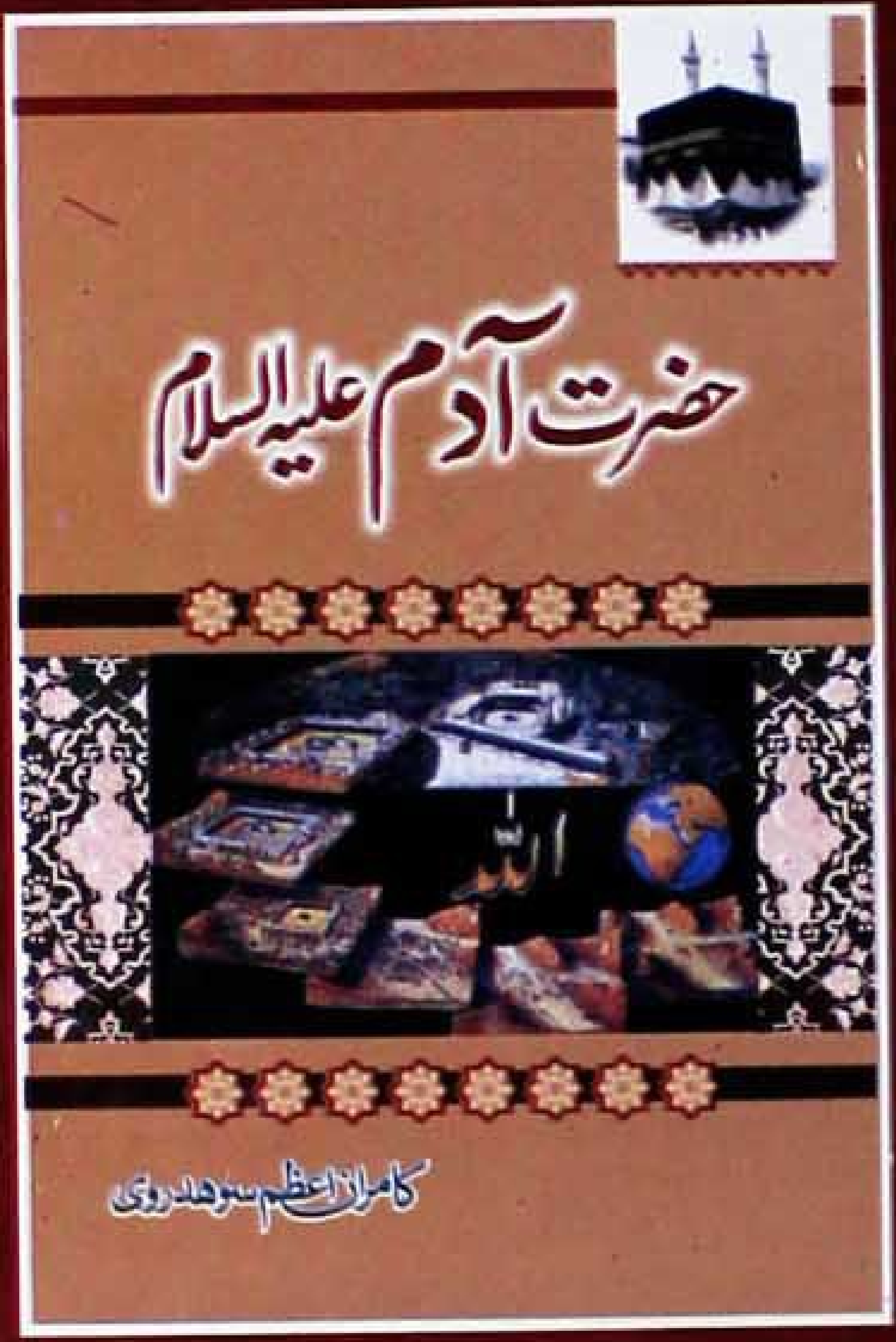

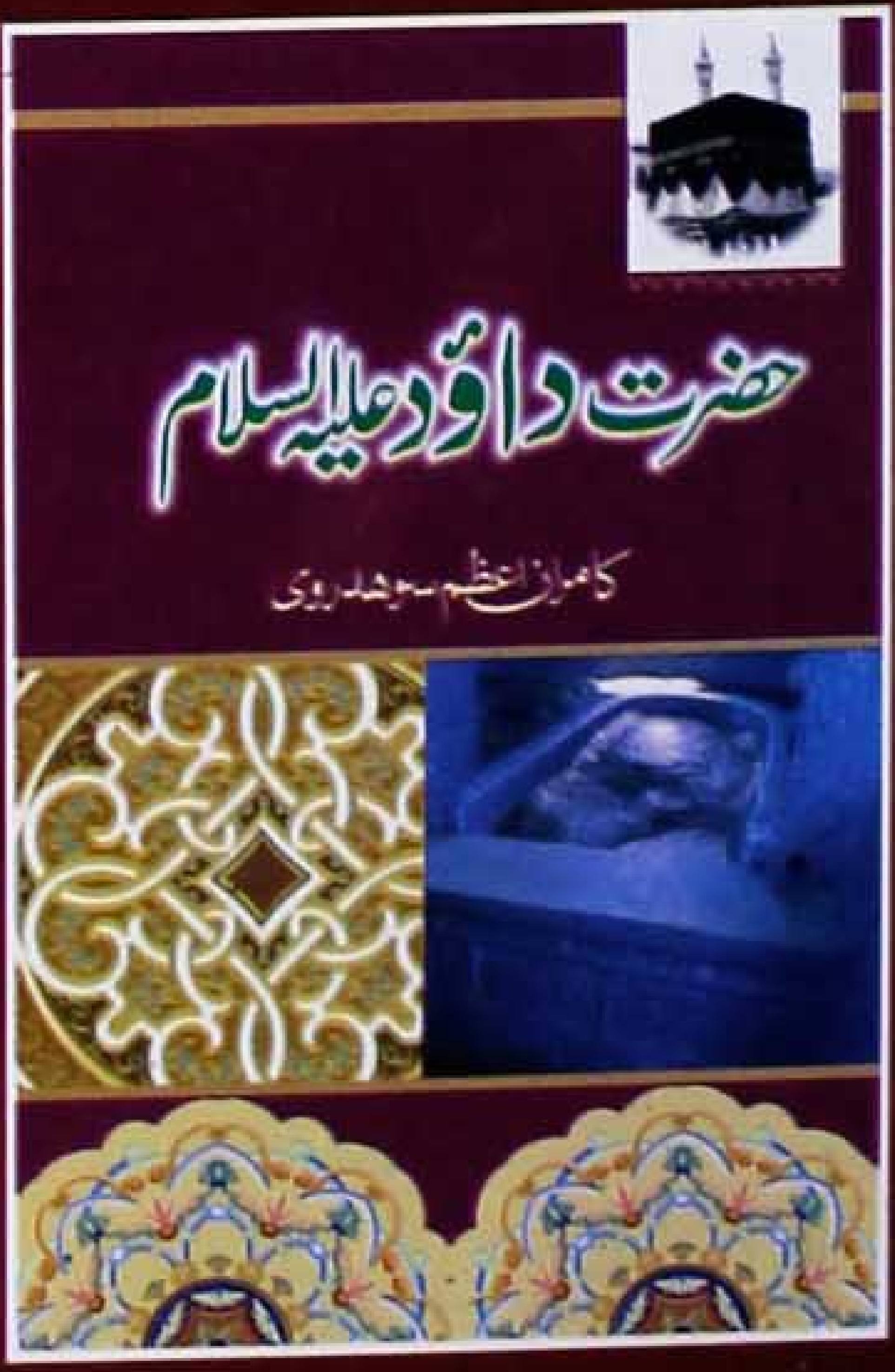

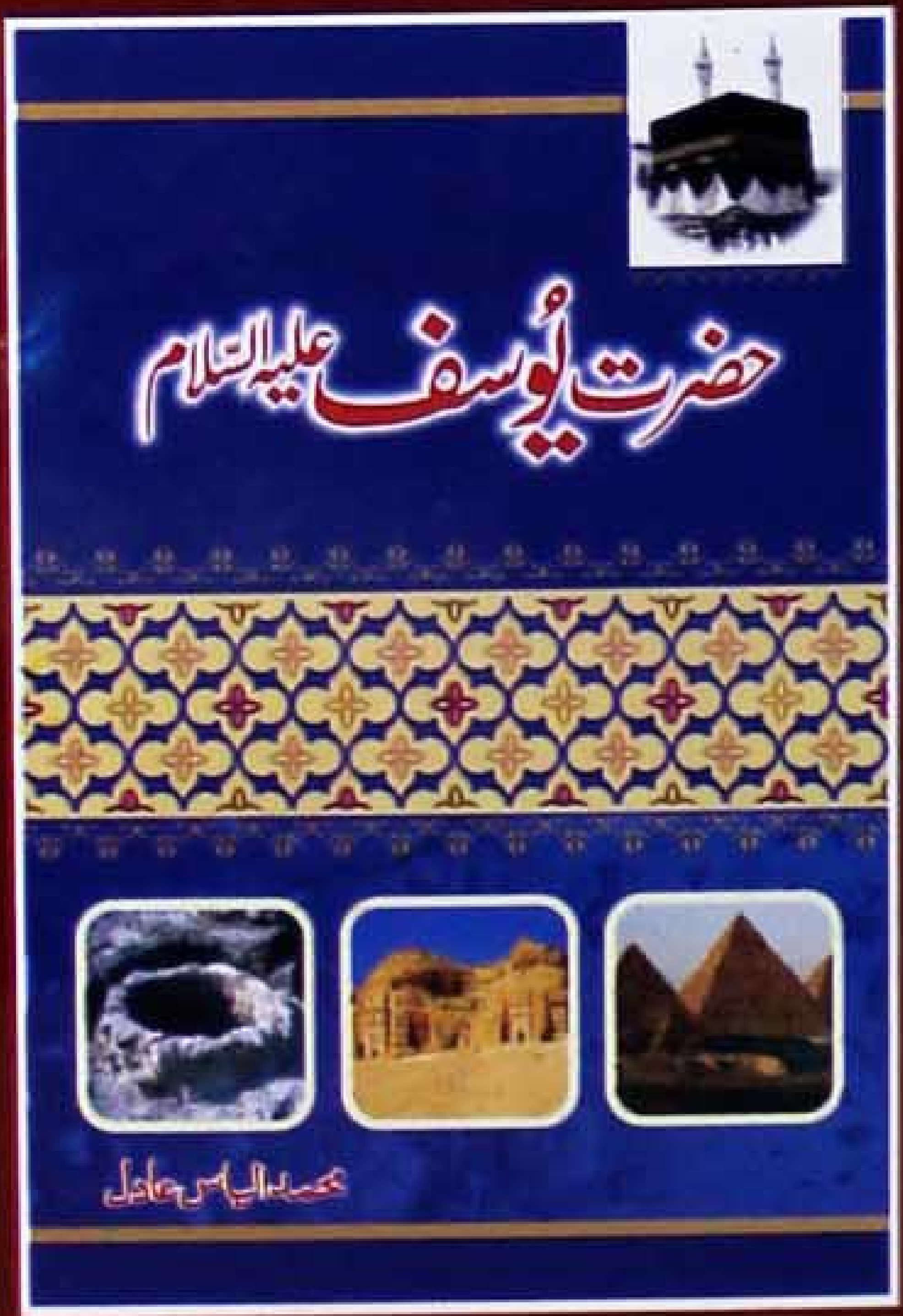

مُشتاق بک کارنر
الکریم مارکیٹ۔ اُردو بازار، لاہور

Marfat.com